ہندوستان ہمارا

ابوالاثر حفیظ جالندھری

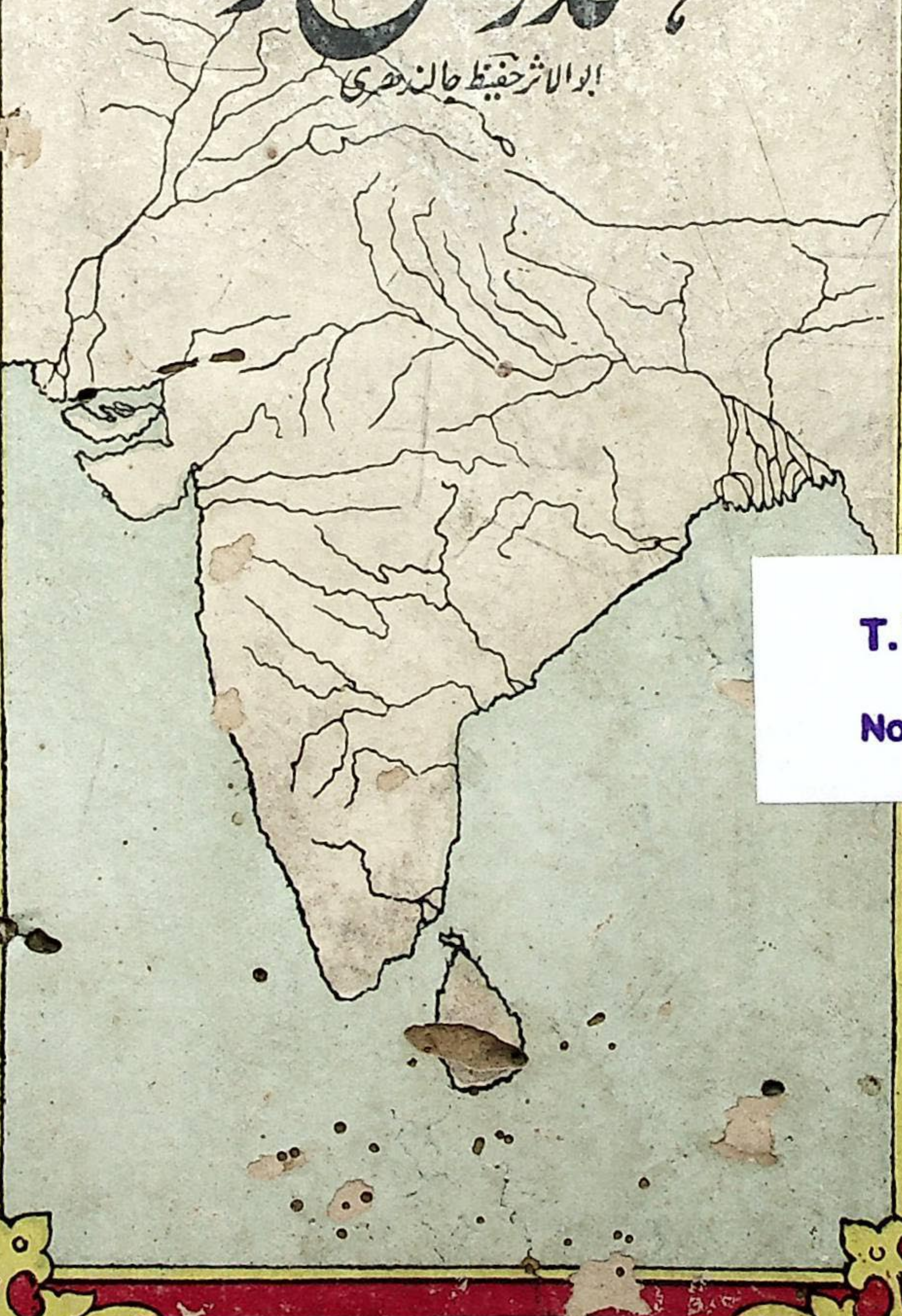

T.T.F LI
No: 20

Taj Tahir Foundation

Taj Tahir Foundation

جملہ حقوق محفوظ

ہندوستاں ہمارا

یعنی

تاریخ ہند کی سبق آموز کہانیاں

جنہیں

ابوالاثر حفیظ جالندھری

نے

سلیس نظم میں لکھا

(باتصویر)

سنہ ۱۹۴۱ء

دارالاشاعت پنجاب لاہور

بار چہارم

قیمت ۱۳ ؍

Taj Tahir Foundation
T.T.F LIBRARY
No: ۲۰۱

Taj Tahir Foundation

دیباچہ

میں نے اُردو کے نامور شاعر ابوالاثر حفیظ جالندی کی تصنیف "ہندوستاں ہمارا" کے اکثر حصوں کو دیکھا۔ اور یہ چند سطریں اس کتاب کے تعارف کے طور پر لکھ رہا ہوں ÷

کتاب میں اس امر کو ملحوظ رکھا گیا ہے۔ کہ تاریخ ہند کے واقعات کو سادہ اُردو نظم میں اس طرح لکھا جائے۔ کہ ان کی تصویر آنکھوں کے سامنے آجائے، جناب حفیظ نے زمانہ قبل تاریخ یعنی رامائن اور مہابھارت کی کتھا سے کتاب کو شروع کیا ہے۔ اور ان دونوں مذہبی کہانیوں کو ہمدردانہ نقطۂ نظر اور موثر انداز سے نظم کیا ہے، اسی طرح ایک نظم مشہور عالم رہنما گوتم بُدھ کے متعلق ہے، اس کے بعد سکندر اعظم اور اس کے بعد کی شخصیتیں نظروں کے سامنے آتی ہیں، اور پھر چند روایتی مرقعوں اور تاریخ کے عہد وسطےٰ کے بیان کے بعد مسلمانوں کا زمانہ شروع کر دیا ہے۔ جو محمود غزنوی سے لے کر احمد شاہ ابدالی پر ختم سمجھا جاتا ہے، سکھوں کی داستان بھی مؤثر انداز میں آغاز گرونانک سے لے کر اخیر تک نظم کی گئی ہے۔ اور رنجیت سنگھ کی موت تک

ختم ہوئی ہے۔ انگریزوں کے عہد حکومت کا حال دینے کے بعد ترقی اور اُمیدوں کی دُعا پر یہ داستان ختم ہوتی ہے۔

زبان سادہ اور مؤثر ہے۔ واقعات بے تکلفی۔ روانی اور قادرالکلامی کے ساتھ مناسب بحروں میں نظم کئے گئے ہیں۔ اور تاریخ کے خشک واقعات کو شاعر کے رنگین تخیل نے دلاویز بنا دیا ہے۔ یہ کتاب ورنیکلر مدارس کی چھٹی۔ ساتویں اور آٹھویں جماعت کے لئے تیار کی گئی ہے۔ اور اُمید ہے۔ کہ ان جماعتوں کے ہندوستانی طلبا کو نہایت دلچسپ اور پُرلطف معلوم ہوگی۔ مصنّف نے ایسی تمام باتوں کو نظرانداز کر دینے کی کوشش کی ہے۔ جن کا مادرِ وطن کے کسی فرقے یا جماعت کو ناگوار گزرنے کا احتمال تھا۔ اُردو زبان میں یہ پہلی کوشش ہے۔ کہ تاریخ ہند کو نظم کی صورت میں پیش کیا گیا ہے۔ اور اس لحاظ سے میں ان تمام حضرات سے جو تعلیمی امور میں دلچسپی لیتے ہیں۔ اس کتاب پر توجہ کرنے کی سفارش کرتا ہوں۔

لاہور۔ ۱۳۔ نومبر ۱۹۲۶ء

عبداللہ یوسف علی

Taj Tahir Foundation

فہرست مضامین

۱- ہندوستاں ہمارا	۹
۲- رامائن کی کتھا	۱۳
سیتا سوئمبر	۱۳
رام بن باس	۱۶
دسرتھ کا ارادہ	۱۶
منتھرا اور کیکئی	۱۷
کیکئی کی ہٹ	۱۹
رام چندر جی کی سعادت	۲۱
بن کے ساتھی	۲۲
بھرت کی محبت	۲۴
لنکا کی لڑائی	۲۸
سروپ نکھا	۲۸
سروپ نکھا کی ناک	۲۹
راون کا غصہ	۳۰
لنکا پر چڑھائی	۳۰
بھرت ملاپ	۳۴
۳- کرشن	۳۷
۴- مہابھارت	۴۳
کورو اور پانڈو کی دشمنی	۴۳
دروپدی کا سوئمبر	۴۶
پانڈو کا اقبال اور دریودھن کی چال	۴۸
جوئے کی سزا اور کرشن کا بیچ بچاؤ	۵۲
مہابھارت	۵۵
۵- مہاتما بدھ	۵۷

Taj Tahir Foundation

۶- سکندر اور پورس	۶۲
۷- چندر گپت اور سلوکس	۶۷
۸- اشوک	۷۰
۹- مہاراجہ بکرماجیت	۷۳
۱۰- حضرت محمدؐ صاحب	۷۶
حضرت محمدؐ صاحب سے پہلے دُنیا کی حالت	۷۶
عرب کی حالت	۷۷
حضرت محمدؐ صاحب	۸۰
۱۱- محمود غزنوی	۸۳
محمود اور راجپال	۸۳
سومنات کی تعریف	۸۴
سومنات پر حملہ	۹۱
محمود کی پریشانی	۹۶
محمود کی فتح	۱۰۰
۱۲- پرتھی راج اور محمدؐ غوری	۱۰۵
سنجوگ کا سوئمبر	۱۰۵
محمد غوری کی شکست	۱۰۹
محمد غوری کا دوسرا حملہ	۱۱۳
۱۳- شاہ ناصر الدین	۱۲۱
۱۴- غلام بادشاہ بلبن	۱۲۳
۱۵- بابر	۱۲۷
بابر اور رانا سانگا	۱۲۷
بابر کی موت	۱۳۱
۱۶- بابا نانک	۱۳۴
۱۷- شیر شاہ سوری	۱۴۰
۱۸- نظام سقّا	۱۴۴
۱۹- اکبر اعظم	۱۴۷
پیدائش اور تخت نشینی	۱۴۷
شہنشاہ اکبر اور ہیموں بقال	۱۵۱
رانا پرتاب سنگھ	۱۵۳
رانا پرتاب کا ایلچی	۱۵۸
۲۰- نور جہان بیگم کی پیدائش	۱۶۰

Taj Tahir Foundation

۲۱۔ جہاں گیر کا انصاف	۱۶۴
۲۲۔ شاہ جہاں	۱۶۹
وطن پرست ڈاکٹر بوٹن	۱۷۴
چاندنی میں روضہ تاج محل	۱۷۷
۲۳۔ اورنگ زیب عالمگیر	۱۸۱
اورنگ زیب اور ہاتھیوں کی جنگ	۱۸۱
اورنگ زیب کی رواداری	۱۸۳
اورنگ زیب کے کارنامے	۱۸۶
سیواجی	۱۸۸
سیواجی اورنگ زیب کی قید میں	۱۹۱
۲۴۔ سکھوں کے گرو گوبند سنگھ	۱۹۵
پانچ پیارے	۱۹۷
گرو گوبند سنگھ اور شاہ دہلی	۲۰۰
مکت سر یا نجات کا تالاب	۲۰۳
۲۵۔ محمد شاہ رنگیلا	۲۰۷
نادر شاہ	۲۱۰
نادر شاہ اور محمد شاہ کی لڑائی	۲۱۳
دہلی میں قتل عام	۲۱۷
۲۶۔ احمد شاہ ابدالی	۲۲۱
پانی پت کی تیسری لڑائی	۲۲۴
۲۷۔ انگریز	۲۲۷
۲۸۔ حیدر علی	۲۲۹
حیدر علی اور انگریز	۲۳۱
۲۹۔ سلطان ٹیپو	۲۳۴
۳۰۔ راجہ رنجیت سنگھ	۲۳۷
۳۱۔ بھارت کے نونہالو	۲۳۹

Taj Tahir Foundation

فہرست تصاویر

۱۔ رام بن باس	صفحہ ۲۸ کے مقابل
۲۔ کرشن مہاراج	صفحہ ۴۱ کے مقابل
۳۔ جوئے کی بازی	صفحہ ۵۲ کے مقابل
۴۔ سکندر اور پورس	صفحہ ۶۶ کے مقابل
۵۔ پرتھی راج اور سنجوگتا ..	صفحہ ۱۰۸ کے مقابل
۶۔ بابر	صفحہ ۱۳۳ کے مقابل
۷۔ اکبر اعظم	صفحہ ۱۵۱ کے مقابل
۸۔ جہانگیر اور نور جہاں ..	صفحہ ۱۶۸ کے مقابل
۹۔ شاہ جہاں	صفحہ ۱۷۰ کے مقابل
۱۰۔ اورنگ زیب	صفحہ ۱۸۴ کے مقابل
۱۱۔ گورو گوبند سنگھ	صفحہ ۱۹۶ کے مقابل
۱۲۔ سلطان ٹیپو	صفحہ ۲۳۶ کے مقابل
۱۳۔ راجہ رنجیت سنگھ	صفحہ ۲۳۸ کے مقابل

Taj Tahir Foundation

ہندوستان

ہر ایک جانتا ہے۔ ہر ایک مانتا ہے،
ہر ایک کا یقین ہے۔
اس آسماں کے نیچے۔ ایسی زمیں نہیں ہے،
ہر ملک میں ہے خوبی۔ لیکن کہیں کہیں ہے،
ہندوستاں کے اندر۔
جو چیز ہے حسیں ہے،
کہتی ہے ساری دُنیا۔ جنّت نشان اس کو۔
حسرت سے دیکھتا ہے۔ سارا جہان اس کو،
سارے جہاں سے پیارا۔
ہندوستاں ہمارا،

Taj Talim Foundation

گلزار اور بیاباں۔ کہسار اور میداں +
سب کچھ ہے اس کے اندر۔
اس سرزمیں کے ذرّے۔ خورشید سے ہیں بڑھ کر۔
پتھر ہیں اس کے ہیرے۔ مٹّی ہے اس کی پُرزر۔
اور موتیوں بھرے ہیں۔
اس کے اتھاہ سمندر +
ہر چیز خُوش نُما ہے۔ ہر چیز خُوب صُورت۔
ہندوستان کیا ہے۔ اللہ کی ہے قدرت +
قدرت نے ہے سنوارا۔
ہندوستاں ہمارا +

پاکیزہ اس کے دریا۔ شفّاف اور مُصفّا۔
امرت ہے جن کا پانی۔
اللہ یہ صفائی۔ اللہ یہ روانی +
اس کے ہمالیہ پر۔ جلوے ہیں آسمانی +
دُنیا میں کون وادی۔
کشمیر کی ہے ثانی!

Taj Tahir Foundation

سوتے نکل رہے ہیں۔ چشمے اُبل رہے ہیں
اور آبشار اس کے۔ موتی اُگل رہے ہیں۔
جنّت کا ہے نظارا۔
ہندوستاں ہمارا

اس کی سخاوتوں سے۔ انساں جہان بھر کے۔
آسودہ ہو رہے ہیں۔
پیڑوں کی ڈالیوں پر۔ پنچھی نئے نئے ہیں۔
زرخیز کھیت اس کے۔ سونا اُگل رہے ہیں۔
اور اس کی منڈیوں میں۔
غلّے بھرے ہوئے ہیں۔
اِس گھر کا نام لے کر۔ خوش ہو رہا ہے گھر گھر۔
لے جا رہی ہے دُنیا۔ غلّے یہاں سے بھر بھر۔
جینے کا ہے سہارا۔
ہندوستاں ہمارا

سرسبز وادیوں کے۔ باغوں کے جنگلوں کے۔

Taj Tamir Foundation

دیکھو ذرا نظارے۔

پھل ان میں رس بھرے ہیں۔ اور پھول پیارے پیارے۔
یہ پھول پھل خدا نے۔ جنّت سے ہیں اُتارے۔
چھپ چھپ کے دیکھتے ہیں۔
ان سب کو چاند تارے۔

اس باغ کے پرندے۔ کیا چہچہا رہے ہیں۔
سَو شکر کر رہے ہیں۔ یہ گیت گا رہے ہیں۔
ہندوستاں، ہمارا۔
ہندوستاں، ہمارا۔

Taj Tahir Foundation

رامائن کی کتھا

سیتا سوئمبر

یہ ہندوستاں کا ہے مشہور قصّہ ۔ کتابوں کے اندر ہے مذکور قصّہ +
کہ راجہ جنک نام تھا ایک راجہ ۔ بہت عقل مند اور بڑا نیک راجہ +
اور اس راجہ کی ایک بیٹی تھی سیتا ۔ جسے بیاہ دینے کا وقت آ گیا تھا +
بڑا بھاری اس نے سوئمبر رچایا ۔ بہت سارے راجوں کو اس میں بُلایا +
ہوئے بیسیوں جمع بلوان راجے ۔ بہادر ۔ دلاور ۔ پہلوان راجے +
مُہورت کا دن ایک کر کے مقرر ۔ بٹھایا انہیں خوب منڈپ سجا کر +
سری رام چندر اور لچھمن بھی آئے ۔ رشی بسوامتّر انہیں ساتھ لائے +
اگرچہ ابھی عمر تھی اُن کی چھوٹی ۔ بڑے ہی بہادر تھے یہ دونو بھائی +
جنک نے بٹھایا ۔ انہیں آبرو سے ۔ کہ سب بسوامتّر کی عزّت تھے کرتے +

سبھا ہو چکی جمع تیار ساری - تو آئی سبھا میں جنک کی دُلاری +

ہُوا حُسن سے اس کے ہر سو اُجالا - کھڑی ہو گئی لے کے اِک پھول مالا +

جنک نے کہا اُٹھ کے "اے پیارے راجو! بڑے سُورما اور بلوان تم ہو +

سوئمبر کی اِک شرط میں نے رکھی ہے - یہ بھاری کماں سامنے جو پڑی ہے +

اُٹھا کر اسے جو کوئی تان دے گا - وہی میری سیتا کا دُولھا بنے گا +

لگے راجے میدان میں اُٹھ کے آنے - لگا ہر کوئی اپنا زور آزمانے +

اُٹھا کر لگے دیکھنے باری باری - کماں تھی بہت ہی بڑی اور بھاری +

کھِنچا جب کسی سے نہ چلّہ کماں کا - گیا ہو کے شرمندہ ہر ایک بانکا +

جو یہ حال دیکھا تو اُٹھا جنک پھر - سبھا بھر کو طعنے سے کہنے لگا پھر +

"بہت شور سنتے تھے پہلو میں دل کا - جو چیرا تو اِک قطرۂ خون نکلا!

شجاعت ہے سب کی زبانی زبانی - نہیں اُٹھ سکی یہ کماں ایک سے بھی +

سبھا کے لئے شرمساری رہے گی - میری بیٹی سیتا کنواری رہے گی +

یہ سُن کر سبھا نے تو گردن جھکائی - مگر اس سے لچھمن کو غیرت سی آئی +

جنک سے وہ کچھ بڑھ کے کہنے ہی کو تھا - مگر بسوامتّر نے فوراً ہی روکا +

کہ "بیٹا بڑے بھائی کے ہوتے سوتے - تمہیں گفتگو کرنے کا حق نہیں ہے"

رشی بسوامتّر کے کہنے پہ اُٹھ کر - سری رام چندر آئے میداں کے اندر +

Taj Tahir Foundation

انہیں دیکھ کر لوگ ہنسنے لگے سب ۔ سبھا بھر میں آوازے کسنے لگے سب
کہ اس چھوٹے لڑکے کی جرأت کو دیکھو ۔ اٹھا ہی تو لے گا یہ بھاری کماں کو!
مگر رام نے جھٹ کماں کو اٹھایا ۔ اور اس زور سے اس کا چلّہ چڑھایا
کہ دو ٹکڑے ہو کر گرے اس کماں کے ۔ سبھا میں حواس اڑ گئے ہر جواں کے
ہر اک سمت سے شور اٹھا واہ وا کا ۔ بندھا فتح کا رام کے سر پہ سہرا
بڑھیں لے کے سیتا جی پھولوں کی مالا ۔ گلے میں سری رام کے ہار ڈالا
وہیں راجہ دسرتھ کو پیغام بھیجا ۔ وہ سب لاؤ لشکر سمیت آ کے پہنچا
ہوئی رام کی اور سیتا کی شادی ۔
تمہیں بھی یہ ہم نے کہانی سنا دی

Taj Tahir Foundation

رام بن باس

دسرتھ کا ارادہ

بہت جب راج کرتے کرتے بوڑھا ہو گیا دسرتھ۔
وزیروں کو بلا کر ایک دن کہنے لگا دسرتھ +
کہ "اب تو سلطنت کا بوجھ مجھ سے اُٹھ نہیں سکتا۔
"ارادہ دل میں ہے اب ایشور کو یاد کرنے کا +
"دیا ہے ایشور کی آج میرے چار بیٹے ہیں۔
"سبھی اچھے۔ سبھی لائق۔ سبھی ہشیار بیٹے ہیں +
"مگر میری نظر میں رام چندر سب سے اعلےٰ ہیں۔

Taj Tahir Foundation

"بڑے ہیں عمر میں بھی۔ عقل میں بھی سب سے بالا ہیں +
"ارادہ ہے۔ کہ اب اپنی حکومت سونپ دوں اُن کو۔
"میں اپنے جیتے جی گدّی پہ بیٹھے دیکھ لوں اُن کو +
وزیروں نے کہا" مہاراج نے جو کچھ ہے فرمایا۔
"نمک خوروں کو یہ فرمان ہے دل سے پسند آیا +
"یہ سچ ہے رام چندر ملک کی آنکھوں کے تارے ہیں۔
"رعایا سے ہے پیار اُن کو۔ رعایا کو وہ پیارے ہیں +
"ہے بالکل ست بچن مہاراج۔ کل دربار سجوا کر۔
"مہاراج اپنے ہاتھوں سے بٹھا دیں ان کو گدّی پر" +

منتھرا اور کیکئی

محل میں راجہ دسرتھ کے۔ جو تھی اِک کیکئی رانی۔
چہیتی بیوی تھی یہ شکل اور صورت میں لاثانی +
تھی اس کی پیش خدمت ایک داسی منتھرا نامی۔
یہ داسی رام چندر جی کی۔ اور سیتا کی دشمن تھی +
سُنی جب یہ خبر۔ راجہ بنیں گے رام چندر جی۔

Taj Tahir Foundation

تو فوراً کیکئی کے پاس وہ دوڑی ہوئی آئی +
کہا جاکر یہ اُس سے ''رانی جی! تم کو خبر بھی ہے؟
''بنیں گے رام چندر راجہ۔ کچھ اس پر نظر بھی ہے؟
''ہوئے جب رام راجہ تو بھرت کا حال کیا ہوگا؟
''تمہارے بیٹے کو پھر تو غضب کا سامنا ہوگا +
''محلوں میں تمہاری پھر یہ عزت رہ نہ جائے گی +
''یہ شوکت رہ نہ جائے گی۔ حکومت رہ نہ جائے گی''+
سنا یہ کیکئی نے تو کہا ''چل دُور ہو داسی۔
''یہ باتیں رام چندر جی کے حق میں مت کہو داسی +
''وہ ایسے ہیں۔ کہ سُورج بنسیوں کا نام ہے ان سے۔
''وہ ایسے ہیں۔ کہ خُوش ہر ایک خاص و عام ہے ان سے +
''مجھے وہ جانتے ہیں اپنی ماتا سے بھی بڑھ چڑھ کر۔
محل میں مجھ کو وہ پرنام کرنے آتے ہیں اکثر''+
کہا پھر منتھرا نے۔ ''رانی تم بالکل ہی کچّی ہو۔
''سمجھ سکتی نہیں ہو بات کو نادان ہو۔ بچّی ہو +
''تمہاری سوت ہے ماں رام کی۔ کوشلیا رانی
''چلائے گی وہ تم پر حکم۔ بن کر اب مہارانی +

"تمہیں یہ چاہئے ۔ اپنے بھرت کو راج دِلوا دو۔
مہاراجہ سے کہہ کر رام کو جنگل میں پہنچا دو +
مہاراجہ نے جو دو قول ہیں ہارے ہوئے تم سے۔
کہو اُن سے کہ دونوں قول اپنے اب کریں پورے" +

کیکئی کی ہٹ

غرض داسی نے رانی کیکئی کو خوب بھڑکایا۔
بُرائی رام سے کرنے پہ اس کے دل کو اکسایا +
ہوئی جب شام تو کھٹوائی لے کر پڑ گئی رانی۔
مہاراجہ جب آئے اپنی ضد پر اڑ گئی رانی +
کہا۔ "کچھ یاد ہے؟ دو قول تم نے مجھ سے ہارے تھے
اگر مجھ سے محبت ہے۔ کرو وہ آج ہی پورے +
کہا دسرتھ نے۔ "رانی جو کہو پورا کروں گا میں۔
تم اپنے مُنہ سے جو مانگو گی۔ فوراً تم کو دوں گا میں" +
کہا رانی نے۔ "تم میرے بھرت کو راج دے ڈالو۔
یہ سارا مال۔ دھن۔ یہ تخت۔ اور یہ تاج دے ڈالو +

"اُدھر چودہ برس بن باس دے دو رام چندر کو۔
"بچن پورے کرو اپنے۔ اگر سچے کشتری ہو"+
سُنی یہ بات رانی کی۔ بہت حیراں ہوا دسرتھ۔
ہوا دل کو بڑا رنج اور رونے لگ گیا دسرتھ+
بہت بے سوچے سمجھے بات کہہ دینے سے پچھتایا۔
بہت رانی کی منّت کی۔ بہت کچھ اُس کو سمجھایا+
کہا "رانی! بھرت کو راج دے دینے کو راضی ہوں۔
"سب اپنا مال دھن اور تاج دے دینے کو راضی ہوں+
"مگر بن باس دِلواؤ نہ پیارے رام چندر کو۔
"بڑھاپے میں کرو خالی نہ میرے دل کے مندر کو+
"وہ میرے دل کی راحت ہے۔ میری آنکھوں کا تارا ہے۔
وہ میری زندگانی اور بڑھاپے کا سہارا ہے"+
مگر اس وقت ایسی تریا ہٹ پر جم گئی رانی۔
کہ اُس نے اپنے شوہر کی نہ کوئی بات بھی مانی+

رام چندر جی کی سعادت

اجدھیا میں یہ خوشیاں تھیں بنیں گے رام اب راجا۔
ہر اک چھوٹا بڑا۔ بوڑھا جواں اس بات سے خوش تھا +
سویرے سے سجائی تھیں دُکانیں شہر والوں نے۔
نچھاور کرنے کو بھر کر رکھے تھے پھول تھالوں میں +
اُدھر دربار والے جمع تھے دربار میں سارے۔
جھکانے کے لیے سر رام کی سرکار میں سارے +
بہت دن چڑھ گیا۔ آیا نہ جب دربار میں راجا۔
بُلانے کے لئے درباریوں نے رام کو بھیجا +
محل میں کیکئی کے رام جب آئے تو کیا دیکھا۔
کہ راجہ رو رہا ہے۔ ہنس رہی ہے کیکئی ماتا +
سبب جب رام نے پوچھا۔ تو بولی کیکئی "بیٹا۔
"تمہارے بدلے اب میرا بھرت گدّی پہ بیٹھے گا +
"تمہارا باپ اب اپنے بھرت کو راج دیتا ہے۔
"تمہیں چودہ برس بن باس۔ اس کو تاج دیتا ہے" +
سُنی جب رام نے یہ بات۔ تو خوش ہو کے فرمایا۔

Taj Tahir Foundation

"پتا کے قول میں پورے کروں گا آج ہی ماتا۔
"بھرت گدّی پہ بیٹھیں۔ میں خوشی سے بن کو جاؤں گا
"میں چودہ سال سے پہلے نہ ہرگز مُنہ دکھاؤں گا۔
"بس اب جاتا ہوں میں۔ میری نمسکار آپ دونوں کو"
یہ کہہ کر چل دئے وہ چھوڑ کر چُپ چاپ دونوں کو۔
گرا غش کھا کے دسرتھ۔ رام چندرجی کے جانے سے۔
بڑا صدمہ ہوا۔ دل پھر گیا اُس کا زمانے سے۔

بن کے ساتھی

ادھر۔ پوشاک اُتاری رام چندرجی نے شاہانہ۔
بنایا بن میں جانے کو لباس اپنا فقیرانہ۔
گئے پھر اپنی ماتا کے محل میں مانگنے رُخصت۔
کہا کوشلیا سے جا کے "ماتا دو مجھے رُخصت۔
"پتا کے قول پر ماتا بنوں کو جا رہا ہوں میں۔
"کہ چودہ سال کا بن باس لے کر آ رہا ہوں میں"
محل میں ایک ماتم پڑ گیا ان کے ارادے سے۔

Taj Tahir Foundation

ہٹائے کون اب کوئی بھلا ان کے ارادے سے۔

ہوا صدمہ جُدائی کا۔ بہت کوشلیا روئی۔
کوئی چارہ نہ جب دیکھا۔ تو آخر آگیا دیدی +

سُنا سیتا نے جب یہ حال۔ تو روتی ہوئی آئی۔
بہت غمگین اور اشکوں سے مُنہ دھوتی ہوئی آئی +

کہا سیتا نے "پیارے ناتھ۔ مجھ کو ساتھ لے چلئے!
"چلوں گی میں تمہارے ساتھ۔ مجھ کو ساتھ لے چلئے!

"یہاں کیونکر رہوں گی میں۔ یہاں پر کون میرا ہے۔
"کہ تم بن میری دُنیا میں اندھیرا ہی اندھیرا ہے" +

اُدھر سے لچھمن آئے۔ اور کہا "مجھ کو بھی لے چلئے۔
"تمہارے بعد اب رہنا ہی کیا" "مجھ کو بھی لے چلئے" +

کہا یہ رام نے "بھیّا۔ پتا کی تم خبر لینا۔
یہاں رہنا۔ حکومت میں بھرت جی کو مدد دینا" +

مگر لچھمن نہ مانے۔ رو کے بولے۔ "رہ چکا لچھمن۔
نہیں بھائی کسی کا رام چندر کے سوا لچھمن +

غرض تینوں کے تینوں ہو گئے تیار جانے کو۔
حکومت چھوڑنے کو۔ سختیاں بن کی اُٹھانے کو +

Taj Tahir Foundation

ہوئی جب شہر والوں کو خبر رونے لگے سارے۔
کہ ان کو رام چندر جی تھے۔ اپنی جان سے پیارے +
نکل کر شہر سے بن کو چلے جب رام چندر جی۔
اجدھیا کی رعایا ساتھ ہو لی۔ ساری کی ساری +
لپٹ کر رام کے چرنوں سے سب کے سب بہت روئے۔
مگر یہ دُھن کے پکے تھے۔ نہیں لوٹے نہیں لوٹے +
انہیں اک رات سونا چھوڑ۔ رخصت ہو گئے تینوں۔
بنوں کی سمت کو مُنہ موڑ رخصت ہو گئے تینوں +
جو ہونا تھا کسی سے غیر ممکن کر دیا پورا۔
اُٹھائے دکھ۔ پتا کا قول لیکن کر دیا پورا +

بھرت کی محبّت

رام۔ لچھمن۔ اور سیتا جب گئے بَن باس کو۔
اور ماتا کیکئی کے قول کو پورا کیا۔
اپنے بیٹے کی جُدائی کا ہوُا رنج اس قدر۔

کچھ دنوں کے بعد ہی رو رو کے دسرتھ مر گیا۔
ان دنوں تھا رام کا بھائی بھرت ننھیال میں۔
باپ کے مرنے کا جب اُس نے سُنا یہ ماجرا۔
سُنتے ہی دوڑا ہؤا آیا اجدھیا میں بھرت۔
رام کے بَن بَاس کا قصّہ یہاں آکر سُنا۔
اپنی ماں کی عقل پر آیا بہت افسوس اُسے۔
کچھ نہ کہہ سکتا تھا۔ خود ہی دیر تک رویا کیا۔
جی میں سوچا جا کے بھائی کو منا کر لاؤں میں۔
لاؤ لشکر ساتھ لے کر رام کے پیچھے چلا۔
آخر اک دن چلتے چلتے جا کے پہنچا چترکوٹ۔
تھا جہاں پر رام چندر جی کا ڈیرہ بھی لگا۔
دیکھ کر بھائی کو ننگے پاؤں ہی دوڑا بھرت۔
روتے روتے رام کے چرنوں پہ آکر گر پڑا۔
عرض کی۔ "بھیّا۔ چلو۔ چل کر اُجدھیا کو بساؤ۔
"آپ ہیں پردیس میں اور دیس ہے اُجڑا ہؤا۔
"آپ کی ساری رعایا غم میں ہے ماتم میں ہے۔
"سرگ کی جانب سدھارے آپ کے غم میں پتا۔

''بیٹھئے گدّی پہ چل کر۔ گھر کو واپس لوٹئے۔
''اب پچھتا لیجے۔ کہ جو کچھ ہو گیا وہ ہو گیا +
''کھو کے ہاتھوں سے تمہیں۔ ماتا بھی پچھتاتی ہیں اب۔
''ہاتھ مل مل کر یہ کہتی ہیں۔ کہ میں نے کیا کیا +
''آپ بن کو جا رہے ہیں چھوڑ کر تنہا مجھے۔
''اپنے چھوٹے بھائی سے کیوں دل کو پتھر کر لیا +
''چلئے اُٹھئے مان لیجے بات چھوٹے بھائی کی۔
''میری ضد کو آپ نے پہلے کبھی ٹالا نہ تھا'' +

سُن کے یہ اُلفت بھری باتیں اُٹھایا خاک سے۔
اور ماتھے پر بھرت کے رام نے بوسہ دیا +
پھر کہا۔ ''بھیّا! پتا کی موت کا افسوس ہے۔
''آہ سر سے اپنے پیارے باپ کا سایہ اُٹھا +
''قول کو لیکن نبھانا۔ ہے یہ چھتری کا دھرم۔
''جاؤ تم گدّی سنبھالو میں بنوں میں جاؤں گا +
''کیکئی ماتا کی خدمت میں میرا پرنام ہو۔
''ان سے کہہ دینا۔ کہ اب ممکن نہیں ہے لوٹنا +

"سال جب چودہ گزر جائیں گے آجاؤں گا میں۔
"ہو سکے تو کیجئے میرے لئے پرارتھنا +
"اب بھرت بھیّا سدھارو۔ جاؤ۔ گھر کو لوٹ جاؤ۔
"مجھ کو چلنا ہے۔ کرو کھوٹا نہ میرا راستا" +

سُن کے باتیں رام کی۔ رویا بھرت پھر زار زار۔
ہاتھ جوڑے اس نے اور منّت سے یوں کہنے لگا +
"یاد رکھئے میں تو گدّی پر نہ بیٹھوں گا کبھی۔
"ہو نہیں سکتا یہ مجھ سے چھین لوں حق آپ کا +
"اپنے پیروں کی کھڑاویں ہی مجھے دے دیجئے۔
"لوگ ان کو دیکھ کر کرلیں گے درشن آپ کا" +
رام نے دے دیں کھڑاویں۔ اور کیا رخصت اسے
اور بھرت پھر روتے روتے گھر کو واپس آگیا +
لاکے رکھ دیں رام چندر کی کھڑاویں تخت پر۔
نوکروں کی طرح خدمت راج کی کرنے لگا +
اس نے چودہ سال تک پہنا نہیں اچھا لباس
اس نے چودہ سال تک اچھا نہیں کھایا پیا +

Taj Tahir Foundation

لنکا کی لڑائی

سروپ نکھا

رکھ کر پرمیشور کو من میں ۔ رام آن اُترے ڈنڈک بن میں
تینوں اس بن میں رہنے لگے ۔ بن کی تکلیفیں سہنے لگے
تکلیفیں اُٹھا کر خوبی سے ۔ جب تیرہ سال گزار لئے
تو ایک بکھیڑا آن پڑا ۔ اب حال سُناتے ہیں اس کا
راون تھا راجہ لنکا کا ۔ دولت والا ۔ طاقت والا
اک اس کی بہن تھی سروپ نکھا ۔ تھا پاس نہ جس کو عزّت کا
اِک دن وہ سیر کو نکلی تھی ۔ ڈنڈک بن میں بھی آ پہنچی
یہ دونوں بھائی باہر تھے ۔ دونوں اس عورت نے دیکھے
صورت پر رام کی ریجھ گئی ۔ جلدی سے اُن کے پاس آئی
بولی ۔ کہ "میں ہوں راون کی بہن ۔ ملکیت ہے میری یہ بن
"میں تم سے بیاہ رچاؤں گی ۔ تم کو راجہ بنواؤں گی"
جب رام نے اس کی بات سُنی ۔ دل میں تو اُن کو ہنسی آئی

Taj Tahir Foundation

Taj Tahir Foundation

لیکن نرمی سے فرمایا۔ "ہو سکتا نہیں اب بیاہ میرا
اُس دن سے چودہ برس پہلے۔ اک کر لی تھی شادی میں نے
وہ بیوی ہے موجود یہاں۔ اب بیاہ میں کر سکتا ہوں کہاں؟"

سروپ نکھا کی ناک

مایوس ہوئی تو سروپ نکھا۔ لچھمن پاس آئی۔ آ کے کہا
"تم ہی مجھ سے شادی کر لو۔ گھر کی اب آبادی کر لو
گبرو ہو۔ اور کنوارے ہو۔ صورت سیرت میں پیارے ہو"
لچھمن نے اس کو سمجھایا۔ حال اپنا سارا بتلایا
فرمایا۔ "میں برھمچاری ہوں۔ کس طرح سے پھر شادی کر لوں"
لیکن ضدّن تھی سروپ نکھا۔ مانی نہ ذرا لچھمن کا کہا
بلکہ غصّہ دکھلانے لگی۔ ہٹ کرنے لگی۔ دھمکانے لگی
لچھمن تھے تیز مزاج بہت۔ آتے تھے اُن کو علاج بہت
جب حد سے بڑھ گئی بے شرمی۔ خنجر سے کاٹ دی ناک اس کی

Taj Tahir Foundation

راون کا غصّہ

جب ناک کٹی تو شرمائی ۔ پیٹی ۔ روئی ۔ اور چلّائی +
لنکا کی جانب بھاگ گئی ۔ دربار میں راون کے پہنچی +
راون کو جا کر بھڑکایا ۔ اور شرم دلائی گرمایا +
راون کے دل میں بدی آئی ۔ آنکھوں پر چربی سی چھائی +
کچھ سوچ کے لنکا سے نکلا ۔ اور سادھو کا سا بھیس کیا +
پھر ڈنڈک بن میں جا بیٹھا ۔ یہ گھاتی گھات لگا بیٹھا +
اِک دن جب رام شکار میں تھے ۔ اور لچھمن بھی تھے دُور گئے +
سیتا تھی اکیلی کٹیا میں ۔ بے چاری آگئی بپتا میں +
اُس وقت ادھر راون آیا ۔ سیتا کو اُٹھا کر لے بھاگا +
لنکا میں جا کر قید کیا ۔ یوں اپنی بہن کا بدلہ لیا +

لنکا پر چڑھائی

جب رام اور لچھمن گھر لوٹے ۔ تو دیکھ کے کٹیا گھبرائے +
سیتا سے کُٹیا خالی تھی ۔ ہر جانب ایک اُداسی تھی +

Taj Tahir Foundation

دونوں بھائی حیران ہوئے - اور طوطے اُڑ گئے ہاتھوں کے +
ہر جانب ڈھونڈتے پھرتے تھے - جنگل میں سیتا ہو تو ملے +
اِک شخص نے ان کو بتلایا - راون کا حُلیہ سمجھایا +
بولا ساتھ اس کے عورت تھی - یہ شکل تھی اور یہ صورت تھی +
بے چاری روتی جاتی تھی - جاں اپنی کھوتی جاتی تھی +
وہ نام بھی رام کا لیتی تھی - لچھمن کی دُہائی دیتی تھی +
لیکن وہ شخص تھا طاقت ور - تھا اس کو اُٹھائے کاندھے پر +
اس جانب بھاگا جاتا تھا - شاید تھا راجہ لنکا تھا +

شری رام نے جب یہ حال سُنا - تو ماجرا سارا جان لیا +
دونوں کو ایسا طیش آیا - آنکھیں اور چہرہ لال ہُوا +
ترکش سے تیر نکال لئے - برچھے ہاتھوں میں سنبھال لئے +
لنکا کی جانب چل نکلے - راون کی بن کے اجل نکلے +
رستے میں انہیں ہنومان ملا - جو جنگل کا شہزادہ تھا +
اُس نے جب سارا حال سُنا - شری رام کے جی کا ملال سُنا +
تو اپنی فوج کو لے آیا - تن من سے ان کے ساتھ ہُوا +

Taj Tahir Foundation

اب لنکا پر یوں فوج بڑھی ۔ گویا اک آندھی اُٹھی تھی +
جب پہنچے راس کماری پر ۔ سری رام نے روک لیا لشکر +
تھا پار جزیرہ لنکا کا ۔ رستے میں سمندر پڑتا تھا +
ہنومان سے بولے "تم جاؤ ۔ سیتا کی خبر لے کر آؤ +
دُشمن کا جائزہ بھی لینا ۔ سیتا کو تسلّی بھی دینا" +

گنگا کی طرف ہنومان گیا ۔ اور اس نے جاکر کیا دیکھا +
اِک باغ میں سیتا بیٹھی ہے ۔ اور آہیں بھر بھر روتی ہے +
سب کچُھ تھا لیکن رام نہ تھا ۔ اور رام بغیر آرام نہ تھا +
ہنومان نے اس کو تسلّی دی ۔ سیتا کو سُنائی خوش خبری +
پھر دشمن کو دیکھا بھالا ۔ اور لنکا سے واپس لوٹا +
دی رام کو آکے ساری خبر ۔ سیتا پیاری کی پیاری خبر +
اب لشکر سب تیّار ہوُا ۔ پُل باندھ سمندر پار ہوُا +

تھا راون بھی ہشیار بہت ۔ عیّار بہت مکّار بہت +
اس نے بھی ساری خبر پائی ۔ تو لڑ مرنے کی ٹھیرائی +
میداں میں نکالی فوج اپنی ۔ دریا نے کھولی موج اپنی +

Taj Tahir Foundation

اُس جانب سے جب رام بڑھے - لنکا میں لشکر آ اُترے +
پھر خوب لڑائی ہونے لگی - فوجوں کی صفائی ہونے لگی +
لچھمن نے سب کو للکارا - سرداروں کو چُن کر مارا +
ہنومان نے ایسا کام کیا - شوروں بیروں میں نام کیا +
بجلی اور خون کی جنگ ہوئی - جانوں پر دُنیا تنگ ہوئی +

راون کا بھائی بھبھکشن تھا - وہ چھپ کر رام سے آن ملا +
سب راز اُسی نے بتلائے - گھر کا بھیدی لنکا ڈھائے +
راون گو صاحب ہمت تھا - ویدوں کا بھاری پنڈت تھا +
طاقت پہ تھا اس کو گھمنڈ بہت - آتے تھے اُسے پاکھنڈ بہت +
اور فوج بھی رام سے زاید تھی - لیکن نہ گئی کچھ پیش اُس کی +
لشکر سب اُس کا مارا گیا - اور موت کے گھاٹ اُتارا گیا +
بیٹا - اور بھائی کنبھ کرن - ہاتھوں سے گنوا بیٹھا راون +
پھر آپ بھی میداں میں آیا - مردی سے رام کو للکارا +
رام آ کے لڑے اس دشمن سے - ظالم اور پاپی راون سے +
آخر اس ظالم کو مارا - اِک رن کا بہنے لگا دھارا +
پھر فوج بھی تیروں پر دھر لی - اور ساری لنکا سر کر لی +

Taj Tahir Foundation

بندھن سے کیا سیتا کو رہا۔ پیاری کو اپنے ساتھ لیا +
اور لنکا دے دی ببھیکشن کو۔
خوش ہو کر لوٹے پھر بن کو +

بھرت ملاپ

لنکا کو فتح کر کے۔ جس وقت رام لوٹے۔
بن باس کے بھی سارے۔ دن ہو چکے تھے پورے +
بھیجی بھرت کو چٹھی۔ ہم آ رہے ہیں بھائی۔
خوش خبری یہ بھرت کو قاصد نے جا سُنائی +
بس ہو گیا خوشی سے گلنار مُنہ بھرت کا۔
جلدی سے شہر بھر میں پٹوا دیا ڈھنڈورا +
آنکھوں میں نور آیا۔ دل میں خوشی سمائی۔
نکلا اجدھیا سے۔ کرنے کو پیشوائی +
آیا وہ جس جگہ پر۔ ٹھہرے تھے رام چندر۔
فوراً بھرت نے آ کر۔ چرنوں پہ رکھ دیا سر +

TajTamir Foundation

بولا۔ "حضور اُٹھتے ہیں منتظر نگاہیں۔
"رستے اجدھیا کے۔ سب تک رہے ہیں راہیں"
خوش ہو کے رام نے بھی اس کو گلے لگایا۔
بھائی کو ساتھ اپنے عزّت سے لے کے آیا
برسوں کے بعد گویا۔ جاگے تھے بھاگ گھر کے۔
رونق خوشی کی چھائی۔ چہرے پہ ہر بشر کے
کرنے لگی رعایا۔ خوشیاں اجدّھیا میں۔
نغمے لگے خوشی کے۔ پھر گونجنے ہوا میں
سج دھج کے شہر میں جب۔ داخل ہوئی سواری۔
آگے تھے رام چندر۔ پیچھے تھی فوج ساری
ڈولے میں رام چندر۔ لچھمن جی اور سیتا۔
ہنومان سورما بھی تھا ساتھ ساتھ چلتا
لوگوں نے شہر بھر کے بازار سب سجائے۔
نقش و نگار کر کے کوٹھے دُلھن بنائے
کوٹھوں پہ شہر کے سب۔ جمگھٹ تھا دیویوں کا۔
ڈولے پہ ہو رہی تھی۔ پھولوں کی خوب برکھا
دربار میں جو پہنچی۔ اس شان سے سواری۔

Taj Tahir Foundation

اس دم تمام خلقت "جے رام کی" پکاری +
جس وقت رام چندر گدّی پر آکے بیٹھے +
گانے لگے ترانے - خوشیوں کے شادیانے +
سر پر سے لعل ہیرے ہونے لگے نچھاور -
موتی لٹائے اکثر لوگوں نے تھال بھر بھر +
یہ جوت دیکھ کر سب حیران ہو رہے تھے -
تاج اور چتر سر پر قربان ہو رہے تھے +

Taj Tahir Foundation

کرشن

شہر متھرا میں تھا ظالم کنس راجہ حکمراں۔
اور اس کے ظلم سے نالاں تھے سب پیر و جواں +
کنس راجہ اس قدر سفاک تھا۔ جلاد تھا۔
گویا ملک الموت تھا۔ جو ہند میں آباد تھا +
جان انسانوں کی چٹکی میں اُڑا دیتا تھا وہ۔
اِک اشارے میں غریبوں کو مٹا دیتا تھا وہ +
تھا نجومی پنڈتوں نے یہ اُسے بتلا دیا۔
بھانجے کے ہاتھ سے آجائے گی تیری قضا +
اُس نے دھوکے سے بہن بہنوئی کو بلوا لیا۔
اور بُلا کر قید خانے میں انہیں ڈلوا دیا +
مدتوں سے قید میں تھے دیوکی اور واسدیو۔

Taj Tahir Foundation

اپنی قسمت کو تھے روتے دیوکی اور واسدیو +
اُن کے گھر میں جب کبھی بچّہ کوئی پیدا ہوا -
کنس نے منگوا کے اپنے سامنے مروا دیا +

اس طرح ظالم کے ہاتھوں سات بیٹے مر گئے -
گود میں آتے ہی ماں کی گود خالی کر گئے +

آٹھویں بچّے کی پیدائش کے دن جب آ گئے -
تو کلیجے خون پھر ہونے لگے ماں باپ کے +

باپ ماں کو اب کے اک تجویز سوجھی ناگہاں -
چاہتے تھے مٹ نہ جائے ہم غریبوں کا نشاں +

سوچا دونوں نے - کہ یہ ترکیب چل جائے تو خُوب -
دوسرے بچّے سے یہ بچّہ بدل جائے تو خُوب +

کنس کے کچھ آدمی بھی ہو گئے ان کے شریک -
مل ملا کر چُپکے چُپکے ہو گئی تدبیر ٹھیک +

اِک گوالا جو کہ اپنی قوم کا سردار تھا -
اپنا بچّہ بھینٹ دینے کے لئے تیار تھا +

دوستو - ہاں دیکھئے اب قدرتِ پروردگار -

Taj Tahir Foundation

وہ گھڑی بھی آگئی۔ تھا جس گھڑی کا انتظار +

ایک شب۔ جب آسماں پر تھی گھٹا چھائی ہوئی۔

کالی کالی بدلیاں پھرتی تھیں گھبرائی ہوئی +

مینہ کی ننھی بوچھاڑ۔ پانی اور ہوا میں جنگ تھی

ہر طرف بے چارے جانداروں پہ دُنیا تنگ تھی +

قید خانے میں سری کرشن اس گھڑی پیدا ہوا۔

اِک دلاور اِک بہادر فلسفی پیدا ہوا +

باپ اُٹھا۔ اُٹھ کے بیٹے کو اُٹھایا گود میں۔

اپنے دل کی طرح سے اُس کو چھپایا گود میں +

اِتفاقاً پہرے والے خواب میں مدہوش تھے۔

سو رہے تھے۔ نیند کے آغوش میں بے ہوش تھے +

کوٹھڑی کو کھول کر چپکے سے نکلا واسدیو۔

اس اندھیری رات میں جمنا پہ پہنچا واسدیو +

کوندتی تھیں بجلیاں۔ طوفان تھا آیا ہوا۔

اور دریا پر قیامت کا سماں چھایا ہوا +

توبہ توبہ۔ آج پانی میں بلا کا زور تھا۔

اور کنارے کے درختوں میں ہوا کا شور تھا +

Taj Tahir Foundation

ناؤ بھی کوئی نہ تھی جمنا اُترنے کے لئے۔
یہ مصیبت دیکھ کر اب اَور بھی ہوش اُڑ گئے۔

لیکن آڑے آگیا۔ بیٹے کی اُلفت کا خیال۔
نام لے کر رام کا۔ پاؤں دیا دریا میں ڈال۔
ہمّتِ مردانہ گوکل کے کنارے لے گئی۔
موج خود اُٹھ کر اُسے اپنے سہارے لے گئی۔
نند کے گھر آج ہی لڑکی تھی اِک پیدا ہوئی۔
تھا کنارے پر کھڑا لے کر اُسے یہ شخص بھی۔
لے لیا لڑکے کو اُس نے اور لڑکی سونپ دی۔
جاں نثاری ایسی بھی دیکھی ہے دُنیا میں کبھی۔
کرشن دے کر۔ نند کی لڑکی کو لایا واسدیو۔
اور راتوں رات فوراً لوٹ آیا واسدیو۔
صُبح اُٹھ کر کنس نے پائی یہ لوگوں سے خبر۔
اَور لڑکی ہوگئی ہے آج بہنوئی کے گھر۔
دیوکی کی گود سے پھر چھین منگوایا اُسے۔
اور پتھّر سے کچل کر ختم کروایا اُسے۔

Taj Tahir Foundation

یہ نہ جانا۔ جان لینے والا دُشمن اَور ہے۔
جس کی خوشبو پھیل جائے گی وہ گلشن اَور ہے۔

کرشن گوکل کے گوالوں کی طرح پلتا رہا۔
خُوب صُورت پھُول۔ بن میں پھُولتا پھلتا رہا۔
واہ وا کیا خوش نما تھے۔ کرشن کے بچپن کے دن!
بھولے بھالے کرشن۔ سادے کرشن کے بچپن کے دن!
جا کے بن میں نند کی گائیں چراتا تھا کبھی۔
گوپیوں میں بیٹھ کر بنسی بجاتا تھا کبھی۔
الغرض کاہن کے گزرے پندرہ سال اس طرح۔
اور رہا البیلے پن میں نند کا لال اس طرح۔

قید میں کرتے تھے لیکن یاد دو مظلوم اُسے
کون ہوں میں؟ آخر اک دن ہو گیا معلوم اُسے
باپ ماں کا حال سُن کر کرشن کو طیش آ گیا۔
ظلم سُن کر کنس کے اس کا جگر تھرّا گیا۔
طیش میں گوکل سے نکلا۔ اور متھرا کو چلا۔

ایک بجلی کی طرح سے کنس پر آکر گرا +
مار ڈالا کنس کو آکر بھرے دربار میں -
جانے کیا جادو بھرا تھا کرشن کی تلوار میں +
قید خانے سے کیا ماں باپ کو اپنے رہا -
اُن کی گدی پر انہیں پھر دوارکا پہنچا دیا +
بعد میں پھر ہند کا سردار کہتے تھے اُسے -
لوگ سب چودہ کلا اوتار کہتے تھے اُسے ،

Taj Tahir Foundation

مہابھارت کی کتھا

کورو اور پانڈو کی دُشمنی

Taj Tahir Foundation

لو مہابھارت کی ہم تم کو سُنائیں داستاں۔
ہستناپور میں تھا حاکم چندربنسی خانداں +
تھے دھرت راشٹ اور پانڈ اِس راج کے حقدار دو
پانڈ چھوٹا تھا۔ مگر گدّی ملی تھی پانڈ کو +
کیونکہ اندھا تھا بڑا بھائی نہ کرسکتا تھا راج۔
اور ہو سکتا تھا آنکھوں کا نہ کچھ اس کا علاج +
اس کے سَو بیٹوں میں اک بیٹا دریودھن تھا بڑا۔
جو کہ دُشمن ہو گیا تھا پانڈ کی اولاد کا +
اور اس جانب تھے بیٹے پانچ راجہ پانڈ کے

یہ یدھشٹر۔ ارجن۔ اور بھیم۔ اور نکل۔ سہدیو تھے +

مرگیا جب پانڈ تو لڑکے یہ چھوٹے تھے ابھی۔
مل نہ سکتی تھی انہیں اس وقت گدی باپ کی

پانڈ کی اولاد کو سب چاہتے تھے خاص عام۔
اک سبھا کرنے لگی اس واسطے سب انتظام +

اور یہ لڑکے سب کے سب پڑھتے تھے ایک اُستاد سے
اک دلاور ماہرِ فن اور نیک اُستاد سے +

جنگ کے فن سے یہ جب سب خوب ماہر ہو گئے۔
اور سب لوگوں پہ جوہر ان کے ظاہر ہو گئے +

ہوگیا معلوم۔ بیٹے پانڈ کے ہشیار ہیں۔
سب بہادر سب دلاور۔ من چلے۔ جی دار ہیں +

اب دریودھن ان کی ہر اک بات سے جلنے لگا۔
ان کا دشمن ہو کے۔ چالیں مکر کی چلنے لگا +

ایک دن اُستاد پر ان کی کدورت کھُل گئی۔
پھر بزرگوں پر بھی یہ ساری حقیقت کھُل گئی +

مل کے سوچا سب نے۔ رکھنا چاہیئے ان کو جُدا۔
تاکہ آپس کی کدورت میں کمی آئے ذرا +

بارناوت میں بنایا جائے اک عُمدہ مکاں۔
جب مکاں بن جائے تو جاکر رہیں پانڈو وہاں +
ہوگئی اس مشورے کی اب دریودھن کو خبر۔
بارناوت میں بنایا جائے گا پانڈو کا گھر +
دل میں سوچا ان کا قصّہ پاک کرنا چاہیے۔
گھر ہی میں سب کو جلا کر خاک کرنا چاہئیے +
تھا بُدر اک شخص جو بنوانے جاتا تھا یہ گھر۔
دے کے لالچ کرلیا جھٹ اس کو بھی شامل ادھر +
کہہ دیا یہ گھر بنانا۔ لاکھ سے اور رال سے۔
اک ذرا سی دیر میں جھٹ آگ جس کو لگ سکے +
رحم دل تھا اس لئے آیا بُدر کو یہ خیال۔
اِن بچاروں پر نہ آنا چاہیئے کوئی زوال +
اس نے جاکر یوں تو اس فرمان کی تعمیل کی۔
ہاں مگر اس گھر کے اندر اک سرنگ بھی کھود دی +
اور سرنگ کا حال پانڈو کو بھی پھر بتلا دیا۔
چُپکے چُپکے بھاگ جانا یہ انُہیں جتلا دیا +
جب وہاں پانڈو گئے فوراً لگی اس گھر کو آگ۔

Taj Tahir Foundation

جل گیا یہ گھر۔ مگر پانڈو گئے اس گھر سے بھاگ۔
اس سرنگ سے نکلے۔ جا کر چھپ رہے جنگل میں سب
دشمنی کوروں کی ان پر کھل چکی تھی صاف اب۔
جب دریودھن نے سُنی اس گھر کے جلنے کی خبر۔
وہ یہ سمجھا جل گئے پانڈو بھی سارے سربسر۔
ان کے جل مرنے سے اطمینان اس کو ہو گیا۔
میں ہی میں ہوں اب یہاں یہ مان اس کو ہو گیا۔
ورنہ دھڑکا تھا۔ کہ جب پانڈو جواں ہو جائیں گے۔
ہیں وہ طاقت میں زیادہ حکمراں ہو جائیں گے۔
پانڈو بے چارے ادھر جنگل ہی میں رہنے لگے۔
ہو کے آوارہ وطن دکھ درد کو سہنے لگے۔

دروپدی کا سوئمبر

ایک راجہ تھا دروپد۔ اس کی لڑکی تھی جواں۔
اس نے راجاؤں کی جانب کر دئیے قاصد رواں۔

"میری بیٹی کا سوئمبر ہے فُلاں تاریخ کو۔

جس کا جی چاہے وہ شامل آ کے اس محفل میں ہو"

آگئے سب اپنی قسمت آزمانے کے لئے۔

خُوب صُورت دروپدی سے بیاہ رچانے کے لئے

اس سوئمبر کا تماشا دیکھنے کے واسطے۔

پانچوں پانڈو برہمن کا بھیس کر کے آگئے

تھا یہ جلسہ شہر کے باہر کُھلے میدان میں۔

سیکڑوں راجے تھے بیٹھے اپنی اپنی شان میں

درمیاں چکّر تھا اک کھمبے کے اُوپر چل رہا۔

جس کے نیچے تھا بھرا رکھا کڑھاؤ تیل کا

اور اُس چکّر کے اُوپر ایک مچھلی تھی بنی۔

صاف گردش کے سبب سے جو نظر آتی نہ تھی

آگیا راجہ دروپد۔ ساتھ اس کے دروپدی۔

ہو چکیں تیاریاں۔ تو بھاٹ نے آواز دی

"کیا سبھا میں ہے کوئی ایسا بہادر بے نظیر۔

عکس دیکھے۔ اور لگا دے آنکھ میں مچھلی کے تیر؟

"فخر اس کو ہوگا حاصل دروپدی سے بیاہ کا۔
"تیل کو جو دیکھ کر۔ مچھلی نشانہ دے بنا +
بیسیوں راجے اُٹھے بخت آزمائی کے لئے۔
رہ گئے ناکام لیکن۔ اور اُلٹے پھر گئے +
دیکھ کر یہ حال آخر آگیا ارجن کو جوش۔
زور سے کودا سبھا میں۔ اُڑ گئے لوگوں کے ہوش +
تیر سے آتے ہی مچھلی کو نشانہ کر دیا۔
تیل پر رکھی نظر۔ حیراں زمانہ کر دیا +
دروپدی کا بیاہ آخر ہو گیا ارجن کے ساتھ۔
بن گیا پانڈوں کا ساتھی دروپد اب تن من کے ساتھ +

پانڈو کا اقبال اور دریودھن کی چال

جب سوئمبر کا یہ احوال دریودھن نے سُنا۔
پانڈو زندہ ہیں ابھی۔ اس کو لگا پھر کھٹکا +
اور دھرت راشٹ نے۔ بھیشم نے بھی پائی یہ خبر

ان بزرگوں کو بھی لوگوں نے سنائی یہ خبر +
وہ سمجھتے تھے کہ اُس گھر میں جلے بے چارے۔
خوش ہوئے اب۔ کہ ہیں پانڈو ابھی زندہ سارے +
سارے سرداروں کو بلوا کے ہوئی اب یہ صلاح۔
خیر خواہ جتنے تھے۔ دینے لگے وہ سب یہ صلاح +
کہ محبت سے بُلا لیجئے پانڈو کو یہاں۔
بانٹ کر ملک بھی دے دیجئے پانڈو کو یہاں +
چندربنسی ہیں وہ۔ اس گھر کے دُلارے ہیں وہ
پانڈو۔ راجہ تھا ہمارا۔ تو ہمارے ہیں وہ +
دیکھو ارجن نے سوئمبر میں ہے کیا کام کیا۔
دروپدی بیاہ لی۔ بھارت میں بڑا نام کیا +
شیر ہیں پانچ وہ جب ملک میں آجائیں گے۔
نام اس راج کا ہر طرح سے چمکائیں گے +
الغرض پانڈو کے لانے کو بلاوا بھیجا۔
اپنا راج آکے سنبھالو۔ انہیں کہلا بھیجا +
آگئے دروپدی کو لے کے دلاور پانڈو۔
اپنا حق پا گئے پھر ملک میں آکر پانڈو +

ان کے آنے سے مسرّت ملی نر ناری کو۔
مل گیا ایک علاقہ انہیں سرداری کو +
پانڈو نے ایک بڑے شہر کی ڈالی بنیاد۔
کر لیا چند دنوں میں اُسے ایسا آباد +
کہ نہ تھا ہند میں اک شہر بھی اس سے بڑھ کر۔
دیکھنے آتے تھے اس شہر کو دُنیا کے بشر +
اور اس شہر کا راجہ تھا یدھشٹر ایسا۔
عدل و انصاف سے جو راج یہاں کرتا تھا +
ارجن اور بھیم نے دی راج کو ایسی وسعت۔
لوگ سب مان گئے دیکھ کے ان کی طاقت +
اور سہدیو۔ نکل دونوں دلاور اُٹھے۔
کر لئے فتح پہاڑوں کے علاقے سارے +
لعل و گوہر سے تھے معمور خزانے ان کے۔
سونے چاندی سے تھے بھرپور خزانے ان کے +
اب یدھشٹر نے بڑی شان کا دربار کیا۔
اور سب ہند کے راجوں کو یہاں بلوایا +
کی ہر اک راجہ کی اس طرح سے خاطرداری۔

Taj Tahir Foundation

اور اس قسم کے خلعت دئے بھاری بھاری۔
کہ زمانے میں کسی نے بھی نہ دیکھے تھے کبھی۔
اور بھی شان زمانے میں یدھشٹر کی بڑھی +

ہستناپور سے دریودھن بھی یہاں آیا تھا۔
اس نے یہ شان جو دیکھی تو بہت دل ہیں جلا +
جب چلا لَوٹ کے۔ تو اس نے یدھشٹر سے کہا۔
"ہستناپور میں بھی تشریف کبھی لائیے گا +
راجدھانی میں جو پہنچا تو بلاوا بھیجا۔
آئیے آپ کی دعوت ہے۔ یہ کہلا بھیجا +
اس کی دعوت پہ بڑے شوق سے آئے پانڈو۔
دروپدی کو بھی یہاں ساتھ ہی لائے پانڈو +
کی دریودھن نے یہاں خوب ہی خاطر ان کی۔
اِک جُوا کھیلنے کی بزم جما دی ایسی +
کہ یدھشٹر نے سبھی راج یہاں ہار دیا۔
بھائی اور دروپدی اور تاج یہاں ہار دیا +

Taj Tahir Foundation

جوئے کی سزا اور کرشن کا بیچ بچاؤ

جب بدھشٹر نے حکومت اپنی ساری ہار دی۔
اپنے چاروں بھائی ہارے۔ درو پدی بھی ہار دی+
اب دریودھن خوش ہوا۔ قبضے میں سب کچھ آگیا۔
مال کیا اور جان کیا قبضے میں سب کچھ آگیا+
دل میں سوچا خوب ہی ان کو ستانا چاہیئے۔
صفحۂ ہستی سے نام ان کا مٹانا چاہیئے+
دروپدی کو اُس نے بلوایا بھرے دربار میں۔
یوں بدی کو اپنی دکھلایا بھرے دربار میں+
دے دیا یہ حکم کپڑے دروپدی کے لو اُتار۔
اور کرو پانڈو کی عزت اس بھری محفل میں خوار+
مچ گئی اس حکم سے کچھ کھل بلی دربار میں۔
اتفاقاً آگئے کرشن اس گھڑی دربار میں+
اور دریودھن کو بتائی ڈانٹ ایسی کرشن نے۔
خوف سے دربار بھر میں سب کے منہ فق ہو گئے+

Taj Tahir Foundation

Taj Tahir Foundation

جوئے کی بازی

ننگا ہونے سے بچایا دروپدی کو کرشن نے۔
اپنے دامن میں چھپایا دروپدی کو کرشن نے +
اب جوئے کی ہار کا بھی فیصلہ ہونے لگا۔
سادگی کی اب یدھشٹر کی لگی ملنے سزا +
سوچ کر آخر دریودھن نے کیا یہ فیصلہ۔
یہ ملی بے چارے پانڈو کو برائی کی سزا +
پانچوں بھائی بن میں بارہ سال تک جا کر رہیں
سال تک پھر نام بھی اپنا نہ یہ ظاہر کریں +
اور اگر ظاہر ہوئے تو مار ڈالے جائیں گے۔
اس طرح تیرہ برس کے بعد جب یہ آئیں گے +
تو انہیں مل جائے گا یہ راج سب ہارا ہوا۔
گر خلاف اس کے کیا۔ تو پائیں گے اپنا کیا +
فیصلے کو مان کر۔ پانڈو تو جنگل کو گئے۔
ساتھ لے کر دروپدی روپوش سارے ہو گئے +
پورے بارہ سال تک جنگل میں یہ پھرتے رہے۔
تیرھویں سال ایک راجہ کے یہاں نوکر ہوئے +
یوں جلاوطنی کے تیرہ سال پورے کاٹ کر۔

ہو گئے یہ پانچوں بھائی آ کے دریودھن کے سر +

پاس اُس کے کرشن کو بھیجا بنا کر ایلچی۔

تا کہ اُن کی راج گدّی اُن کو مل جائے ابھی +

وہ نہ سمجھا۔ کرشن جی نے لاکھ سمجھایا اُسے۔

کرشن نے نرمی دکھائی اور فرمایا اُسے +

"بھائی ہیں تیرے۔ انہیں اوّل تو آدھا راج دے۔

"کچھ نہیں وہ مانگتے۔ بس اُن کو ان کا تاج دے +

"پانچ ضلعے ہی اُنہیں دیدے۔ نہیں تو پانچ گاؤں۔

"تا کہ اپنا سر چھپا لیں اور جما لیں اپنے پاؤں +

کرشن جی کی بات دریودھن نے مانی ہی نہیں

اَڑ گیا۔ بولا "نہ دوں گا اِنچ بھر ان کو زمیں" +

اور بھرے دربار میں ہتک بھی کی برجناتھ کی۔

گرم ہو کر گفتگو سختی سے ان کے ساتھ کی +

کرشن بولے۔ "اب نتیجہ دیکھ لینا جنگ میں۔

آج جو دیتا نہیں۔ تنگ آ کے دینا جنگ میں" +

Taj Tamir Foundation

مہابھارت

جنگ کا پیغام لے کر کرشن واپس آ گئے۔
اب تو پانڈو اور ان کے دوست تاؤ کھا گئے +

اور بھی دونوں طرف سے بڑھ گئیں بیزاریاں۔
جنگ کی ہونے لگیں دونوں طرف تیاریاں +

ہند کے راجے بھی سب ان کی مدد کو آ گئے۔
دیکھ کر فوجیں۔ زمین و آسماں تھرا گئے +

کرکشیتر میں ہوا۔ لشکر اکٹھا اس قدر۔
جمع تھے لڑنے کو گویا ساری دُنیا کے بشر +

کرشن نے دو مرتبہ پھر صلح کی تدبیر کی۔
پر نہ دریودھن نے کوئی بات بھی اُن کی سُنی +

نامور بھیشم پتامہ اُس طرف جرنیل تھے۔
اس طرف سیناپتی ارجن مقرر ہو گئے +

اب ہوئی ایسی لڑائی۔ اور ایسا رن پڑا۔
بن گیا میدان گویا۔ اک سمندر خون کا +

Taj Tahir Foundation

تیر اور تلوار ہی میداں میں آتے تھے نظر۔
تیرتے تھے مچھلیوں کی طرح انسانوں کے سر+
ساری فوجیں کٹ گئیں۔ فوجوں کے افسر کٹ گئے۔
اچھے اچھے ہند کے سارے دلاور کٹ گئے+

جنگ یہ ہوتی رہی اٹھارہ دن اس زور سے۔
رہنے والے ہند کے برباد سارے ہو گئے+
نامور بھیشم درونا چارج سب مارے گئے۔
روشنی دیتے تھے جو۔ وہ ہند کے تارے گئے+

بھیم اور ارجن نے لڑکر صاف میداں کر دیا۔
اب دریودھن بھاگ نکلا اور پھر مارا گیا+
فتح حاصل ہو گئی پانڈو کو لڑکر جنگ میں۔
لیکن ان کے دوست بھی کام آئے اکثر جنگ میں+

تیغ سے روٹھا ہوا ان کا مقدر من گیا۔
مل گئی گدّی یدھشٹر کو۔ وہ راجہ بن گیا+
سب فسادی مٹ گئے۔ یہ مرضیٔ تقدیر تھی۔
اصل میں ساری کی ساری کرشن کی تدبیر تھی+

مہاتما بُدھ

کپل وستُو میں اک راجہ سدھودھن راج کرتا تھا۔
"شری ساکی منی گوتم" اسی راجہ کا بیٹا تھا۔
یہ لڑکا ابتدا ہی سے نہایت عقل والا تھا۔
بہت چُپ چاپ رہتا تھا۔ زمانے سے نرالا تھا۔
ہُوا جب یہ اٹھارہ سال کا۔ اس کی ہوئی شادی۔
پتا نے اُس کو دُنیا داری کی زنجیر پہنا دی۔
بہت آسائشوں سے اس کو گھر والوں نے پالا تھا۔
یہ رنج وغم سے ناواقف تھا بالکل بھولا بھالا تھا۔
چنانچہ ایک دن جب سیر کرنے گھر سے وہ نکلا۔
چلا جاتا تھا اپنے راستے پر اُس نے کیا دیکھا۔
ضعیف العمر ہے اک ناتواں۔ ہاتھوں میں ڈنڈا ہے۔
بچارا ہانپتا جاتا ہے اور مشکل سے چلتا ہے۔

Taj Tahir Foundation

نہ منہ میں دانت ہیں چہرے پہ رونق ہے نہ رنگت ہے۔
کہا گوتم نے "کیوں اُس شخص کی ایسی بُری گت ہے"؟
مصاحب نے کہا "سرکار۔ یہ انسان بوڑھا ہے۔
"جہاں میں ہر کسی کو ایک دن ایسا ہی ہونا ہے +
گزر جاتے ہیں جب انسان پر سے دن جوانی کے۔
"ہُوا کرتے ہیں حملے اُس پہ ضعف اور ناتوانی کے" +
یہ سُننا تھا۔ کہ اس کی روح پر لرزہ ہُوا طاری۔
لگی اک ٹھیس دل پر۔ اشک آنکھوں سے ہوئے جاری +
کہا دل میں۔ جب ایسا عارضی ہے رنگ انساں کا۔
بنا پھرتا ہے کس برتے پہ پھر یہ اس قدر بانکا +
گیا پھر ایک دن بازار میں تو اس نے کیا دیکھا۔
کہ اک بیمار ہے لاچار اپنی جان سے بیٹھا +
بہت تکلیف میں ہے مُردنی چہرے پہ چھائی ہے +
کہیں اُٹھتا ہے درد اس کے لبوں پر جان آئی ہے +
کہا گوتم نے "یہ کیا بات ہے۔ بتلایئے مجھ کو؟
"یہ کیوں حالت بنی اس کی ذرا سمجھایئے مجھ کو؟
مصاحب نے کہا "بیمار ہے۔ دُکھ میں ہے بے چارا۔

"مرض کے ہاتھ سے لاچار ہے دُکھ میں ہے بے چارا +
"ہر اک انسان پر بیماریاں آیا ہی کرتی ہیں۔
"یہ تکلیفیں جب آتی ہیں تو تڑپایا ہی کرتی ہیں" +
یہ سُن کر ہوگیا گوتم کے دل کو بس یقیں اس کا۔
کہ ہے لاکھوں غموں رنجوں کا گھر انسان کی دُنیا +
ہمیشہ خوش رہے۔ ایسی خوشی ملتی نہیں اس کو۔
دُکھی رہتا ہے۔ غم سے مخلصی ملتی نہیں اس کو +
یوں ہی کچھ دن گزارے۔ اور پھر نکلا تو کیا دیکھا۔
کہ ارتھی پر لئے جاتے ہیں اک انسان کا مُردا +
بہت سے لوگ اس کے پیچھے پیچھے روتے جاتے ہیں۔
کئی سر پیٹتے ہیں اور کئی آنسو بہاتے ہیں +
بہت حیران ہو کر پوچھا گوتم نے کہ "یہ کیا ہے؟"
مصاحب نے کہا۔ "کچھ بھی نہیں ہے ایک مُردا ہے" +
"ہماری ہی طرح کا آدمی تھا۔ مر گیا ہے یہ۔
"ہماری دُکھ بھری دُنیا کو خالی کر گیا ہے یہ +
"اسے شمشان میں لے جائیں گے جا کر جلا دیں گے۔
"اسے روئیں گے کچھ دن۔ اور پھر دل سے بھلا دیں گے +

"ہر اک انسان یوں ہی اس جہاں سے جانیوالا ہے۔
"یہ ایسا وقت ہے ہم سب پہ اک دن آنے والا ہے" +
بشر کا حال یہ گوتم نے جب دیکھا۔ تو گھبرایا۔
کئی دن تک رہا غمگیں۔ پھر اس کے دل میں یہ آیا +
کہ یہ دل کی لگی اچھی نہیں دُنیا کی خوشیوں میں۔
ذرا سی پائداری بھی نہیں دُنیا کی خوشیوں میں +
اگر سچّی خوشی کوئی ملے۔ تو ڈھونڈئیے اس کو۔
کہاں ہے کس جگہ کس بات میں ہے دیکھیئے اس کو +
سُکھی جب تک نہ دل ہو۔ بادشاہی کا مزا کیا ہے!
یہ ظاہر کی امیری کچھ نہیں ہے۔ ایک دھوکا ہے
بس اتنا سوچ کر اک رات اُٹھا اپنے بستر سے۔
وہ نکلا بیوی اور بچّے کو سوتا چھوڑ کر گھر سے +
جہاں کے عارضی رشتوں کو توڑا بن میں جا بیٹھا۔
پتا کا راج اور گھر بار چھوڑا۔ بن میں جا بیٹھا +
فقیری بھیس میں پھرتا رہا اکثر پہاڑوں میں۔
وہ جا کر مدّتوں بیٹھا رہا تاریک غاروں میں +
بہت سے پنڈتوں کی۔ جوگیوں کی اس نے خدمت کی

Taj Tahir Foundation

بہت اُس نے ریاضت کی۔ بہت اس نے عبادت کی +
مگر آخر کو اُس نے اپنے دل سے گیان یہ پایا۔
کہ اوروں کی بھلائی ہی میں اصلی سُکھ ہے دُنیا کا +
جہاں میں آدمی مال اور دولت چھوڑ جاتا ہے۔
یہاں سے جا کے بس کرموں کا پھل ہی کام آتا ہے +
لہٰذا رحم کرنا چاہیئے جاں دار پر ہر دم۔
کہ اس نیکی سے پا جائیں گے اِک دن اپنی مُکتی ہم +
کیا پرچار اُس نے اس سچائی کا زمانے میں۔
طریقہ خوب پھیلایا بھلائی کا زمانے میں +
ہر اک انسان کو نیکی سکھانا۔ تھا یہ کام اس کا۔
جہاں میں اس لئے بُدھ ہو گیا مشہور نام اس کا +

Taj Tahir Foundation

سکندر اور پورس

کیا جب سکندر نے ایران کو سر۔
بڑھا فوج کو لے کے ہندوستاں پر+
کنارے پہ جہلم کے ڈیرے لگائے۔
ارادہ تھا دریا پہ اک پل بنائے+
اِدھر راجہ پورس بھی تیار ہو کر۔
بڑھا لڑنے کو لے کے جرّار لشکر+
اِدھر کے کنارے پہ خیمے لگائے۔
بڑھا کر پرے ہاتھیوں کے جمائے+
رگوں میں شجاعت کا تھا خون جاری۔
تھی کٹ مرنے پر فوج تیار ساری+
یہ ہندوستان کے دلاور تھے سارے۔

Taj Tahir Foundation

یہ اِس آسماں کے تھے روشن ستارے،
سکندر نے دیکھا جونہی ہاتھیوں کو۔
تو گھبرا کے کہنے لگا ساتھیوں کو،
کہ "ان دیوؤں کو کس طرح سے ہٹائیں۔
اُدھر کے کنارے پہ کس طرح جائیں؟"
اُسے مشورے سے یہ اک چال سوجھی۔
وہاں سے ذرا فوج اپنی ہٹالی،
کئی کوس دریا سے نیچے اُتر کر۔
اُتارا اِدھر کے کنارے پہ لشکر،
گئی رات اور ہوگیا جب سویرا۔
سکندر نے پورس کے لشکر کو گھیرا،
بڑھے دونوں لشکر تو اِک شور اُٹھا۔
ملے جس طرح کوئی دریا سے دریا،
وہ پردیس میں آکے نصرت کے خواہاں۔
یہ اپنے گھروں کی حفاظت کے کوشاں،
لگے سنکھ اب جنگ کے گیت گانے۔
لگے بھاٹ بیروں کی ہمّت بڑھانے،

چمکنے لگیں دونوں جانب سے تیغیں۔
بہیں خون کی ندیاں خوب رن میں +
مگر ہند والوں کا پلّہ تھا بھاری۔
سکندر کی گھبرا گئی فوج ساری +
کہ اتنے میں اک اَور یُوناں کا لشکر۔
گرا پیچھے سے ٹوٹ کر ہندیوں پر +
سکندر یہاں اَور اک چال کھیلا۔
کیا ہاتھیوں پر پٹاخوں کا ریلا +
پٹاخے جو آ کر پڑے ہاتھیوں پر۔
وہ ڈر کر گرے اپنے ہی ساتھیوں پر +
پیادوں کو پیروں تلے روند ڈالا۔
سواروں کو سونڈوں سے پکڑا۔ اُچھالا +
پڑی کھلبلی ہندیوں کی صفوں میں۔
لتاڑے گئے اپنے ہی ساتھیوں میں +
یہ دیکھا تو ناچار پورس پکارا۔
کہ تقدیر سے گو نہیں ہم کو چارا +
"مگر لڑ کے مر جائیں گے ہم بھی رن میں۔

"نہ دھبا لگے گا ہمارے چلن میں"+

بڑھا پھر اکیلا ہی ہاتھی پہ چڑھ کر۔
چلا اُس طرف جس طرف تھا سکندر+

مگر بازو میں اک لگا تیر ایسا۔
کہ زخمی ہوا یہ جواں مرد راجا+

سکندر کی فوجوں نے پکڑا پھر اس کو۔
کمندوں میں لوہے کی جکڑا پھر اس کو+

سکندر کے جب سامنے اس کو لائے۔
تھا پورس بڑی شان سے سر اُٹھائے+

وہ حشمت نہیں تھی۔ حکومت نہیں تھی۔
وہ دولت نہیں تھی۔ وہ شوکت نہیں تھی+

مگر بادشاہی کی تھی آن اب تک۔
وہی رنگ اب تک وہی شان اب تک+

جو دیکھا سکندر نے پورس کو۔ پوچھا۔
"کریں ہم سلوک آپ سے آج کیسا؟"

سُنا یہ۔ تو پورس متانت سے بولا۔
کہ "میں آج قیدی ہوں کل تک تھا راجا+

Taj Tahir Foundation

"تمہارا بھی شاید ہو یہ حال اِک دن۔
"نہ بچھے تم پہ تقدیر کا جال اک دن +
"سلوک آپ چاہیں گے اُس وقت جیسا۔
"میرے ساتھ پیش آیئے آج ویسا +
سکندر کو یہ بات کچھ ایسی بھائی۔
کہ وہ بن گیا راجہ پورس کا بھائی +
دیا اس کو پنجاب کا مُلک سارا۔
بٹھایا اُسے تخت پر پھر دوبارا +
غرض بن گئے یار غم خوار دونو۔
تھے اک دوسرے کے مددگار دونو +

Taj Tahir Foundation

سکندر اور پورس

Taj Tahir Foundation

چندر گپت اور سلوکس

سکندر نے پورس کو دی جب شکست۔
کیا آگے بڑھنے کا پھر بندوبست +
مگر چھا گئی فوج پر بے دلی۔
کہ اب اور لڑنے کی ہمت نہ تھی +
نظر کوئی چارا نہ آیا اُسے۔
سکندر گیا لوٹ پنجاب سے +
وہ بابل میں جا کر مگر مر گیا۔
عدم کی طرف کو سفر کر گیا +
سلوکس۔ کہ جرنیل تھا فوج کا۔
لیا ایشیا اس نے سارا دبا +
سلوکس کے دل میں بھی تھا یہ گماں۔
کہ تسخیر کر لوں گا ہندوستاں +

Taj Tahir Foundation

بڑھا لے کے فوجیں وہ پنجاب کو۔
مگر کیا ہوئی اس کی حالت سنو!
اِدھر ایک راجہ بہت ہی بڑا۔
مہاراجہ چندر گُپت نام تھا+
بڑا عقل مند اور دلاور تھا یہ۔
غرض دوسرا اِک سکندر تھا یہ+
مگدھ دیش پر تھا ہی یہ حکمراں۔
بڑھانے لگا اَور بھی اپنی شاں+
یہ چندر گپت کو ہوئی جب خبر۔
سلوکس چلا آرہا ہے اِدھر+
تو بل کھا کے اُٹھا یہ جنگی جواں۔
لئے ساتھ سب سُورما کارواں+
لیا اس نے جا کر سلوکس کو گھیر۔
ذرا بھی نہ کی حملہ کرنے میں دیر+
لگے چلنے بڑھ بڑھ کے تیر و تفنگ۔
ہُوا خون سے لال میدانِ جنگ+
برسنے لگی جب کہ تیغوں کی آگ۔

Taj Tahir Foundation

سلوکس کی فوجیں چلیں رن سے بھاگ۔
سلوکس کا دل اب تو تھرّا گیا۔
جو یہ حال دیکھا تو گھبرا گیا۔
دیا صُلح کا اس نے پیغام اب۔
یہ ڈر تھا کہ لشکر نہ کٹ جائے اب۔
غرض ہو گئی راجہ سے رسم و راہ۔
سلوکس نے دی اس کو بیٹی بیاہ۔
بنایا جو داماد اپنا اُسے۔
دیا مال و زر بھی بہت سا اُسے۔
سکندر نے آکر جو تھے سر کیئے۔
وہ سارے علاقے اسے دے دیئے۔
تھا چندر گپت اس قدر عقل مند۔
فقط اُس نے ہاتھی دئے اس کو چند۔
کیا غیر لوگوں سے بھارت کو پاک۔
بندھی ساری دُنیا میں راجہ کی دھاک۔

Taj Tahir Foundation

اشوک

پاٹلی پتّر کا تھا راجہ اشوک۔
سارے راجوں کا مہاراجہ اشوک +

راجہ یہ گزرا ہے ایسا نامور۔
ہند سارا کر لیا تھا اس نے سر +

لیتی ہے عزّت سے دُنیا اس کا نام۔
مُلک میں انصاف سے لینا تھا کام +

ہم سُناتے ہیں تمہیں اِک داستاں۔
رحم کا پاؤ گے تم اس کے نشاں +

اس نے کالنگا پہ جب حملہ کیا۔
آپ خود ہی فوج کو لے کر بڑھا +

اس طرف سے ایک ہی حملہ ہوا۔

Taj Tanir Foundation

فوجِ کالنگا کی تھی ہستی ہی کیا!
ایک ہی حلے میں لشکر کٹ گیا۔
اور جو باقی تھا پیچھے ہٹ گیا+
ہو گئی جب فتح تو ٹھہرا اشوک۔
زخمیوں کو دیکھنے نکلا اشوک+
مرنے والوں پر پڑی اس کی نگاہ۔
دیکھتے ہی مُنہ سے نکلی ایک آہ+
آ گئی عبرت۔ اثر دل پر ہوا۔
اور بہت افسوس سے کہنے لگا+
"توبہ توبہ مُلک گیری کے لئے۔
قتل یہ انسان میں نے کر دئے+
"اور اگر دینا پڑا مجھ کو حساب۔
دوں گا میں پرماتما کو کیا جواب+
"ہے بُری یہ مُلک گیری کی ہوس۔
روزِ بد دکھلائے گی ایسی ہوس+
"اب نہ میں مُلکوں پہ چڑھ کر جاؤں گا۔
قتل لوگوں کو نہ یوں کرواؤں گا+

Taj Tanir Foundation

"توبہ ہے توبہ میری اس کام سے!
باز آیا بندہ ایسے نام سے"

کہہ کے یہ۔ گھر کی طرف واپس پھرا۔
پاٹلی پتّر میں واپس آگیا۔

تھا بہت اپنے کیے پر شرم سار۔
بُدھ کا مذہب کرلیا پھر اختیار۔

Taj Tahir Foundation

مہاراجہ بکرماجیت

بکرماجیت تھا۔ اُجین کا ایسا راجہ۔
پھر ہوا ہی نہیں اس سے کوئی اچھا راجہ۔
غیر ملکی جو یہاں تھے۔ انہیں دی اس نے شکست۔
ڈاکوؤں۔ چوروں کے بھی کر دئے سب حوصلے پست۔
یہ بہادر بھی دلاور بھی تھا۔ اور نیک مزاج۔
رحم اور عدل سے کرتا رہا یہ ہند پہ راج۔
ہے یہ مشہور زمانے میں عدالت کے لئے۔
یاد کرتے ہیں اسے اس کی سخاوت کے لئے۔
سارے راجوں کا مہاراج ادھیراج تھا یہ۔
علم والوں کا بھی ہر علم میں سرتاج تھا یہ۔
ہند کی ڈوبتی کشتی کو سنبھالا اُس نے۔

Taj Tahir Foundation

علم کا نام زمانے میں اُچھالا اُس نے۔
دولت اور مال سے بھرپور خزانے تھے سبھی۔
ذات پر اپنی اُنہیں صرف نہ کرتا تھا کبھی۔
اس قدر نیک تھا۔ اک بوریئے پر سوتا تھا۔
شان و شوکت کا خیال اس کو نہیں ہوتا تھا۔
اپنے تن پر یہ پہنتا تھا بہت سادہ لباس۔
اور مٹی کے پیالوں سے بُجھا لیتا تھا پیاس۔
رات کے وقت یہ بھیس اپنا بدل لیتا تھا۔
اور چپکے سے محلات سے چل دیتا تھا۔
دیکھتا پھرتا تھا یوں اپنی رعایا کا چلن۔
وار دیتا تھا غریبوں پہ یہ اپنا تن من۔
کوئی تکلیف رعایا کو اگر دیتا تھا۔
تو یہ اُس شخص کی پھر خُوب خبر لیتا تھا۔
نورتن رہتے تھے دربار میں اس کے ہر دم۔
اہلِ تیغ۔ اہلِ خرد۔ اہلِ سخن۔ اہلِ قلم۔
وہ جو تھا ہند کا مشہور کوی کالی داس۔
علم اور شعر سے معمور کوی کالی داس۔

Taj Tahir Foundation

اِس کے دربار کے رتنوں میں فقط ایک تھا وہ۔
اس کی سرکار کے رتنوں میں فقط ایک تھا وہ،

عہد اس راجہ کا تھا ہند میں برکت والا۔
کیونکہ یہ راجہ تھا علم اور محبّت والا،

یاد کرتی ہے خوشی سے اُسے دُنیا ساری۔
بکرماجیت کا سَن آج تلک ہے جاری،

Taj Tahir Foundation

حضرت محمدؐ صاحب

حضرت محمدؐ صاحب سے پہلے دُنیا کی حالت

اب مسلمانوں کی ہم تم کو سُنائیں داستاں۔
کون ہیں یہ لوگ۔ اور پھر کس طرح آئے یہاں +

لو سنو۔ اس بات کو اب تیرہ سَو گزرے ہیں سال۔
ہو گیا تھا سخت ابتر اُن دنوں دُنیا کا حال +

ہر طرف ظلم و ستم۔ مکر و دغا کا زور تھا۔
جنگ کے طوفان تھے۔ حرص و ہوا کا زور تھا +

حکمراں اپنی رعایا کو ستاتے تھے تمام۔
قید کر لیتے تھے لوگوں کو بناتے تھے غلام +

Taj Tahir Foundation

بادشاہوں سے کوئی بھی پوچھنے والا نہ تھا۔
اور غریبوں۔ بیکسوں کا کوئی رکھوالا نہ تھا +
لوگ کھا لیتے تھے حق اِک دوسرے کا چھین کر۔
بھائی لے جاتا تھا بھائی کا نوالہ چھین کر +
ہر طرف دُنیا میں اِک شور قیامت تھا بپا۔
تھا نہ آدم زاد کے دل میں ذرا خوفِ خدا +
پُوجتے تھے لوگ سارے گھاس پات اور ساگ کو۔
سجدہ کر لیتے تھے پانی کو۔ ہوا کو۔ آگ کو +
ایشیا۔ افریقہ۔ یورپ۔ الغرض سارا جہاں۔
ظالموں کے ظلم سے روتا تھا بے چارا جہاں +

عرب کی حالت

ہے عرب اک ملک۔ ریگستان ہے جس کی زمیں۔
جس میں ہریاول نہیں۔ دانہ نہیں۔ پانی نہیں +
اور اس میں رہنے والے لوگ تھے خانہ بدوش۔

Taj Tahir Foundation

لڑنے بھڑنے کے سوا جن کو نہ تھا کوئی بھی ہوش۔

اگلے وقتوں میں ہوئے تھے ایک پیغمبر یہاں۔
آپ نے آکر بنایا تھا خدا کا گھر یہاں +

یعنی اک مسجد بنائی تھی عبادت کے لئے۔
اپنے پیدا کرنے والے کی عبادت کے لئے +

رفتہ رفتہ گرد اس مسجد کے شہر اک بس گیا۔
ملک کے لوگوں نے اس کا نام مکّہ رکھ دیا +

رکھّی تھی اس شہر کی بُنیاد ابراہیمؑ نے۔
گھر کیا اللہ کا آباد ابراہیمؑ نے +

مُدّتیں گزریں جب ابراہیمؑ کو گزرے ہوئے۔
اس نبیِ قابلِ تعظیم کو گزرے ہوئے +

بھُول کر سچّے خُدا کی عزّت و تکریم کو۔
بھُول کر پیغمبر ابراہیمؑ کی تعلیم کو۔

لا کے اس مسجد میں اُن لوگوں نے پتھّر رکھ دئے۔
اپنے ہاتھوں سے بنائے بُت۔ بنا کر رکھ دئے +

تھا جہالت میں عرب سارے کا سارا مبتلا۔
تھا نہ کچھ خوفِ خدا ان کو نہ ڈر انسان کا +

اِک ذرا سی بات پر آپس میں لڑتے تھے یہ لوگ۔
صلح کرتے ہی نہ تھے پھر۔ جب جھگڑتے تھے یہ لوگ+
خوب پیتے تھے شرابیں۔ کھیلتے تھے یہ جُوا۔
اس طرح رہتے تھے گویا کام ہی کوئی نہ تھا+
اور ان میں ہو رہا تھا جا بجا دنگا فساد۔
یعنی تھا ضرب المثل اس قوم کا دنگا فساد+
دوسرے لوگوں پہ ڈاکے ڈالتے رہتے تھے یہ۔
اپنے ساتھیوں میں بدی کو ڈھالتے رہتے تھے یہ+
یہ غلاموں اور یتیموں پر سدا کرتے تھے ظلم۔
عورتوں پر ان کے ہاتھوں سے ہوا کرتے تھے ظلم+
عورتوں کی سامنے ان کے حقیقت کچُھ نہ تھی۔
گائے۔ بکری۔ سے زیادہ ان کی وقعت کچُھ نہ تھی+
ہوگئی بد قسمتی سے ان کے گھر دختر اگر۔
دفن کر دیتا تھا زندہ اس کو لے جا کر پدر+
مار لینا حق یتیموں کا یہ ادنےٰ بات تھی۔
اس زمانے میں عرب کیا تھا۔ اندھیری رات تھی+
کون کر سکتا ہے اندازہ اب ان کے کفر کا۔

ایک اک پتھّر خدا تھا۔ ہر قبیلے کا خُدا،
پوجتے ہوں یہ نہ جس کو۔ وہ کوئی پتھّر نہ تھا۔
سربسر گمراہ تھے۔ ان کا کوئی رہبر نہ تھا،

حضرت محمدؐ صاحب

جب یہ حالت تھی۔ تو اب کرنا خدا کا کیا ہوا۔
شہر مکّہ میں خدا کا اک نبیؐ پیدا ہوا،
جس نے آتے ہی اندھیرے کو اُجالا کر دیا۔
ہر جگہ سچّے خدا کا بول بالا کر دیا،
مُدّتوں تک اُس نبیؐ کو سخت تکلیفیں ملیں۔
آفتیں وہ کون سی ہیں جو نہیں اس نے سہیں،
سب عرب کے رہنے والے اس کے دُشمن ہو گئے۔
قتل کر دینے کی اس کو سازشیں کرنے لگے،
لیکن آخر ہو گیا غالب یہاں باطل پہ حق۔
اس نبیؐ کے مُعجزے سے چھا گیا ہر دل پہ حق،

Taj Tahir Foundation

آدمیّت کا سبق اُس نے دیا انسان کو۔
کان میں ہر شخص کے پہنچا دیا قرآن کو

کر دیا اُس نے غلاموں کو غلامی سے رہا۔
ظالموں کو رہزنوں کو کر دیا بے دست و پا

عورتوں کے اور یتیموں کے دلائے اس نے حق۔
رحم کا اور مہربانی کا دیا سب کو سبق

بُت پرستوں کو کیا سچّے خدا سے آشنا۔
اور عرب کا رُتبہ دُنیا سے دو بالا کر دیا

قوم کے بچھڑے ہوؤں کو اس نے یکجا کر دیا۔
اُس نے قطروں کو ملایا اور دریا کر دیا

کاہلوں کو مستعِد رہنے کی عادت ڈال دی۔
آنکھ میں شرم و حیا اور دل میں غیرت ڈال دی

الغرض ملکِ عرب کے رہنے والے جی اُٹھے۔
اور دُنیا میں وہ سب تبلیغ حق کرنے لگے

چند ہی دن میں عرب سارے جہاں پر چھا گئے۔
اچھّے اچھّے ملک سب قبضے میں ان کے آ گئے

ساری دُنیا کو یہ دیتے تھے سبق تہذیب کا۔

پیش کرتے تھے یہ سب کے سامنے نام خدا +
یہ مسلماں لوگ تھے چلتے تھے یہ اسلام پر۔
جان تھی قربان ان کی اِک خُدا کے نام پر +
سارے ظالم بادشاہوں کو یہ دیتے تھے سزا۔
اور غریبوں کو یہ اپنا بھائی لیتے تھے بنا +
سرکشوں کی ان مسلمانوں نے طاقت توڑ دی۔
جن کے دل ٹوٹے ہوئے تھے ان کی ہمّت جوڑ دی +
کجرووں کو ٹھیک۔ کج فہموں کو سیدھا کر دیا۔
ظالموں کی سلطنت کا تخت اَوندھا کر دیا +
سچ جو پوچھو تو یہ تھا کام ایک ہی انسان کا۔
یعنی نام پاک تھا جس کا محمّدؐ مصطفےٰ +
ساری دُنیا کے بشر قرباں ہیں اس کے نام پر۔
ناز بھی کرتے ہیں اور حیراں ہیں اس کے نام پر +

محمود غزنوی

محمود اور جیپال

غزنی کا بادشاہ تھا محمود غزنوی۔
اور مالکِ سپاہ تھا محمود غزنوی۔
ضربُ المثل ہے آج تک اُس کی بہادری۔
اُس نے شکست کھائی کسی سے نہ تھی کبھی۔
تھا علم دوست اور بڑا نیک بادشاہ۔
گزرا ہے بادشاہوں میں وہ ایک بادشاہ۔
جیپال حکمران تھا پنجاب پر۔ مگر۔
سر کر چکا تھا ملک یہ محمود کا پدر۔

Taj Tahir Foundation

محمود کو وہ دیتا رہا جب تلک خراج۔
جیپال ہی کے پاس رہا اپنا تخت و تاج+
لیکن خراج کر دیا آخر کو اس نے بند۔
مغلوب ہو کے رہنا نہ آیا اُسے پسند+
اور رفتہ رفتہ فوج کو اپنی بڑھا لیا۔
محمود سے لڑائی کو تیار ہو گیا+
محمُود نے بھی دیکھ لی جیپال کی یہ گھات۔
لکھا اُسے کہ دیکھئے اچھی نہیں بات+
وعدوں کو توڑنا کوئی مردوں کا کام ہے۔
پھر یاد رکھئے میرا بھی محمود نام ہے+
دو بار کھا چکے ہو میرے ہاتھ سے شکست۔
اب کس اُمید پہ ہے لڑائی کا بندوبست+
جیپال نے جواب نہ اُس کو مگر دیا۔
پیغام بر جو تھے انہیں بھی قید کر دیا+
راجوں کو چٹھیاں لکھیں میری مدد کو آؤ۔
پنجاب لُٹ چلا۔ اُسے محمُود سے بچاؤ۔
فوجیں تمام راجوں نے پنجاب بھیج دیں۔

جیپال کے وہ جھنڈے تلے جمع ہو گئیں۔
راجہ کے پاس جمع ہوا لشکر اس قدر۔
ہر سمت اب تو فوج ہی فوج آتی تھی نظر +
محمود نے بھی پائی خبر۔ طیش آ گیا۔
لشکر کو اپنے ساتھ لیا۔ ہند کو چلا +
دیہند کے مقام پہ جب سامنا ہوا۔
کھانڈے سے تیغ۔ تیغ سے کھانڈا الجھ گیا +
جانباز راجپوت ادھر تھے۔ اُدھر پٹھان۔
دونوں نثار کرتے تھے بڑھ بڑھ کے اپنی جان +
ہندی دلاوروں نے بھی ساکھا کیا بہت۔
جیپال رن میں آن کے خود بھی لڑا بہت +
تقدیر سے مگر نہیں چارا کسی طرح۔
تدبیر کا نہیں ہے گزارا کسی طرح +
جو ہندیوں کے اچھّے دلاور تھے کٹ گئے۔
لاشوں سے کارزار کے میدان پٹ گئے +
اس مرتبہ بھی ہو گئے سب اہلِ ہند پست۔
اس مرتبہ بھی ہو گئی جیپال کو شکست +

Taj Tahir Foundation

جیپال کے جو ہاتھ سے میداں نکل گیا۔
آکر چتا میں بیٹھ گیا۔ اور جل گیا۔

اب ہو چکا تھا جنگ میں محمود فتح یاب۔
ہاتھ آیا فوج کے بھی زر و مال بے حساب۔

جیپال کا تھا ایک جو بیٹا اننگ پال۔
مغلوب ہو گیا۔ دئے ہتھیار اس نے ڈال۔

محمود نے اُسے ہی دیا تخت پر بٹھا۔
واپس چلا گیا اُسے پنجاب دے گیا۔

لیکن اننگ پال بھی کرنے لگا دغا۔
احسان کرنے والے کی پروا نہ کی ذرا۔

اس کی دغا کا حال جو محمود نے سُنا۔
ہندوستاں کے راجوں سے بدظن وہ ہو گیا۔

دل میں کہا۔ کہ جب نہیں رہتے یہ مجھ سے صاف۔
اور فوج بھیجتے ہیں ہمیشہ میرے خلاف۔

وعدوں کی اور نباہ کی پروا نہیں انہیں۔
کوئی بھی رسم و راہ کی پروا نہیں انہیں۔

پھر کیوں نہ ان کی فوج کا میں زور توڑ دوں

Taj Tahir Foundation

ان سب پہ باری باری سے حملہ نہ کیوں کروں
بس اس نے اپنے دل میں یہی بات ٹھان لی۔
اور فوج اپنے پاس بہت ساری جمع کی
پھر آکے پورے سترہ حملے کئے یہاں۔
ہندوستاں کے شہروں سے اٹھنے لگی فغاں

سومنات کی تعریف

ایک دن محمود سرداروں کے ساتھ۔
جاں نثاروں اور فداکاروں کے ساتھ
تھا بھرے دربار میں بیٹھا ہوا۔
اور اُن سے گفتگو تھا کر رہا
سوچ یہ تھی اب کہاں حملہ کریں۔
فتح کرنے کے لئے دھاوا کریں
ہو چکے تھے ہند کے راجے مُطیع۔
گرد کے بھی مُلک تھے سارے مُطیع

Taj Tahir Foundation

ہند سارا ہو چکا تھا بے چراغ۔
لشکروں نے روند ڈالا تھا یہ باغ۔

آیا اک سیّاح ہندوستان سے۔
لوگ اِس دربار میں لائے اُسے۔

شاہ نے پوچھا "کہاں سے آئے ہو۔
کیا ابھی ہندوستاں سے آئے ہو؟"

عرض کی اُس نے کہ ہاں اے بادشاہ۔
ہند سے آیا ہوں اے گیتی پناہ۔

شہر ہے گجرات میں اک سومنات۔
جس کے آگے اَور سب نیر تھ ہیں مات۔

ہے سمندر کے کنارے پر وہ شہر۔
اور چٹانوں کے سہارے پر وہ شہر۔

ایک اُونچا قلعہ ہے اُس شہر کا۔
جو کہ بھاری پتھروں سے ہے بنا۔

اک طرف تو ہے سمندر پاؤں میں۔
اک طرف خشکی ہے اس کی چھاؤں میں۔

دیوتا کا ایک مندر اس میں ہے۔

Taj Tahir Foundation

سونے کا اِک بُت بھی اندر اس میں ہے۔
ہے وہاں مدّت سے اک جلتا چراغ۔
میں نے دیکھا ہی نہیں ایسا چراغ۔
اور اُس بُت کے پُجاری ہیں بہت۔
جو کہ محوِ جاں نثاری ہیں بہت۔
پوجتے ہیں ہند کے سب لوگ اسے۔
لے کے آتے ہیں چڑھاوے دُور سے۔
جمع ہے مندر میں اتنا مال و زر۔
ساری دُنیا میں نہ ہو گا اس قدر۔
کر نہیں سکتا وہاں حملہ کوئی۔
پختہ ہے ایسی فصیل اس قلعہ کی۔
کیا کروں اُس شہر کا شاہا بیاں۔
ہے وہ بے شک جنّتِ ہندوستاں۔
آپ اگر اُس شہر پر حملہ کریں۔
سارے غزنی کو خزانوں سے بھریں۔
ہے بہت رستہ مگر اس کا کٹھن۔
کیونکہ رستے میں ہیں صحرا اور بن۔

Taj Tahir Foundation

پانی ملتا ہی نہیں ہے راہ میں۔
کیونکہ ریتیلی زمیں ہے راہ میں +

جب سُنی محمُود نے اس کی یہ بات۔
جی میں یہ آئی کہ چلئے سومنات +
ہو گیا یہ حکم تیّاری کرو۔
پھر ادا حقِّ نمک خواری کرو +
الغرض پھر ہو گئی تیّار فوج۔
بڑھ چلی چڑھتے ہوئے دریا کی موج +
ہو گیا محمود گھوڑے پر سوار۔
اور چلے ہمراہ سارے جاں نثار +
راستہ تھا واقعی مشکل گزار۔
دھوپ اور آندھی کے طوفاں تھے ہزار +
اور آئی یہ مصیبت راہ میں۔
ہو گئی پانی کی قلّت راہ میں +
جی نہ ہارا لیکن اس کی قوم نے۔
یہ کٹھن رستے بھی سب طے کر لئے +

Taj Tahir Foundation

چلتے چلتے جا ہی پہنچے ایک رات۔
جس جگہ پر سامنے تھا سومنات +

سومنات پر حملہ

شہر والوں نے بھی پائی تھی خبر۔
آ رہی ہے فوج غزنی کی اِدھر +
چِٹھیاں راجوں کو تھے وہ لکھ چکے۔
جلد آ جاؤ مدد کے واسطے +
اکثروں نے فوج فوراً بھیج دی۔
اور کچھ آنے کی بھی اُمید تھی +
اکثروں کے دل میں تھا یہ بھی خیال۔
کاٹنا صحرا کا ہے بالکل مُحال +
آ گیا محمود لیکن ناگہاں۔
تَیر کر صحرا کا بحر بیکراں +
صبح کو جب قلعہ سے ڈالی نگاہ۔

Taj Tahir Foundation

سامنے بالکل تھی دشمن کی سپاہ۔
قلعہ والے سخت حیراں ہو گئے۔
دل میں گھبرائے پریشاں ہو گئے +
پانڈے گھبرائے کہ اب ہم کیا کریں۔
اس بلا کو کس طرح سے ٹال دیں +
فوج سے آ کر کیا پھر مشورہ۔
اور جھٹ محمود کو نامہ لکھا۔
اس میں لکھا تھا۔ کہ "سُن اے بد سِیَر۔
"تجھ کو تیری موت لائی ہے اِدھر +
"ہے یہ بہتر۔ جھٹ یہاں سے بھاگ جا۔
"ورنہ تجھ کو دیوتا دیں گے سزا +
"سر پکڑ کر روئے گا پچھتائے گا۔
"فوج کو تو مُفت میں کٹوائے گا"!
جب سُنا محمود نے ان کا پیام۔
ہنس کے بولا۔" ہے میرا محمود نام +
"دیوتاؤں سے نہیں ڈرتا ہوں میں۔
"بندگی اللہ کی کرتا ہوں میں +

Taj Tahir Foundation

"کل تمہیں معلوم سب ہو جائے گا۔
"جوش یہ معدوم سب ہو جائے گا۔
"دیتا ہوں اک رات کی مہلت تمہیں۔
"پھر نہ ہوگی بات کی ہمّت تمہیں۔
"بے وقوفو! اتنی شیخی میں نہ آؤ۔
"قلعہ خالی کر دو۔ فوراً بھاگ جاؤ۔
"گر خلاف اس کے کیا پچھتاؤ گے۔
"دیوتا کی بھینٹ سب چڑھ جاؤ گے"۔
قلعہ کے قاصد گئے سُن کر پیام۔
مشورے کرنے لگے سب خاص و عام۔
بڑھ گئیں محمود سے بیزاریاں۔
رات بھر ہوتی رہیں تیّاریاں۔
رات کا پہرہ اُٹھا اور دن چڑھا۔
شاہ نے تیار لشکر کر لیا۔
اور ہتھیاروں سے بن کر آ و پچی۔
ہاتھ میں محمود نے تلوار لی۔
آ کے قلعے کے مقابل ڈٹ گیا۔

Taj Tahir Foundation

فوج سے میدان سارا پٹ گیا۔
تھی فصیلوں پر کھڑی فوج اُس طرف۔
تیر برساتی تھی اِن پر صف بصف+
ہر دو جانب سے چلے تیر و تفنگ۔
لال خوں سے ہو گیا میدان جنگ+
لشکرِ محمُود نے ہلّا کیا۔
تیروں کا مینہ اس طرح برسا دیا+
ہندوؤں کی فوج آدھی کٹ گئی۔
اور جو باقی تھی پیچھے ہٹ گئی+
قلعہ سے مندر میں بھی جاتی تھی راہ۔
گھُس گئی مندر میں سب ہندو سپاہ+
حوصلہ اب بڑھ گیا محمُود کا۔
اس کے لشکر نے پھر اک حملہ کیا+
قلعہ کی تھی گو بہت اُونچی فصیل۔
کی نہ لشکر نے مگر کوئی بھی ڈھیل+
چڑھ گئے دیوار پر سیڑھی لگا۔
تیر برسانے لگے پھر برملا۔

Taj Tahir Foundation

نعرۂ اللہ اکبر گونج اُٹھا۔
دیکھ کر یہ حال تھرّائی ہوا۔
جب سُنی آواز یہ تکبیر کی۔
بھاگنے والوں کو غیرت آگئی۔
دوڑ اٹھے پھر لے کے کھانڈے راجپوت۔
اب کے مل کر آئے پانڈے راجپوت۔
آتے ہی اس زور سے حملہ کیا۔
کاٹ کر نیچے دیا سب کو گِرا۔
ہانڈیاں گندھک کی اور آتش کے بان۔
پھینکتے اُوپر سے تھے ہندی جوان۔
اس طرف سے تیروں کی بوچھاڑ تھی۔
پھر برابر کی لڑائی ہو گئی۔
خوف سے مغرب میں سُورج جا چھُپا۔
شام نے دونوں کا پردہ رکھ لیا۔
تھم گئے اب دونوں لشکر جنگ سے۔
اور اپنے اپنے ڈیروں پر گئے۔

Taj Tamil Foundation

محمود کی پریشانی

لشکرِ محمود تھک کر سو گیا۔
ایک سنّاٹے کا عالم ہو گیا۔
قلعہ والے تھے بہت ہی بے قرار۔
اور کہتے تھے یہ رو کر بار بار۔
ہے نرنکار اور ہے پرمیشور۔
کس طرف سے یہ بلا آئی کدھر۔
تو ہی ٹالے تو ٹلے گی یہ بلا۔
ورنہ اب تو موت ہے سامنا۔
چھٹّیاں بھیجی گئیں اب قلعہ سے۔
لگ گئے کاغذ کے گھوڑے دوڑنے۔
لکھّا راجوں کو۔ کہ آنا ہے تو آؤ۔
جلد آکر اپنے تیرتھ کو بچاؤ۔
اس طرف محمود سوتے سے اُٹھا۔
وقت تھا اس وقت آدھی رات کا۔

Taj Tahir Foundation

اپنے سرداروں کو خیمے میں بُلا۔
مشورہ محمود بھی کرنے لگا۔

بولا " بند و بست کرنا چاہیئے۔
" دشمنوں کو پست کرنا چاہیئے۔

باندھ کر ہاتھوں کو یوں بولا وزیر۔
" کٹ نہ جائے فوج اپنی بے نظیر۔

" گھر بہت دُور۔ اور منزل ہے کٹھن۔
" ہو نہ جائے فوج ساری خستہ تن۔

" ہے میری اِک اِک سپاہی پر نظر۔
" میں دلوں کی سب کے رکھتا ہوں خبر۔

" اَب نہ ہرگز دیر ہونی چاہیئے۔
" فوج دشمن زیر ہونی چاہیئے۔

بات یہ محمود کو آئی پسند۔
بولا " بے شک تُم بڑے ہو عقل مند۔

" پوری پوری آج تیاری کرو۔
" فوجیوں کی خوب دلداری کرو۔

الغرض دے دی گئی سب کو خبر۔

Taj Tahir Foundation

صبح پھر حملہ کریں گے قلعہ پر ۔
رات ہی کو ہو گئے اب انتظام ۔
سیڑھیوں کا کر لیا سب انتظام ۔
اب جو مشرق سے شہ خاور اُٹھا ۔
اور کرن کا ہاتھ میں نیزہ لیا ۔
دی اندھیرے کو اُجالے نے شکست ۔
ہو گیا حملے کا پورا بندوبست ۔
شاہ نے لشکر کے دو حصّے کئے ۔
پھر سپاہی قلعہ کی جانب بڑھے ۔
تھے بہت بے چین اہل سومنات ۔
آنکھوں ہی آنکھوں میں کاٹی تھی یہ رات ۔
اب بچاروں کو جو آیا یہ نظر ۔
ہو گیا ہے آج پھر دھاوا ادھر ۔
پانڈے بے چارے بہت گھبرا گئے ۔
دوڑ کر مندر میں سارے آ گئے ۔
مورتی کے سامنے رونے لگے ۔
پیٹنے اور جان کو کھونے لگے ۔

Taj Tahir Foundation

روتے روتے چل پڑے میدان کو۔
رکھ لیا ہاتھوں پہ اپنی جان کو+
اور شاہی فوج پر سب پل پڑے۔
اس طرح جی توڑ کر پانڈے لڑے+
ہرطرف کشتوں کے پشتے لگ گئے۔
اور زمیں پر خون کے دریا بہے+
لڑ رہا تھا اک طرف محمود بھی۔
ایک حصّہ فوج اس کے ساتھ تھی+
اتنے میں جاسوس یہ لایا خبر۔
آرہی ہیں تازہ دم فوجیں اِدھر+
فوج کو محمود نے لڑنے دیا۔
اپنا دستہ لے کے اس جانب بڑھا+
اور راجوں کو لیا رستے میں روک۔
اب لڑائی ٹھن گئی اُن سے دو ٹوک+
جنگ کا بڑھنے لگا دو سمت زور۔
کرنا کا اور نرسنگھوں کا شور+
دوسری جانب سے پھر اُٹھا غبار۔

Taj Tahir Foundation

آرہا تھا ایک لشکر بے شمار +
قلعہ کی امداد کو آیا تھا یہ۔
نہر والے کا حمایتی تھا یہ +
اب مُسلمانوں کے دل تھرّا گئے۔
ترک اور افغان سب گھبرا گئے +
ہو گئے محمود کے اوسان خطا۔
کیونکہ لاکھوں ہی کا تھا اب سامنا +
کچھ نہ بن آئی تو گھوڑے سے اُتر۔
رکھ دیا جھٹ خاک پر سجدے میں سر +
اور لگا حق سے دعائیں مانگنے۔
آج عزّت کو بچا مولا میرے +

محمُود کی فتح

پھر اُٹھا محمُود گھوڑے پر چڑھا۔
روبرو لشکر کے اپنے ڈٹ گیا +

Taj Tanin Foundation

بولا۔" اے میداں کے شیرو دیکھ لو۔
"اے مسلمانو دلیرو دیکھ لو۔
"گھر گئے ہو آج چاروں سمت سے۔
"اور مقابل میں ہیں لشکر سو گنے۔
"گھر پہنچنا بھاگ کر دشوار ہے۔
"کیونکہ ہم کو بھاگنے سے عار ہے۔
"بھائیو۔ جنّت مگر نزدیک ہے۔
"سر کٹا کر اس میں جانا ٹھیک ہے۔
"سر کٹاؤ اور ہو جاؤ شہید۔
"یہ شہادت ہے مسلمانوں کی عید۔
"تم ہزاروں۔ اور وہ لاکھوں ہی سہی۔
"ہے مگر لاکھوں سے اِک ہمّت بڑی۔
"اے شہادت کے طلب گارو بڑھو۔
"دشمنوں کو کاٹ دو۔ مارو۔ بڑھو۔
"دَم دکھادو۔ تیغِ خوں آشام کے۔
"آج جھنڈے گاڑ دو اسلام کے۔

Taj Tahir Foundation

یہ کہا محمود نے اور بڑھ گیا۔
ہندوؤں کی فوج پر دھاوا کیا ۔
بے جگر ہو کر جواب فوجیں بڑھیں۔
کانپتی تھی خوف سے گاوِ زمیں ۔
گرچہ ہمّت سے لڑے سب راجپوت۔
کٹ مرے یہ قوم کے پیارے سپوت ۔
گو کمی کوئی نہ کی تدبیر میں۔
فتح تھی محمود کی تقدیر میں ۔
آخرش ہندو بچارے بھاگ اُٹھے۔
سر پہ رکھ کر پاؤں سارے بھاگ اُٹھے ۔
اس طرف سے فتح پا کر بادشاہ۔
کر کے ہمّت قلعہ کی جانب چلا ۔
ایک ہی ہلّے میں اس کو لے لیا۔
اور جھٹ مندر میں وہ داخل ہُوا ۔
تھی عمارت یہ بہت ہی شان دار۔
کر رکھے تھے خوب ہی نقش و نگار ۔
مورتی سونے کی تھی اس میں کھڑی۔

Taj Tahir Foundation

موتیوں سے اور ہیروں سے جڑی۔
اب یہاں سارے پجاری آ گئے۔
بادشاہ کو دیکھ کر گھبرا گئے +
پاؤں پر محمود کے سب گر گئے۔
گڑگڑائے اور یوں کہنے لگے +
"شہر کے سارے خزانے لیجیے۔
"مورتی کو یوں ہی رہنے دیجیے +
بادشاہ نے سوچ کر اُن سے کہا۔
"دل گوارا کر نہیں سکتا میرا +
"میں زمانے میں کہاؤں بُت فروش۔
"اُس جہاں میں نام پاؤں بُت فروش +
"مال و دولت کی نہیں پروا مجھے۔
"جانتی ہے بُت شکن دُنیا مجھے +
اور یہ کہہ کر اُٹھایا گُرز کو۔
مُورتی کے سر پہ مارا گُرز کو +
ٹکڑے ہو کر گر پڑی یہ مورتی۔
کیونکہ اندر سے تھی بالکل کھوکھلی +

Taj Tamir Foundation

اب خُدا کی دین کا یہ حال تھا۔
اور یہ محمود کا اقبال تھا۔
ساری دُنیا کے خزانوں سے سوا۔
بُت کے اندر سے جواہر مل گیا۔
ہوگیا اب سارا لشکر باغ باغ۔
چُن لیا ہیروں کو ہوکر باغ باغ۔
بادشہ دو تین دن ٹھہرا رہا۔
اور پھر غزنی کی جانب مُڑ گیا۔

Taj Tahir Foundation

پرتھی راج اور محمّد غوری

سنجوگتا کا سوئمبر

ہے مشہور سنجوگتا کا سوئمبر۔
بیاں کر چکے ہیں اسے لوگ اکثر +
تھا قنوج میں ایک جے چند راجا۔
بڑا خاندانی بڑی شان والا +
اسی کی تھی سنجوگتا ایک دختر۔
رچایا تھا جس کے لئے یہ سوئمبر +
تھا اجمیر میں پرتھی راج ایک راجہ۔
بڑا ہی بہادر تھا یہ نیک راجہ +
بڑا سورما اور شوکت نشاں تھا۔

Taj Tahir Foundation

یہی تختِ دہلی پہ بھی حکمراں تھا۔
اسے دل سے سنجوگتا چاہتی تھی۔
مگر اس سے جے چند کو دشمنی تھی +
سوئمبر کا دن جب قریب آ کے پہنچا۔
ہر اک دیش میں اس نے بھاٹوں کو بھیجا +
بڑی شان و شوکت سے خیمے لگائے۔
ہر اک ملک سے اُس کے مہمان آئے +
مگر پرتھی راج اس جگہ پر نہ آیا۔
کہ اس کو نہ جے چند نے تھا بُلایا +
مگر اس کا سونے کا اک بُت بنا کر۔
بٹھایا سوئمبر کے منڈپ سے باہر +
یہ سنجوگتا نے سُنا تلملائی۔
بہت سوچ کر ایک داسی بُلائی +
محبّت کی سب داستاں کہہ سُنائی۔
غرض یہ کہ ہمراز اپنی بنائی +
کہا جلد جا کر اُسے لے کے آؤ۔
اُسے میری مجبوریاں کہہ سُناؤ +

Taj Tahir Foundation

دیا جا کے داسی نے پیغام اس کا۔
بدل کر وہ جھٹ بھیس قنّوج پہنچا +
اِدھر جب سوئمبر کا وقت آن پہنچا۔
اِکھٹّے ہوئے آ کے منڈپ میں راجا +
ہر اک شیر دل اپنی ہمّت پہ نازاں۔
ہر اک سورما اپنی طاقت پہ نازاں:
سبھی نے یہ اپنے دلوں میں تھی ٹھانی۔
بنے آج سنجوگتا میری رانی +
ہُوا شور سنجوگتا آ رہی ہے۔
چمن کھِل اُٹھے گا۔ صبا آ رہی ہے۔
محل سے نکل کر غرض آ گئی وہ۔
گھِری آ کے محفل میں شرما گئی وہ +
تھا جیمال ہاتھوں میں اور سوچتی تھی۔
کہ پرتھی نے آنے میں کیوں دیر کر دی
وہ حیران تھی کوئی چارا نہیں تھا۔
سبھا میں کہیں اس کا پیارا نہیں تھا +
بھری ساری محفل میں وہ سر جھکائے۔

Taj Tahir Foundation

کبھی دیکھ لیتی تھی آنکھیں چُرائے،
وہ ایسی تھی جیسے سحر کا ستارہ
جو رہ جائے سطحِ فلک پر اکیلا
سبھا اس نے سب یوں ہی جب دیکھی بھالی
تو جے مال گردن میں مورت کے ڈالی،
یہ دیکھا۔ تو جے چند اُٹھا طیش کھا کر۔
چلا اپنی دختر پہ تلوار اُٹھا کر،
مگر سورما پرتھی راج آگیا تھا۔
وہ اس حال کو آڑ سے دیکھتا تھا،
اُٹھا اب وہ۔ سنجوگتا کو اُٹھایا۔
بٹھایا اُسے اور گھوڑا بھگایا۔
رہے دیکھتے سب۔ مگر لے گیا وہ۔
بنایا اُسے رانی۔ گھر لے گیا وہ،
غرض ہو گئی اک بڑی دشمنی اب۔
ہوئی خانہ جنگی۔ لڑائی ٹھنی اب،
کیا اس لڑائی نے برباد بھارت۔
کہ ہے آج تک جس سے ناشاد بھارت،

Taj Tahir Foundation

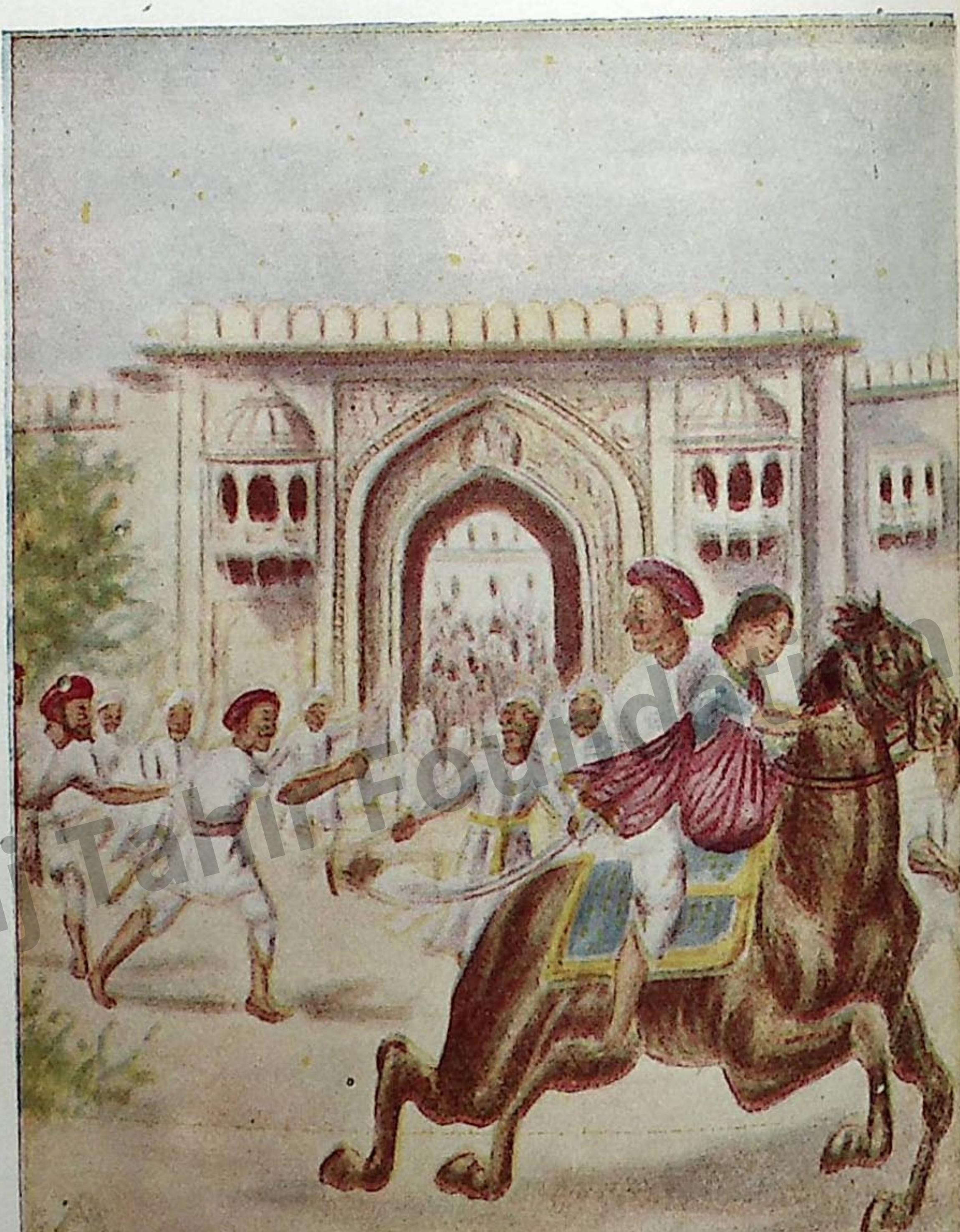

پرتھوی راج سنجوگتا

Taj Tahir Foundation

محمدؒ غوری کی شکست

سلطان محمدؒ غوری نے پنجاب کو جب قبضے میں کیا۔
لاہور بھٹنڈہ۔ جالندھر۔ مُلتان لیا سرہند لیا +
اک صوبے دار مقرر کر کے واپس جانا چاہتا تھا۔
غزنی کی طرف مع فوجوں کے رجعت فرمانا چاہتا تھا +
سرہند کی جانب سے اتنے میں آ پہنچا اک ہرکارا۔
آتے ہی اس نے عرض یہ کی۔ اے شاہنشاہا سردارا +
آتا ہے چڑھا لشکر کو لئے۔ ہندو راجہ چوہانوں کا۔
یہ فوج اگر غزنی کو گئی۔ تو ہے اندیشہ جانوں کا +
وہ ایک بہادر راجہ ہے۔ اور پرتھی راج ہے نام اس کا۔
اور سارے راجوں سے بڑھ کر اس ہند میں آج ہے نام اس کا +
سُلطان محمدؒ غوری نے۔ ہرکارے کی جب بات سُنی۔
فرمان دیا سرداروں کو تیار کرا لی فوج اپنی +
اب اس اسلامی لشکر نے۔ یلغار کی دہلی کی جانب۔
دہلی سے بڑھا آتا تھا چلا اب پرتھی راج اسی جانب +

Taj Tahir Foundation

میدان میں آ کے تڑا وڑی کے ان فوجوں کی مُٹ بھیڑ ہوئی۔
سُلطان محمد غوری نے اس فوج پر ایک نظر ڈالی +
تھا مور و ملخ سے بھی بڑھ کر تعداد میں ہندوؤں کا لشکر۔
جس سمت کو آنکھیں اُٹھتی تھیں بس آتا تھا لشکر ہی نظر +
جب صبح نے مشرق سے جھانکا۔ اور شب کا اندھیرا دُور ہوا
ہر قطرہ جب پُر نور ہوا۔ اور ذرّہ ذرّہ طور ہوا +
تب اُٹھ کر کیل اور کانٹے سے فوجوں کے سپاہی لیس ہوئے۔
سر اپنے ہتھیلی پر رکھے۔ اور میداں میں لڑنے کو چلے +
پڑھ کر سلطان نماز سحر۔ جب خیمے سے نکلا باہر۔
ہتھیار سجائے صفیں باندھے۔ تیار تھا پہلے سے لشکر +
سُلطان نے بھی ہتھیار سجے۔ گھوڑے پہ چڑھا۔ آگے آیا۔
تکبیر کے نعرے گونج اُٹھے۔ سائے میں علم کے آ ٹھہرا +
اُس جانب پرتھی راج اُٹھا۔ اک ہاتھی پر چڑھ کر نکلا۔
تھے اس کے جلو میں سب راجے۔ وہ فوج سے اب بڑھ کر نکلا +
نرسنگھے کا اب شور ہوا۔ اور چوب پڑی نقارے پر۔
گھنگھور گھٹاؤں کی صُورت۔ لڑنے کو بڑھے دونو لشکر +
ہاتھی سے اُتر کر پرتھی راج اب۔ آگے چڑھا اک گھوڑے پر۔

بھائی کو بٹھایا ہاتھی پر۔ اور لڑنے لگا خود بڑھ بڑھ کر۔
پہلے تو دونو جانب سے۔ تیروں کی بارش ہونے لگی۔
اور اس میدان کی خشک زمیں مُنہ خون سے اپنا دھونے لگی+
تیروں کی لڑائی ختم ہوئی۔ کام آن پڑا تلواروں پر۔
سب نیزے بھالے تانے ہوئے گرتے تھے سواروں سواروں پر+
سلطان کی فوج بہت کم تھی۔ اور ہندو فوج زیادہ تھی۔
یہ پرتھی راج کے جھنڈے تلے کٹ مرنے پر آمادہ تھی+
افغان سپہ اس موقع پر۔ تلوار کی آنچ کو سہ نہ سکی۔
تعداد سے ڈر کر بھاگ اُٹھی میدان میں قائم رہ نہ سکی+
سُلطان محمّد غوری نے یہ حال جو دیکھا۔ گھبرایا۔
نامردوں پر غیرت آئی۔ آنکھوں میں خون اُتر آیا+
جو خادم باقی رہتے تھے۔ اب اُن کو سمیٹا للکارا۔
بجلی کی طرح گھوڑے کو بڑھا کر ہندو فوج پر آن پڑا+
حملہ جو کیا اس شدت سے۔ کائی کی طرح ہندو سرکے۔
اک ہاتھی پر کھانڈے راؤ تھا بیچ میں اپنے لشکر کے+
سُلطان نے کھانڈے راؤ کو۔ اب آگے بڑھ کر للکارا۔
گھوڑے کو اپنے کر کے الِف اس زور سے اک نیزہ مارا+

دو دانت تڑاق سے ٹوٹ گئے۔ اب حلق میں کھانڈے راؤ کے۔
سُلطان کو آکر گھیر لیا ہر سمت سے ہندو لشکر نے +
بازو پر ایسا تیر لگا۔ سلطان کو کاری زخم آیا۔
نزدیک تھا گھوڑے سے گرتا۔ اور فوجوں میں روندا جاتا +
اک خادم پاس ہی لڑتا تھا۔ اُس نے یہ حال جونہی دیکھا۔
سُلطان کے پیچھے گھوڑے پر بجلی کی طرح وہ آ بیٹھا +
اور ایڑ لگائی گھوڑے کو۔ میدان سے اس کو لے بھاگا۔
یعنی پُرجوش سمندر کے طوفان سے اس کو لے بھاگا +
یہ لوگ ہزیمت خوردہ تھے۔ لاہور میں آکر جمع ہوئے۔
سُلطان کے سامنے بھاگے ہوئے اب سارے افسر جمع ہوئے +
سُلطان نے پہلے تو آکر۔ پنجاب کا بندوبست کیا۔
پھر سب کو اپنے ساتھ لیا۔ اور چُپکے سے غزنی کو چلا +
غزنی میں پہنچ کر سرداروں کو۔ بھاگنے کی دی خوب سزا۔
بہتوں کو کوڑے لگوائے۔ دربار سے بھی موقوف کیا +
اور مُنہ پر توبرے چڑھوائے۔ ہر طرح سے ان کو خوار کیا
جو لوگ بہت ہی خائن تھے۔ اُن سب کو سُپردِ دار کیا +

Taj Tahir Foundation

محمدؐ غوری کا دُوسرا حملہ

جب پھرا ہند سے سُلطان محمدؐ غوری۔
کچُھ دنوں تک رہا حیران محمدؐ غوری +

اس لڑائی کی ہزیمت پہ غضبناک تھا وہ۔
بھاگنے والوں کی حالت پہ غضبناک تھا وہ +

سال بھر جنگ کے سامان میں مصروف رہا۔
سال بھر درد کے درمان میں مصروف رہا +

حملہ کرنے کو اِکھٹا کیا لشکر بھاری۔
چُپکے چُپکے سے غرض خوب ہی کی تیاری +

سال کے بعد جو فہرست اُٹھا کر دیکھی۔
فوج سُلطان نے مرضی کے مطابق پائی +

پھر لڑائی پہ لگایا دِل بے تاب اس نے۔
کوچ کا حکم دیا جانب پنجاب اس نے +

ساتھ لشکر لئے سلطان پشاور پہنچا۔
اک بڑے جنگ کا سامان پشاور پہنچا +

Taj Tahir Foundation

اک مصاحب نے یہ سلطان سے آکر پوچھا۔
"اس چڑھائی سے ہر اک شخص ہے حیراں شاہا،
"ظاہرا جنگ کا سامان نظر آتا ہے۔
"نہیں معلوم یہ طوفان کدھر جاتا ہے"
سُن کے سلطان نے اک آہ بھری اور بولا۔
"تیری اس بات سے ہوتا ہے تعجّب کیسا!
"اے مُسلماں وہ ہزیمت تجھے کیا یاد نہیں؟
"کیا تجھے پچھلے برس کی وہ بلا یاد نہیں"
"دل پہ وہ زخم لگا ہے۔ کہ خدا جانتا ہے۔
"اس قدر رنج سہا ہے کہ خدا جانتا ہے"
"دیکھ لے سال سے کپڑے نہیں بدلے ہیں نے۔
اک برس گزرا ہے بستر پہ مجھے لیٹے ہوئے"
باندھ کر ہاتھ مصاحب نے کہا "اُے سلطان
"بے کم و کاست ہے سب راست یہ عالی فرمان"
"مصلحت کو بھی مگر کام ذرا فرمائیں۔
"مہربانی کو بھی اب شان یہاں دکھلائیں"
"بھاگنے والے کہ جن پر ہے عتاب شاہی۔

"چاہیے پھر چلیں ہمراہ رکابِ شاہی"
مان لی بات یہ سلطان نے ۔ اُنہیں بُلوایا۔
اور اس فوج کشی کا بھی سبب بتلایا
کر دیا شہ نے نہ دل سے قصور اُن کا معاف۔
اپنے سرداروں سے دل کر لیا سلطان نے صاف
بولے سردار کہ "اس جنگ میں مر جائیں گے۔
"لیکن اس مرتبہ ہم پیٹھ نہ دکھلائیں گے
"اس ہزیمت کا بھی اس مرتبہ بدلہ لیں گے۔
"داغ یہ دامنِ اسلام سے دھو ڈالیں گے"

اب بڑی شان سے یہ لشکرِ جرّار بڑھا۔
سوئے دہلی چلا۔ کرتا ہوُا یلغار بڑھا۔
راستے ہی سے یہ سلطان نے بھیجا پیغام۔
پرتھی راج اہلِ سپہ۔ والئی دہلی کے نام
اس میں لِکھا تھا۔ "یہ ہے حکم میرے بھائی کا۔
کر رہا ہوں جو میں اس مرتبہ تم پر حملہ
"تم کو لازم ہے۔ کہ فی الفور اطاعت کر لو۔

"اس نصیحت پہ کرو غور اطاعت کرلو،
"مفت میں خون خرابا نہیں کرنا اچھا۔
"مفت میں خلق خدا کا نہیں مرنا اچھا"۔

نامہ دربار میں پہنچا۔ تو ہنسا پرتھی راج۔
کیونکہ اس فتح پہ پھولا ہوا تھا پرتھی راج،

پھر بڑے دعوے سے نامے کا دیا اس نے جواب۔
اس میں لکھا۔ کہ "نہیں ہے میرے لشکر کا حساب،
"دھمکیوں سے نہیں ہونے کا یہاں حوصلہ پست۔
"کیا تمہیں یاد نہیں۔ بھول گئے پچھلی شکست،
"یاد رکھو۔ کہ ملے گی تمہیں اب ایسی سزا۔
"تو گے بھولے سے نہ پھر نام ادھر آنے کا"۔

الغرض بھیج دیا لکھ کے بڑا سخت جواب۔
جمع کرنے لگا پھر لشکرِ جرّار شتاب،

اس دفعہ اس نے اکھٹا کیا اتنا لشکر۔
اس سے پہلے کبھی فوج اتنی نہ آتی تھی نظر،

بیسیوں راجے ہوئے جمع مدد کرنے کو۔
راجپوت آگئے میدان میں کٹ مرنے کو،

Taj Tahir Foundation

اور اس فوج کو اب لے کے چلا پرتھی راج۔
ایک سیلاب کی صورت سے بڑھا پرتھی راج۔

سامنا ہو گیا میدان میں تھانیسر کے۔
درمیاں رکھ کے سُرستی کو یہ لشکر اُترے۔

غور سے دیکھا جو اس فوجِ مُسلماں کی طرف۔
ایک خط اَور لِکھا راجہ نے سُلطاں کی طرف۔

"کہ مجھے حال پہ اس فوج کے رحم آتا ہے۔
اور ہنسی آتی ہے اس پر۔ کہ یہ لشکر کیا ہے؟

ایک ہی ہلّے میں کٹ جائے گا لشکر سارا۔
بچ کے جائے گا نہ میداں سے کوئی بے چارا۔

"اب ذرا دیکھ لے سُلطان ہمارا لشکر۔
تین لاکھ آدمی ہیں۔ بلکہ کچھ اُس سے اُوپر۔

اب بھی لازم ہے ذرا ہوش میں آ جاؤ تم۔
اپنے بدبخت جوانوں پہ ترس کھاؤ تم۔

"بھاگ جاؤ۔ کہ یہی ایک ہے تدبیر اچھی۔
اور سچ جانو۔ کہ پیچھا نہ کریں گے ہم بھی"

سُن کے راجہ کا یہ پیغام لکھا شاہ نے خط۔

"نہیں پیغام میں راجہ کے کوئی بات غلط۔
"لیکن آیا ہوں بڑے بھائی کے فرمان سے میں
"پوچھے لیتا ہوں یہ بات اب اُسی سُلطان سے میں
"حکم بردار اُسی کا ہے یہ سارا لشکر۔
"لوٹ جاؤں گا میں غزنی سے جواب آنے پر"

سُن کے پیغام کو بے فکر ہوا اب راجا۔
دل میں سمجھا۔ کہ ہوا خوب اثر دھمکی کا۔
اُس طرف رات کو سُلطان نے لشکر لے کر۔
اور ندّی کے کنارے اُسے چکّر دے کر۔
کرلیا رات میں دریائے سُرستی کو عبور۔
اور اتنے میں ہوا صبح قیامت کا ظہور۔
شب کا پہرا اُٹھا۔ مشرق سے اُجالا نکلا۔
اور خورشید لئے کرنوں کا بھالا نکلا۔
فوج راجہ کی ابھی تک نہ ہوئی تھی تیار۔
شور نقّارے کا سُن کر ہوئی فوراً بیدار۔
کردیا زور سے سُلطان نے دھاوا آکر۔

Taj Tahir Foundation

اب پریشان ہوا ہند کا سارا لشکر۔
اک ذرا سا بھی نہ گھبرایا مگر پرتھی راج۔
جس طرف حملہ تھا جھٹ آیا اُدھر پرتھی راج+
راجپوتوں کا دل آتے ہی بڑھایا اُس نے۔
فوج کو اپنے طریقہ سے لڑایا اُس نے+
فوج راجہ کی تھی اتنی۔ کہ نہ تھا جس کا شمار۔
اور سُلطان کا لشکر تھا فقط بارہ ہزار+
فوجِ اسلام میں آنے جو لگی کم زوری۔
اس جگہ چال چلا ایک محمدؐ غوری+
پیچھے ہٹنے لگا اس طرح۔ کہ گویا بھاگا۔
اور پھر دوسرے دستے سے کرایا دھاوا+
الغرض اب ہوئی اس طرح سے گھمسان کی جنگ۔
نہ ہوئی تھی کبھی اس شکل سے انسان کی جنگ+
سر پہ تھے آج مسلمان کفن باندھے ہوئے۔
آپ خود لڑتا تھا سلطان کفن باندھے ہوئے+
راجپوتوں نے عجب آن دکھائی اپنی۔
جان پر کھیل گئے شان دکھائی اپنی+

Taj Tahir Foundation

ہے نصیبوں ہی پہ موقوف مگر فتح و شکست۔
کیونکہ اللہ کے ہاتھوں میں ہے سب بندوبست +
آج میدان میں مارا گیا کھانڈے راؤ۔
تیغ کے گھاٹ اُتارا گیا کھانڈے راؤ +

اور مہاراج ادھیراج تھا جو پرتھی راج۔
آج تک دہلی و اجمیر کا تھا صاحبِ تاج +
فوج نے اس کو کیا کر کے گرفتار ہلاک۔
فوج سب بھاگ گئی۔ ہوگیا سردار ہلاک +
پا گیا فتح لڑائی میں محمدؐ غوری۔
فوجِ منصور کو فی الفور وہ لایا دہلی +
تختِ دہلی پہ ہوئے آج مسلماں قابض۔
تاج اور تخت پہ اب ہوگیا سُلطاں قابض +
اور مقتول مہاراجہ کا اک بیٹا تھا۔
تخت اجمیر کا سلطاں نے اُسے بخش دیا +
دہلی کے تخت پہ بٹھلا دیا اک اپنا غلام۔
اپنی فوجوں کو دیا خوب ہی اُس نے انعام +

Taj Tahir Foundation

شاہ ناصر الدّین

ناصر الدّین بڑا نیک تھا شاہِ دہلی۔
ہر طرح اس کی حکومت سے رعیت خوش تھی۔

نام تعریف سے لیتا ہے زمانہ اس کا۔
تھا غریبوں کے لئے وقف خزانہ اس کا۔

ہاتھ سے اپنے وہ قرآن لکھا کرتا تھا۔
اور اُسے بیچ کے گزُران کیا کرتا تھا۔

ایک پیسہ بھی نہ لیتا تھا۔ خزانے سے کبھی۔
گھر کا کام آپ ہی کر لیتی تھی اس کی بیوی۔

ایک دن شاہ سے تنگ آ کے کہا بیوی نے۔
دیکھئے روٹی پکانے میں جلے ہاتھ مرے۔

نوکرانی ہی ملازم کوئی رکھ لیجئے نا۔

Taj Tahir Foundation

گھر کے کاموں میں ذرا ہاتھ بٹائے میرا۔

ناصر الدین نے ہنس کر کہا۔" سنئے بیگم۔

"ہر طرح میری غریبی سے تو ہو واقف تم۔

"گو حکومت ہے میری۔ ملک ہے سارا میرا۔

"پر کتابت کی رقم پر ہے گزارا میرا۔

"اور میرے واسطے ہے مال رعایا کا حرام۔

"میں خزانے سے تو لوں گا نہ کبھی ایک چھدام۔

"میں سمجھتا ہوں رعایا کی امانت اس کو۔

"لے کے کھا جاؤں نہیں کہتے عدالت اس کو۔

"ایک دن مرنا ہے۔ محشر میں بھی جانا ہے مجھے۔

"منہ قیامت میں خدا کو بھی دکھانا ہے مجھے"۔

Taj Tahir Foundation

غلام بادشاہ بلبن

التمش کا غلام تھا بلبن۔
اور بہت نیک نام تھا بلبن
اس کو اک شخص بیچنے لایا۔
التمش کے بھی پاس وہ آیا
تھا مگر یہ غلام بدصورت۔
قد تھا چھوٹا سیاہ تھی رنگت
اس کی قیمت گراں نہ تھی ہرچند۔
بادشاہ نے کیا نہ اس کو پسند
اس کے لینے سے کہہ دیا انکار۔
دام دینے سے کر دیا انکار
سُن کے یہ بات خود بڑھا بلبن

Taj Tahir Foundation

اپنے مُنہ سے یہ بول اُٹھا بلبن۔
"آپ لیں گے غلام کس کے لئے"؟
التمش بولا ہنس کے۔ "اپنے لئے"۔

جب سُنی بادشاہ کی یہ بات۔
جوڑ کر ہاتھ پھر کہی یہ بات۔
"مجھ کو لے لیجئے خُدا کے لئے۔
"دام دے دیجئے خُدا کے لئے۔
"ہے یہ اللہ رسُول کا ارشاد۔
"کر دو لے کر غلام کو آزاد"۔
بادشہ نے سُنا جو اس کا کلام۔
لے لیا جھٹ یہ عقل مند غلام۔
فوج شاہی میں پہلے یہ دانا۔
کام کرتا رہا بہشتی کا۔
ناصرالدّین تخت پر بیٹھا۔
تو اسے خوب وقت ہاتھ لگا۔
ایسی اس شخص نے ترقی کی۔
اس کی تقدیر اس طرح چمکی۔

Taj Tahir Foundation

دیکھنا اس کی خوبیٔ تقدیر۔
ناصر الدیّن کا ہوا یہ وزیر +
فوج کا تھا یہی سپہ سالار۔
اس سے کم درجہ تھے سبھی سردار +
اس قدر عقل مند تھا بلبن۔
اس قدر سربلند تھا بلبن +
ناصر الدین کی جب قضا آئی۔
دہر سے رحلت اس نے فرمائی +
تو رعایا نے اپنی مرضی سے۔
تخت دہلی پہ لا بٹھایا اسے۔
اس طرح اِک غلام بے چارا۔
سارے ہندوستاں کا شاہ ہوا +
چونکہ اقبال تھا غلام اس کا۔
تھا بہت خوب انتظام اس کا +
جو ارادہ کیا وہ پورا کیا۔
کام کوئی نہیں ادھورا کیا +
لڑنے بھڑنے سے مُنہ نہیں موڑا۔

Taj Tahir Foundation

اُس نے مغلوں کے زور کو توڑا۔
کام انصاف سے یہ لیتا تھا۔
ظالموں کو سزائیں دیتا تھا۔
اُس نے اک مرتبہ سُنی یہ خبر۔
کہ ہوا ظلم ایک نوکر پر۔
اور بدایوں کے ایک حاکم نے۔
مار ڈالا ہے اس کو کوڑوں سے۔
بادشہ نے سُنی جونہی یہ بات۔
کی بدایوں میں جا کے تحقیقات۔
ہوا ظاہر قصور حاکم کا۔
دی اُسے بادشاہ نے سخت سزا۔
پیٹھ پر اس کی کوڑے لگوائے۔
بدلے نوکر کے مار ڈالا اُسے۔

Taj Tahir Foundation

بابر

بابر اور رانا سانگا

اُٹھائیں سختیاں لاکھوں ہی بابر نے لڑکپن میں۔
کبھی یہ تخت پر بیٹھا۔ کبھی دوڑا پھرا بن میں۔
نہ دیکھی کوئی بھی جب راہ تو آخر وطن چھوڑا۔
پھلا پھولا تھا جس میں۔ تنگ آکر وہ چمن چھوڑا +
سمرقند و بخارا چھوڑ کر کابل میں آ بیٹھا۔
یہاں کا تخت خالی دیکھ کر قبضہ جما بیٹھا +
یہاں رہ کر بڑھالی فوج جب۔ تو دل میں یہ آیا۔
نہیں کچھ اور تو ہندوستاں ہی پر کریں حملہ +
یہ سوچا اور لے کر فوج کو بس چل پڑا بابر۔

Taj Talimi Foundation

رہا رپ دندناتا پانی پت تک آ گیا بابر،
ادھر قابض تھا ابراہیم لودھی تختِ دہلی پر۔
وہ نکلا شان سے ہمراہ لے کر اک جری لشکر،
ہوئی جنگ اور ابراہیم لودھی اس میں کام آیا۔
بس اب تو گونج اُٹھا ہندوستاں میں نام بابر کا،
یہاں سے جا کے قبضہ کر لیا پھر تختِ دہلی پر۔
غرض ہندوستاں کا بادشاہ اب بن گیا بابر،
مگر تھا رانا سانگا ان دنوں چتوڑ کا راجا۔
کہ تھا سارے بہادر راجپوتوں کا مہاراجا،
اُٹھا ہمراہ اپنے لے کے وہ اک لاکھ کا لشکر۔
بڑے دعوے سے حملہ کرنے آیا شاہ بابر پر،
سُنی جب یہ خبر بابر نے سرداروں کو بُلوایا۔
سُنا کر حال سانگا کا ہر اک سے مشورہ چاہا،
وہ بولے۔ "رانا سانگا خود بہت اچھا دلاور ہے۔
پھر اس کے ساتھ پورے لاکھ جاں بازوں کا لشکر ہے"
"مگر ہم جاں نثار اُس سے لڑیں گے۔ جاں لڑائیں گے
"نمک کھایا ہے جس کا آج اُس کے کام آئیں گے،

"مناسب ہے مگر یہ۔ آپ ابھی پنجاب جا بیٹھیں۔
"اگر ہم فتح پائیں آپ پھر مسند پہ آ بیٹھیں"۔
سُنی بابر نے ان کی بات۔ ہونٹوں پر ہنسی آئی۔
کہا۔" اے جاں نثارو۔ خوب تم نے بات بتلائی۔
"تمہارا مدعا یہ ہے۔ کہ میں پنجاب جا بیٹھوں۔
"یہاں تم سر کٹاؤ۔ تخت شاہی پر میں آ بیٹھوں۔
"مگر تم نے نہیں سوچا۔ کہے گی کیا مجھے دُنیا۔
"کہو تو۔ کیا بُرا سمجھے گی یا اچّھا مجھے دُنیا؟
"کہیں گے لوگ ایسا ملک لے کر۔ مال و زر لے کر۔
"خزانہ مُفت کا اور مُفت کے لعل و گہر لے کر۔
"جہاں وقت آ گیا تلوار کا بس چھپ گیا بابر۔
"چڑھا کر بھینٹ سرداروں کو فوراً بھاگ اُٹھا بابر۔
"اٹھاؤں زندگی میں ایسی ذلّت ہو نہیں سکتا۔
"ملاؤں خاک میں دادا کی عزّت ہو نہیں سکتا۔
کہیں گے لوگ۔ بابر جو کہ تھا تیمور کا پوتا۔
"نہایت خود غرض۔ نامرد۔ بزدل تھا کمینہ تھا۔
"نہیں ہرگز نہیں۔ مرنے سے میں ہرگز نہیں ڈرتا۔

"میں ایسا شخص ہوں جو تم سے پہلے سر کٹاؤں گا"
یہ کہہ کر اپنے سرداروں سے۔ کی بابر نے تیاری۔
تھی جتنی فوج اس کے پاس فوراً جمع کی ساری +
اگرچہ سارا لشکر تھا۔ فقط بارہ ہزار اس کا۔
مگر ان میں سے تھا ہر اک سپاہی جاں نثار اس کا +
بڑھا خود ان کو لے کر رانا سانگا کے مقابل میں۔
اگرچہ فوج کم تھی۔ پر نہ تھا کھٹکا ذرا دل میں +
غرض اب سیکری پر۔ لشکروں کی ہو گئی ٹکر۔
اُدھر تھا رانا سانگا مردِ میداں اور اِدھر بابر +
لڑائی راجپوتوں اور مغلوں کی قیامت تھی۔
اِدھر جانوں پر آفت تھی۔ اُدھر جانوں پہ آفت تھی +
بہادر دونوں جانب قتل و غارت کرتے پھرتے تھے۔
سر انسانوں کے آموں کی طرح کٹ کٹ کے گرتے تھے +
مگر اس جنگ میں بھی فتح پائی شاہِ بابر نے۔
شکستِ فاش کھائی اس جگہ رانا کے لشکر نے +
ہوا زخمی تو رانا بھی۔ بچا کر جان کو بھاگا۔
نصیبا سو گیا اس کا۔ مقدر شاہ کا جاگا +

Taj Tahir Foundation

بجائے شادیانے فتح کے مغلوں کے لشکر نے۔
دیا دل کھول کر انعام سب کو آج بابر نے +

بابر کی موت

شہزادہ ہمایوں ہؤا اک مرتبہ بیمار۔
کہنے لگے سب لوگ۔ کہ ہیں موت کے آثار +
ویدوں نے طبیبوں نے بہت زور لگایا۔
آرام نہ آیا اُسے آرام نہ آیا +
تاثیر دواؤں نے بھی کوئی نہ دکھائی۔
بچنے کی ہمایوں کے نہ صورت نظر آئی +
بابر نے ولی عہد کا یہ حال جو دیکھا۔
داناؤں کو اک روز کیا اُس نے اکٹھا +
کہنے لگا "بیمار کا ہے سخت برا حال۔
"جاتا ہے چلا موت کے ہاتھوں میں میرا لال +
"تم لوگ ہو دانا کوئی تدبیر بتاؤ۔

"سب میرے خزانوں کا زر و مال لٹاؤ +
"دُنیا میں کوئی ایسی دوا ہے کہ نہیں ہے"
؟
"بیٹے کے لئے میرے شفا ہے۔ کہ نہیں ہے"
؟
"کہنے لگے دانا۔ کہ "شہنشاہ سلامت۔
"بچنے کی ہمایوں کے فقط ایک ہے صورت +
"وہ چیز جو سب چیزوں سے ہو آپ کو پیاری۔
"جو قدر میں بہتر ہو۔ جو قیمت میں ہو بھاری +
"بدلے میں ولی عہد کے کر دیجئے خیرات۔
"باقی نہیں اب اس کے سوا اَور کوئی بات" +
"ہے تاج میں جو آپ کے اِک قیمتی ہیرا۔
"شاہوں کے خزانوں میں بھی ثانی نہیں جس کا" +
"لازم ہے کہ اِس وقت وہ صدقے میں اُتاریں۔
"یہ جان اگر پیاری ہے اس جان پہ واریں" +
"شاید۔ کہ اسی طرح سے آئی ہوئی ٹل جائے۔
بیماری ولی عہد کی صحت سے بدل جائے" +

یہ بات سُنی شاہ نے گردن کو جھکایا۔
کچھ غور کیا دل میں۔ ہر اک بات کو سوچا +

Taj Tahir Foundation

Taj Tahir Foundation

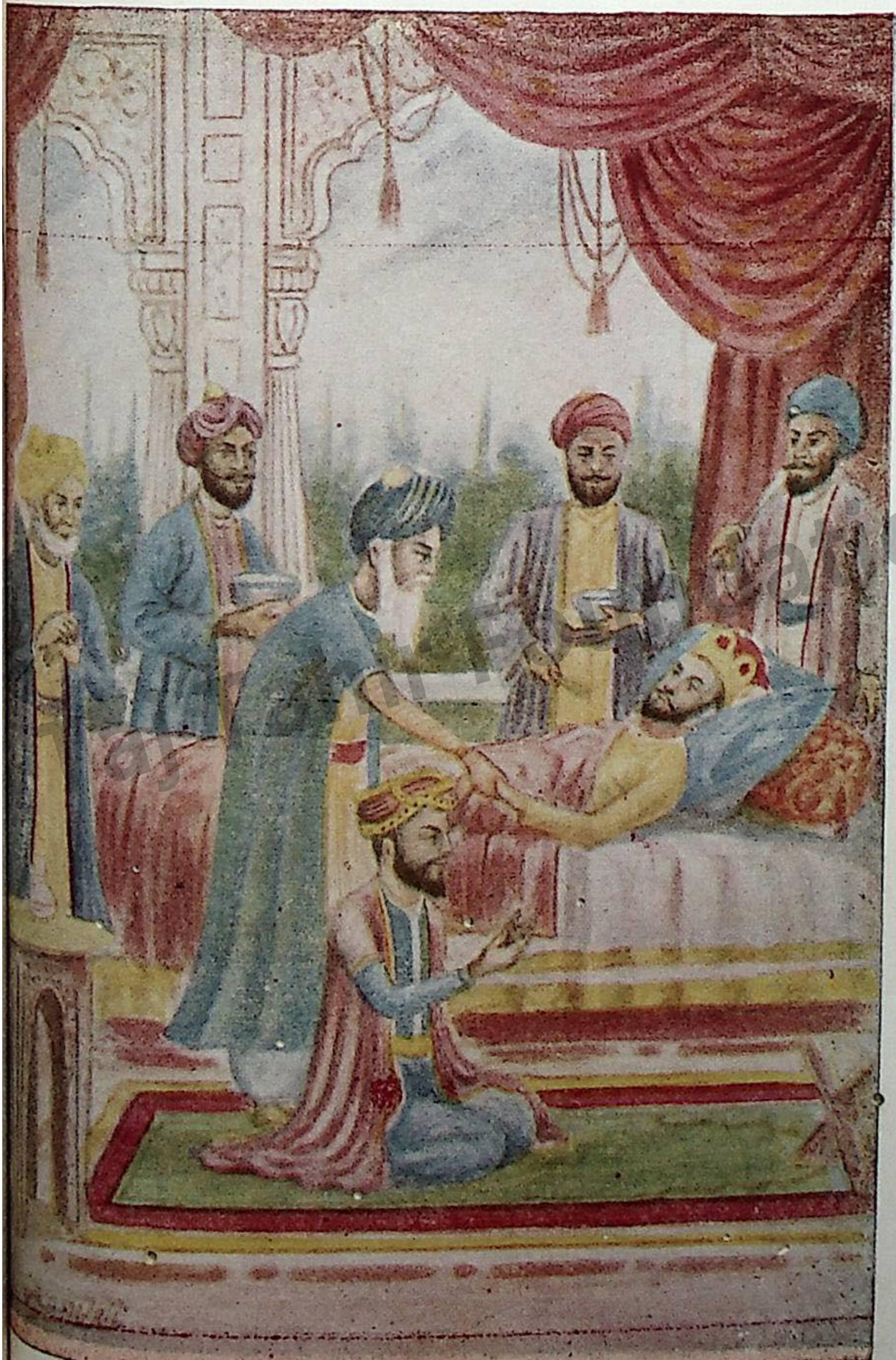

بابر کی موت

کہنے لگا بابر کہ "یہ ہیرا تو ہے کیا چیز؟
"بدلے میں ہمایوں کے حکومت بھی ہے ناچیز+
"میں جان کو فرزند پہ قربان کروں گا۔
"یہ کام ابھی اور اِسی آن کروں گا"+

جھٹ جوش سے یہ کہہ کے اُٹھا تخت سے بابر۔
اور گرد ہمایوں کے لگانے لگا چکّر+
بیٹے سے پھر اتنا کہا "اللہ تیرا بیلی۔
اُٹھ بیٹھ کہ بیماری تیری جان پہ لے لی"+

پھر لیٹ گیا اور وہیں مر گیا بابر۔
فرزند پہ جان اپنی فدا کر گیا بابر+
تاریخ میں لکھی گئی بابر کی محبّت۔
شہزادے کو صحت ملی۔ اللہ کی قدرت+

Taj Tahir Foundation

بابا نانک

مُلک میں پنجاب کے اِک گاؤں ہے تلونڈی نام۔
اس میں کالو کھتری بیوپار کا کرتا تھا کام +
بس اسی کالو کے گھر میں اِک پسر پیدا ہُوا۔
صُلحِ کُل کہتے ہیں جس کو وہ بشر پیدا ہُوا +
باپ ماں نے اس پسر کا نام نانک رکھ دیا۔
اور نانک اس جگہ پلنے لگا بڑھنے لگا +
کچھ سیانا ہو گیا۔ تو اس کو پڑھوانے لگے۔
فارسی بھی اور ہندی بھی سکھلانے لگے +
ختم کر لی تھوڑی ہی مدّت میں نانک نے کتاب۔
اور بہت ہی جلد اس نے پڑھ لیا رسمی حساب +
چاہتا تھا باپ بیوپاری بنے میرا پسر۔

Taj Tahir Foundation

سودے پتّے میں لگے۔ اور جمع کر لے مال و زر۔
تھا مگر نانک کا دل اس کام سے بالکل اُچاٹ۔
دل کو بھاتے ہی نہ تھے۔ سودا۔ ترازو اور باٹ +
باپ نے اک دن بُلا کر کچھ روپے اس کو دئے۔
شہر میں بھیجا اُسے کچھ چیز لانے کے لئے +
اور کہا اُس سے کہ سودا لائیو بالکل کھرا۔
اس رقم کو لے کے نانک شہر کی جانب چلا +
مِل گئے رستے میں اس کو چند بے چارے فقیر۔
مر رہے تھے راہ میں یہ بھوک کے مارے فقیر +
ان فقیروں نے صدا کی ”کچھ ہمیں بابا دلا۔
مرتے ہیں ہم بھوک سے للّٰہ ہمیں روٹی کھلا“ +
دیکھا نانک نے انہیں۔ تو رحم اس کو آگیا۔
اِن فقیروں کی بُری حالت پہ دِل بھر آگیا +
اس رقم سے اس نے جا کر شہر سے آٹا لیا۔
روٹیاں پکوا کے دیں سارے فقیروں کو کھلا +
ہو کے خالی ہاتھ پھر گھر کی طرف اُلٹا پھرا۔
باپ کے ڈر سے وہاں جھاڑی میں جا کر چھپ رہا +

Taj Tahir Foundation

باپ نے پائی خبر۔ اور ڈھونڈنے نکلا اُسے۔
مل گیا جب۔ تو بڑے غصّے سے یوں پوچھا اُسے +
"کیا ہُوا تجھ کو۔ وہ سودا کیوں نہیں لایا ہے تُو؟
وُہ روپے کیا ہو گئے۔ کیوں گھر کو لوٹ آیا ہے تُو؟"
سُن کے نانک نے دیا اس کو ادب سے یوں جواب۔
"آپ نے سودا کھرا لانے کو بھیجا تھا جناب +
اُن روپوں سے آخرت کا میں نے سودا کر لیا۔
چُن لئے نیکی کے پھُول اور اُن سے دامن بھر لیا"
بات نانک کی سُنی اس پکّے دُنیادار نے۔
آ گیا غُصّہ بہت۔ نانک کو اُٹھّا مارنے +
اِک مُسلماں اِتّفاقاً اس جگہ پر آ گیا۔
باپ کے غصّے سے نانک کو دیا اس نے بچا +
اور کالو سے کہا۔ "غصّہ نہ ہو فرزند پر۔
یہ بہت ہی نیک ہے کر فخر اس دلبند پر +
دیکھ لینا۔ یہ تیرا بیٹا ولی بن جائے گا۔
اور قیامت تک یہ تیرے نام کو چمکائے گا" +

Taj Tahir Foundation

الغرض کالو نے جب دیکھا۔ کہ یہ ڈھب کا نہیں۔
کر نہیں سکتا کبھی بیوپار۔ مطلب کا نہیں +
تنگ آکر اس کو بھیجا۔ اس کے بہنوئی کے پاس۔
یہ وہاں شاید سُدھر جائے۔ یہی تھی دل میں آس۔
ضلع جالندھر میں اک قصبہ جو ہے سلطان پور۔
اس کا بہنوئی تھا نوکر۔ اس کے والی کے حضور +
اُس نے نانک کو بھی اِک عہدہ یہاں دِلوا دیا۔
یعنی اس سرکار کا مودھی اسے بنوا دیا +
مِل گئی مودھی کی خدمت۔ اور یہ تھا دل کا سخی۔
دان پُن کرنے لگا۔ جی کھول کر خیرات کی +
اس سخاوت کا ذرا سُن لیجئے انجام اب۔
غبن کا نانک کے اُوپر لگ گیا الزام اب +
رو برُو حاکم کے جب ہونے لگا سارا حساب۔
کم نہ تھی اک چیز۔ پورا ہو گیا سارا حساب +
راہ میں اللہ کے جو خرچ کر دیتا ہے مال۔
ہرگز آسکتا نہیں پھر اس کی عزّت پر زوال +
اب یہاں نانک نے مودھی کی بھی خدمت چھوڑ دی۔

اپنی بیوی اور بیٹوں سے بھی اُلفت توڑ دی +
ہو گیا وردِ زباں اب نام سَت کرتار کا ۔
پیدا کرنے والے سے رشتہ بڑھایا پیار کا +

ان دنوں ہندو مسلمانوں میں باہم جنگ تھی ۔
بے وقوفوں اور نادانوں میں باہم جنگ تھی +
لودھیوں کا تھا زمانہ سلطنت کمزور تھی ۔
اور جھگڑنے والوں کو پُرامن رکھ سکتی نہ تھی +
بابا نانک صُلح کُل تھے ۔ ان کو سمجھانے لگے ۔
راہ سے بھٹکے ہوؤں کو راہ پر لانے لگے +
سب کو سمجھایا ۔ کہ آپس میں نہ تم جھگڑا کرو ۔
اِک جگہ رہنا ہے تم کو ۔ اس لئے مِل کر رہو +
ہندوؤں سے یہ کہا " تم اپنے مذہب پر چلو ۔
دُوسروں کا نام لیکن تم بُرائی سے نہ لو +
اور مسلمانوں سے فرمایا " چلو قرآن پر ۔
دل سے تم قائم رہو اللہ کے فرمان پر +
زیر دستوں کی دل آزاری نہ کرنا چاہئے ۔

Taj Tabir Foundation

"بلکہ مرہم غیر کے زخموں پہ دھرنا چاہیئے"۔

الغرض اس طرح سے کرتے رہے پرچار یہ۔
ملک میں پھرتے رہے سب چھوڑ کر گھر بار یہ +
صاف گو تھے۔ اور سیدھی بات کہہ جاتے تھے یہ۔
مان لیتی تھی اِسے دُنیا۔ جو فرماتے تھے یہ +

بھائی بالا اور مردانہ تھے دو اُن کے مرید۔
ساتھ رہتے تھے ہمیشہ۔ کیونکہ دونوں تھے سعید +
جب خدا کی بندگی کا دھیان آتا تھا انہیں۔
بھائی مردانہ بھجن گا کر سناتا تھا انہیں +

اَور بھی ان کے علاوہ تھے۔ بہت سارے مرید۔
صُلح کُل تھے۔ اور سکھ کہلاتے تھے ان کے مرید +
رفتہ رفتہ پھر یہ فرقہ بن گیا جنگی گروہ۔
ظلم کرنے والوں نے ان کو کیا جنگی گروہ +

Taj Tahir Foundation

شیر شاہ سُوری

تھا فوج جون پور میں سپاہی فرید خاں۔
جو شیر شاہ بن کے ہُوا بادشاہ یہاں +
کچھ شک نہیں بہادر و جاں باز تھا یہ مرد۔
ہندوستاں کا مایۂ صد ناز تھا یہ مرد +
اِک دن کیا نہتّے شکار اس نے شیر کا۔
اُس دن سے شیر خاں کا خطاب اس کو مل گیا +
آخر کو بڑھتے بڑھتے یہ سردار ہو گیا۔
پھر جون پور سے مائل پیکار ہو گیا +
بابر کا قبضہ ہو چکا تھا تختِ ہند پر۔
بنگال اور بہار وہ اب کر رہا تھا سر +
بابر سے شیر خان بھی جھٹ آ کے مل گیا۔

Taj Tahir Foundation

اور لڑنے بھڑنے کے لئے فی الفور پل گیا +

کھانے پہ ایک روز بُلایا گیا اِسے ۔
محفل میں اپنے ساتھ بٹھایا گیا اِسے +

سالم رکھی گئی تھی جو اِک ران سامنے ۔
چمچے سے کھانا چاہیئے تھا کاٹ کر جسے +

محفل میں اس نے تیغ نکالی میان سے ۔
اور گوشت کاٹنے لگا بکرے کی ران سے +

اور تیغ ہی کی نوک سے کھاتا رہا یہ شخص ۔
یہ بانکپن عجیب دکھاتا رہا یہ شخص +

سردار اس نرالے طریقے پہ ہنس پڑے ۔
بھونڈا سمجھ کے اس کے سلیقے پہ ہنس پڑے +

بابر نے لیکن اس کا یہ انداز دیکھ کر ۔
سرداروں سے کہا ۔ کہ "دلاور ہے یہ بشر +

دُنیا میں نام پائے گا تلوار سے یہ مرد ۔
اپنی جگہ بنائے گا تلوار سے یہ مرد" +

بابر نے کر دیا اِسے پھر حاکمِ بہار ۔
آیا نہ شیر خان کو اس پر مگر قرار +

Taj Tahir Foundation

کچھ روز بعد ہو گیا بابر کا اِنتقال۔
اور سلطنت کی باگ ہمایوں نے لی سنبھال +

تھا ملک دشمنوں سے ابھی تک گھرا ہوا۔
اور شاہ کا نصیب بھی تھا کچھ پھرا ہوا +

بڑھنے کا اب تو وقت ملا شیر خان کو۔
دوبالا اُس نے کر لیا خوب اپنی شان کو +

سامان جمع کر لیا۔ لشکر بڑھا لیا۔
قلعوں پہ قبضہ کر لیا۔ فوجوں کو جا لیا +

رہتاس اور چنار پہ مختار ہو گیا۔
بنگال اور بہار پہ مختار ہو گیا +

جب اس کا قبضہ ہو گیا۔ اس سارے ملک پر۔
اس وقت قاصدوں نے ہمایوں کو دی خبر +

پھر لاکھ اِنتظام کیا۔ کچھ نہ ہو سکا۔
لشکر کو لے کے آپ بڑھا۔ کچھ نہ ہو سکا +

اکثر شکست کھائی ہمایوں کی فوج نے۔
پستی پہ لا کے پھینک دیا اس کو اوج نے +

جس وقت بھائیوں نے ہمایوں کو دی دغا۔

Taj Tahir Foundation

دہلی پہ قبضہ ہوگیا۔ اب شیر خان کا+

خانہ خراب ہو کے ہُمایوں پھرا کیا۔
ہندوستاں سے بھاگ کے ایراں چلا گیا+

جب تخت مل گیا تو بنا شیر شاہ یہ۔
پیدا ہوئی تھی قوتّ بازو سے راہ یہ+

پھر خوب تختِ ہند پہ کی اس نے سلطنت۔
شاہی کی اس کو دی تھی خدا نے ہر اک صفت+

ہندوستاں کا خُوب کیا اُس نے اِنتظام۔
کرتا تھا خوب خرچ برائے رفاہِ عام+

سڑکیں۔ سرائیں۔ مسجدیں اور پل بنا دئے۔
لگوائے باغ اس نے رعیّت کے واسطے+

امن و امان ہند کا تھا اس کے دَور میں۔
چوروں کا زور ٹوٹ گیا اس کے دَور میں+

لیکن وفا نہ عمر نے کی اور مر گیا۔
تھوڑی سی زندگی میں بہت کام کر گیا+

اولاد شیر شاہ کی قابل نہ تھی مگر۔
قبضہ کیا پھر آ کے ہمایوں نے تخت پر+

Taj Tahir Foundation

نظام سقّا

اچانک کر دیا جب شیر شا کی فوج نے دھاوا۔
پڑاؤ چھوڑ کر جھٹ بھاگ اُٹھا لشکر ہمایوں کا +
مچی کچھ بھاگنے والوں میں آ کر کھلبلی ایسی۔
کہ اک گھوڑے پہ چڑھ کر بھاگ نکلا خود ہمایوں بھی +
ہوئے تیروں سے زخمی، تیر بڑھ کر مارنے والے۔
بہت سے بھاگ کر دریا میں ڈوبے ہارنے والے +
ہمایوں بھی اکیلا بھاگ کر دریا پہ جا پہنچا۔
نہ دیکھا پیچھے مڑ کر پانی میں دوڑا دیا گھوڑا +
مگر بد قسمتی دیکھو! کہ تھا دریا بھی زوروں پر
لگا بے چارہ گھوڑا ڈوبنے منجدھار میں آ کر +
ہمایوں ہو گیا مایوس۔ اِدھر دیکھا۔ اُدھر دیکھا۔

Taj Tahir Foundation

کنارا دُور دیکھا۔ اور دُشمن پُشت پر دیکھا+
نظر آیا وہیں پر ایک سقّا تیرتا اس کو۔
ہمایوں نے مدد کے واسطے فوراً کہا اس کو+
ہمایوں بادشہ ہے یہ۔ لیا پہچان سقّے نے۔
بڑھا اور بڑھ کے کردی پیش اپنی جان سقّے نے+
کہا سقّے نے "سر آنکھوں پہ ہے ارشاد حضرت کا۔
مجھے وعدہ ملے۔ بس دوپہر کی بادشاہت کا"+
ہمایوں نے کیا منظور۔ فوراً آگیا سقّا۔
اُٹھا کر بادشہ کو تیر نکلا۔ باوفا سقّا+
غرض دشمن کے پنجے سے۔ بچا لایا ہمایوں کو۔
کنارے پر بڑی مشکل سے پُہنچایا ہمایوں کو+

ہمایوں کو ملی جب بادشاہت۔ دن پھرے اس کے۔
ہوئے مغلوب دشمن۔ پاؤں پر آ کر گرے اس کے+
پہنچ کر آگرے میں شاہ نے سقّے کو بُلوایا۔
بٹھایا تخت پر۔ وعدے کو اپنے کر دیا پُورا۔
بہت خوبی سے اس نے دوپہر کی بادشاہت کی

اور اپنی قوم پر بوچھاڑ کر دی مال و دولت کی۔
کترو ڈالیں مشکیں اور بنایا چام کا سکّہ۔
یہی تھا بادشہ جس نے چلایا چام کا سکّہ۔
کتابوں میں تمھاری نام لکھّا ہے نظام اس کا۔
زمانہ کو قیامت تک رہے گا یاد نام اس کا۔

Taj Tahir Foundation

اکبر اعظم

پیدائش اور تخت نشینی

بہادر شیر شہ نے دی ہمایوں کو شکست ایسی۔
پھرا ایسا مُقدّر۔ ہو گئی تقدیر پست ایسی +
کہ مدّت تک اُسے پھرنا پڑا بے خانماں ہو کر۔
مصیبت آ گئی سر پر شہِ ہندوستاں ہو کر +

پڑا پھرتا تھا صحرا میں ہمایوں مارا مارا جب۔
گہن میں چاند تھا۔ گردش میں تھا اس کا ستارا جب +
تھے ہمراہی بس دس بارہ ساتھی جاں نثار اس کے۔
وفاداری کے باعث جو کہ تھے خدمت گزار اس کے +
نظر میں کوئی منزل تھی۔ نہ رہنے کا ٹھکانا تھا۔

Taj Tahir Foundation

تھی بی بی حاملہ۔ لیکن نہ پانی تھا نہ دانہ تھا +
یہ حالت تھی ہمایوں کی کہ چمکا یک بیک اختر۔
امر کوٹ ایک قصبہ ہے۔ جہاں پیدا ہوا اکبر +
رفیقوں نے ہمایوں کو مبارکباد دی آ کر۔
کہ روشن کر دیا تھا حق نے شاہِ بے سپہ کا گھر +
یہاں پر مفلسی تھی مفلسی بھی پوری پوری تھی۔
مگر کچھ بانٹنے کی رسم ادا کرنی ضروری تھی +
کمر میں مدّتوں سے مشک نافہ ایک رکھا تھا۔
وہی اس نے نکالا اور ہر سردار کو بانٹا +
کسے تھی یہ خبر۔ بچّے کی قسمت تیز ہے ایسی۔
کہ اس کی نیک شہرت جگ میں خوشبو بن کے پھیلے گی +
غرض نکلا یہاں سے جب ہمایوں بے سروساماں۔
گنوایا تخت دہلی۔ اور بھاگا جانب ایراں +
اِدھر تھا شیر شہ کا ڈر۔ اُدھر ڈر بھائیوں کا تھا +
نہ ہندوستان میں جا تھی۔ نہ کابل میں ٹھکانا تھا
مگر ہمراہ جا سکتا نہ تھا۔ نادان تھا اکبر۔
گئے ماں باپ ایراں۔ اور پیچھے رہ گیا اکبر +

چچا کابل میں تھا آکر سنبھالا اس نے اکبر کو۔
لیا ہمراہ اپنے اور پالا اُس نے اکبر کو+
لڑکپن ہی سے اکبر مَن چلا تھا۔ اور دلاور تھا۔
بلندی پر تھا اقبال اور نصیبہ اُس کا یاور تھا+
ابھی لڑکا ہی تھا جب لوٹ آیا باپ ایراں سے۔
بڑھا ہندوستاں پر حملہ کرنے ساز ساماں سے+
شگون کے طور پر اکبر کو اس نے کر دیا افسر۔
سپہ سالار بن کر ہند کی جانب چلا اکبر+
تھا اقبال اس کا یاور۔ فتح پالی اب ہمایوں نے۔
جو کھویا تھا۔ وہ پایا ملک سب کا سب ہمایوں نے+
اتالیقی میں بیرم خان کی اکبر رہا برسوں۔
اوائل عمر میں باغی پٹھانوں سے لڑا برسوں+
ہمایوں مر گیا۔ تو عمر تھی بارہ برس ساری۔
ہوا یہ بادشہ۔ سونپی گئی اس کو جہاں داری+
کلانور اِک جگہ ہے۔ تخت پر بیٹھا یہاں اکبر۔
رکھا تاج اور بنا شاہنشہِ ہندوستاں اکبر+
یہاں سے کوچ کر کے جا رہا تھا جانب دہلی۔

Taj Tahir Foundation

کہ جالندھر میں اس کے پاس دہلی سے خبر آئی۔
کہ ہیموں کر چکا ہے قبضہ آکر شہر دہلی پر۔
ادھر کو اب بڑھا آتا ہے لاکھوں کا لئے لشکر +
سُنی جب یہ خبر۔ سردار تو گھبرا گئے سارے۔
نئی آفت کے ڈر سے یک بیک تھرّا گئے سارے +
مگر اکبر کی ہمّت دیکھنا۔ کہنے لگا تن کر۔
کہ ایسی بُزدلی اچھّی نہیں مرد آدمی بن کر +
لڑیں گے اور دیکھیں گے مقدر جو دکھائے گا۔
ملے گا تخت یا تابوت۔ کچھ تو ہاتھ آئے گا +
شہ نو عمر کی یہ بات سُن کر خوش ہوئے افسر۔
دلوں میں ہمت آئی۔ سر کٹانے کو بڑھا لشکر +
ہوئی جنگ اور پائی فتح اس میں شاہی لشکر نے۔
کیا دہلی پہ قبضہ جا کے شاہنشاہ اکبر نے +
کیا پھر آگرے میں آن کر دربار شاہانہ۔
حکومت اس طرح کی۔ آج تک ہے جس کا افسانہ +
شجاعت کے سبب بجنے لگا شہرت کا نقّارا۔
تدبُّر سے کیا ہندوستاں زیرِ نگیں سارا +

Taj Tahir Foundation

Taj Tahir Foundation

اکبر اعظم

Taj Tahir Foundation

ہوا امن و اماں ہر اک جگہ اس کی حکومت میں۔
یہ ہے مشہور۔ فیاضی میں۔ نیکی میں۔ عدالت میں+
محبت اور عدالت سے قدم باہر نہ دھرتا تھا۔
رعایا کو یہ بچّوں سے زیادہ پیار کرتا تھا+
کوئی مذہب ہو یہ ہر ایک کو اچھّا سمجھتا تھا۔
بُرے کو یہ بُرا اور نیک کو اچھّا سمجھتا تھا+
مسلمان اور ہندو بھائی بھائی بن گئے سارے۔
چمکنے لگ گئے اس دور میں پھر ہند کے تارے+
پڑھا لکھا نہ تھا پر علم و فن سے پیار رکھتا تھا۔
مزاج اپنا مثالِ ابر گوہر بار رکھتا تھا+

شہنشاہ اکبر اور ہیموں بقال

بنا جب بادشہ اکبر۔ تو ہیموں نے چڑھائی کی۔
بڑھا فوجوں کو لے کر اور بڑی بھاری لڑائی کی+
لڑائی میں شکست آخر ملی ہیموں کے لشکر کو۔

مُبارک باد دینے آئے سب سردار اکبر کو +
بھرے دربار میں زندہ پکڑ کر لائے ہیموں کو۔
پکڑ کر اور کمندوں میں جکڑ کر لائے ہیموں کو +

سپہ سالار بیرم خاں نے اکبر کو سلامی دی۔
کہا پھر یہ۔ مُبارک فتح ہے پہلی لڑائی کی +
خدا کے فضل سے یہ روسیہ دُشمن بھی ہاتھ آیا۔
چلا تھا بھاگ کر۔ پکڑا گیا۔ خواری کے ساتھ آیا +
یہ حاضر ہے۔ حضور اس کو سزا دیں اپنے ہاتھوں سے۔
اُٹھا کر تیغ اس کا سر اُڑا دیں اپنے ہاتھوں سے +
ڈریں گے سارے دشمن۔ پھر اُٹھائے گا نہ سر کوئی۔
جہاں میں نام سے اکبر کے تھرّائے گا ہر کوئی +

نہ تھی ایسی بڑی عمر اور ابھی لڑکا ہی تھا اکبر۔
بہادر تھا دلاور تھا۔ مگر چھوٹا ہی تھا اکبر +
سُنی یہ بات بیرم خان کی تو دل میں کچھ سوچا۔
ذرا سا مُسکرایا اور ہیموں کی طرف دیکھا +
مخاطب ہو کے پھر بیرم سے بولا "سچ کہا تم نے۔

کیا حق سلطنت کی خیر خواہی کا ادا تم نے"
"یہ دشمن ہے زبردست۔ اور یہ پہلی فتح بے شک ہے۔
"مگر یوں قتل کرنا میرے ہتھیاروں کی ہتک ہے+
"بندھے دشمن پہ میں تلوار اُٹھاؤں۔ ہو نہیں سکتا۔
"جو خود ہی مٹ گیا اس کو مٹاؤں۔ ہو نہیں سکتا+

یہ ایسے لفظ ہیں جن پر بہادر صاد کرتے ہیں۔
بہادر بادشہ کا نام اب تک یاد کرتے ہیں+

رانا پرتاب سنگھ

اکبر نے سارے ہند کو تسخیر کر لیا۔
راجوں کے ساتھ رشتۂ تدبیر کر لیا+
تنگ آ گئے لڑائی سے بے چارے راجپوت۔
اکبر کا لوہا مان گئے سارے راجپوت+
شیرِ ببر بھی ایک تھا چتّوڑ میں مگر۔

Taj Tahir Foundation

اکبر کے آگے جس نے جھکایا نہ اپنا سر +
ہندوستاں میں جانتے ہیں اس کو خاص و عام -
میواڑ کا یہ رانا تھا پرتاب سنگھ نام +
اس کی بہادری کا لبوں پر ترانہ ہے -
اس سورما کا نام ابھی تک فسانہ ہے +
سب راجپوت جھک گئے اکبر کے سامنے -
اس کے مطیع ہو گئے ۔ رشتے بھی دے دئے +
پر اس کو راجپوت کی عزت کا پاس تھا -
اور اپنے خاندان کی غیرت کا پاس تھا +
اس نے کسی طرح سے اطاعت نہ کی قبول -
غیروں سے رشتہ کرنے کی ذلت نہ کی قبول +
لڑتا رہا یہ مدتوں اکبر کی فوج سے -
پستی پہ لاکھ مرتبہ آیا یہ اوج سے +
اس کی سپاہ جنگ میں برباد ہو گئی -
تقدیر الٹ گئی ۔ تو حکومت بھی کھو گئی +
اپنے پرائے ہو گئے ۔ دشمن ہوئے عزیز -
اور سلطنت کے ساتھ گئی ایک ایک چیز +

Taj Tahir Foundation

دو دو دن اس کو وقت پہ کھانا نہیں ملا۔
بچّوں کو روٹی گھوڑے کو دانا نہیں ملا +
لیکن یہ مرد صاحب غیرت ڈٹا رہا۔
اِک کوہِ پُر شکوہ کی صورت ڈٹا رہا +
آنے دیا نہ فرق کبھی آن بان میں۔
غیرت کو زندہ کر دیا ہندوستان میں +
کرتا تھا شاہی فوج سے تنہا مقابلہ۔
مُنہ پھیر پھیر دیتا تھا لاکھوں کی فوج کا +
ہر چار سمت بندھ گئی اس شیر نر کی دھاک۔
کہتے تھے راجپوت کہ یہ ہے ہماری ناک +
اکبر بھی سورما تھا دلاور تھا مرد تھا۔
جوہر کی قدر جاننے والوں میں فرد تھا +
وہ چاہتا تھا ہو یہ کسی طرح سے مطیع۔
ہندوستاں میں تاکہ میری شان ہو رفیع +
اس کو لکھا۔ کہ لیجئے سب اپنا تخت و تاج۔
ہے شرط یہ کہ بھیجتے رہئے ہمیں خراج +
پرتاب کو یہ بات نہ آئی مگر پسند۔

Taj Tahir Foundation

قسمت اگرچہ پست تھی۔ ہمّت تو تھی بلند۔
پھر فوج جمع کر کے اُٹھا کوہسار سے۔
اک شیر پھر دہاڑ کے نکلا کچھار سے+
شہزادۂ سلیم تھا۔ فوجیں لئے ہوئے۔
اور پورا پورا جنگ کا ساماں کئے ہوئے+
پرتاب کا نھا بھائی بھی اس سے ملا ہؤا۔
مغلوں کی فوج میں تھا وہ افسر بنا ہؤا+
اب ہلدی گھاٹ پر ہؤا آ کر مقابلہ۔
پرتاب سنگھ ٹوٹ کے دشمن پر آ پڑا+
دھاوا کیا۔ پرے کے پرے صاف کر دئے۔
لشکر کو کاٹ کاٹ کے میدان بھر دئے+
اس وقت خوب گرم تھا میدان کارزار۔
شہزادۂ سلیم بھی ہاتھی پہ تھا سوار+
شہزادہ اپنی فوج کا دل تھا بڑھا رہا۔
پرتاب بھی تھا دوسری جانب سے آ رہا+
پرتاب نے سلیم کو دیکھا۔ بپھر گیا۔
تلوار کھینچ۔ گھوڑا بڑھا۔ جھٹ اُدھر گیا+

گھوڑے کو اپنے کر کے الف ۔ وار کر دیا۔
بھٹے کی طرح اڑ گیا سرفیل بان کا +
ہاتھی بدک کے بھاگ اٹھا۔ بچ گیا سلیم۔
ہو جاتا ورنہ شیر کی تلوار سے دو نیم +
پرتاب سورما تھا۔ جری تھا دلیر تھا۔
لیکن شکست کھا گیا۔ قسمت کا پھیر تھا +
فوج اس کی کم تھی۔ کٹ گئی میدان جنگ میں
کشتی شکستہ ہو گئی طوفانِ جنگ میں +
کھائی شکست پھر بھی یہ آزاد ہی رہا۔
اور سر بلند صورتِ شمشاد ہی رہا +
یہ دَورِ صبح و شام ہے دُنیا میں جب تلک۔
ہندوستاں کا نام ہے دُنیا میں جب تلک +
اس کی دلاوری کو نہ بھولیں گے اہلِ ہند۔
اس کی سپہ گری کو نہ بھولیں گے اہلِ ہند +

رانا پرتاب کا ایلچی

سامنے اکبر کے آنے کا یہ اک دستور تھا۔
اور یہ دستور سارے ہند میں مشہور تھا +

دوست ہو۔ دشمن ہو۔ کوئی ہو۔ مگر دربار میں۔
سر جھکائے اپنا اور تعظیم دے سرکار میں +

ایلچی پرتاب کا حاضر ہؤا اک راجپوت۔
تھا بہادر من چلا۔ اور قوم کا اپنی سپوت +

سامنے آیا۔ تو اُس نے اپنی پگڑی لی اُتار۔
اور پھر تعظیم دی اکبر کو جُھک کر سات بار +

مُسکرا کر پوچھا اکبر نے۔ "بہادر! کیا سبب۔
تُو نے پگڑی کیوں اُتاری ہے بتا اس کا سبب؟

"پھر اگر پگڑی اُتاری تھی تو یہ تعظیم کیوں؟
"سر کو اور پگڑی کو تو نے کر لیا تقسیم کیوں"؟

عرض کی اس نے کہ "میں ہوں ایلچی پرتاب کا۔
حُکم حاکم نے دیا تھا۔ اس لئے حاضر ہؤا +

Taj Tahir Foundation

"آ کے اس دربار میں تعظیم لازم تھی مجھے۔
"اس لئے گردن جھکا دی بادشہ کے سامنے"۔

"ہے میری پگڑی مگر یہ دی ہوئی پرتاب کی۔
"اپنے ذکر پر ہے بخشش کی ہوئی پرتاب کی۔
"میں کسی کے سامنے اس کو جھکا سکتا نہیں۔
"نام پر پرتاب کے دھبّہ لگا سکتا نہیں۔

"میرا آقا بھی نہیں جھکتا کسی کے سامنے۔
"اس کی پگڑی کیوں جھکے پھر آدمی کے سامنے"۔

ایلچی کی اس وفاداری سے اکبر خوش ہوُا۔
اور عزّت سے اُسے خلعت دیا۔ رُخصت کیا۔

Taj Tahir Foundation

نورجہاں بیگم کی پیدائش

مرزا شریف تھا شہِ ایران کا وزیر۔
خالی نہ اُس کے در سے گیا تھا کبھی فقیر +
لیکن پسر کا اس کے نصیبا جو سو گیا۔
بے چارہ ٹکڑے ٹکڑے کو محتاج ہو گیا +
گزران کی جب آئی نہ صورت کوئی نظر۔
دل نے کہا۔ کہ کیجئے اب ہند کا سفر +
بیوی کو اپنے ساتھ لیا۔ چل کھڑا ہوا۔
فاقوں کے رنج راہ کے دُکھ جھیلتا ہوا +
جنگل پہاڑ کاٹتا تھا کر کے حوصلہ۔
مشکل تھی ایک اَور کہ بیوی تھی حاملہ +
اک رات راستے میں۔ کہ ہُو کا مقام تھا۔

Taj Tahir Foundation

کوئی بھی تھا نہ پاس۔ بس اللہ کا نام تھا۔
دایہ ہی تھی وہاں پہ نہ کوئی طبیب تھا۔
یہ بیکسی کا وقت نہایت عجیب تھا +

یہ حال تھا۔ کہ بیوی کو لڑکی خدانے دی۔
سمجھا۔ سفر میں اَور اِک آفت گلے پڑی۔
تھا باپ بھی اداس تو ماں بھی اُداس تھی۔
سامان تھا کوئی نہ سواری ہی پاس تھی +

دونوں نے کی صلاح کہ اب اس کو کیا کریں؟
لڑکی کو ساتھ اُٹھائے اُٹھائے کہاں چلیں؟
پیدا ہوئی یہ کیسے نحوست کے وقت میں۔
وقت اَور آپڑا یہ مصیبت کے وقت میں +

لختِ جگر ہے۔ اس کو مگر لے چلیں کہاں
یہ بات ٹھیک ہے کہ اسے چھوڑ دیں یہاں +
دونوں کی جب صلاح سے پختہ ہوئی یہ بات۔
رو دھو کے باپ ماں نے گزاری تمام رات +

تڑکا ہُوا تو اس کو لٹایا زمین پر۔
ماں باپ آگے بڑھ گئے۔ کرنے لگے سفر +

Taj Tahir Foundation

ننھّی سی ایک جان بیاباں میں رہ گئی۔
مُنہ تکتی آسمان کا۔ انگوٹھا چوستی۔

یہ رو رہی تھی فرش زمیں پر پڑی ہوئی۔
تقدیر ہنس رہی تھی سرہانے کھڑی ہوئی۔

قسمت یہ کہہ رہی تھی۔ میری جان غم نہ کھا۔
دُنیا کے رنگ دیکھ ابھی صبر کر ذرا۔

کس تخت پر تجھے میں بٹھاتی ہوں دیکھنا۔
اور کیسے کیسے عیش دکھاتی ہوں دیکھنا۔

کرنا خُدا کا دیکھیے۔ اس وقت ناگہاں۔
سوداگروں کا قافلہ بھی آگیا وہاں۔

سوداگروں کی اس پہ اچانک نظر پڑی۔
دیکھا کہ ایک ننھّی سی بچّی ہے رو رہی۔

اک مال دار شخص نے اس کو اُٹھا لیا۔
آرام سے رکھا اُسے بیٹی بنا لیا۔

آگے بڑھے تو لڑکی کے ماں باپ مل گئے۔
بیٹی کو دیکھ کر جو مسرّت سے کھِل گئے۔

اس مال دار شخص نے نوکر رکھا انہیں۔

Taj Tahir Foundation

اور اپنے ساتھ ہند میں پہنچا دیا انہیں۔
لڑکی یہی تھی۔ بڑھ کے جو نورِ جہاں بنی۔
ہندوستاں کے شاہ کی رُوحِ رواں بنی+

Taj Tahir Foundation

جہاں گیر کا انصاف

مشہور ہے۔ اس بات کو سب جانتے ہو تم۔
تھی نور جہاں شاہ جہاں گیر کی بیگم +
یہ بیوی تھی سب بیویوں سے شاہ کو پیاری۔
دُنیا کی ہر اک چیز تھی اس پر سے نثاری +
اک روز یہی نور جہاں سیر کو نکلی۔
ساتھ اپنی کنیزوں کو لیا باغ میں آئی +
اور سیر چمن دیکھتی پھرتی تھی کھلے مُنہ۔
سرو اور سمن دیکھتی پھرتی تھی کھلے مُنہ +
اس باغ میں تھی مرد کے آنے کی مناہی۔
آسکتا نہ تھا۔ کوئی ملازم ہو کہ راہی +
اب سنئے۔ کہ اک اجنبی سا شخص بچارا۔

Taj Tahir Foundation

بھولے سے یہاں آگیا تقدیر کا مارا +
وہ باغ میں پھرتا تھا۔ کہ قسمت پھری اس کی۔
بیگم پہ اچانک ہی نظر پڑ گئی اس کی +
اور نورِ جہاں نے بھی اُسے دیکھتے دیکھا۔
اُس شخص کی جرأت پہ بہت طیش اُسے آیا +
پہلو سے تپنچہ لیا۔ جھٹ پٹ اُسے مارا۔
گولی جو لگی۔ مر گیا۔ دُنیا سے سدھارا +

اُس شخص کے بھائی نے بھی سُن پائی خبر یہ۔
کانوں میں جہاں گیر کے پہنچائی خبر یہ +
سُن کر یہ خبر طیش بہت شاہ کو آیا۔
دربار میں سب عالموں کو اُس نے بُلایا +
پوچھا۔ کہ "شریعت میں سزا قتل کی کیا ہے؟"
"قرآن نے اس کے لئے کیا حکم دیا ہے؟"
اُن لوگوں نے کی عرض۔ "شہنشاہ سلامت۔
"قاتل کو کرو قتل۔ یہ ہے حکم شریعت" +
یہ حکم شریعت کا جہاں گیر نے سُن کر۔

Taj Tamir Foundation

قلماقنیوں سے کہا۔ "جاؤ ابھی اندر۔

"تم جا کے گرفتار کرو نورِ جہاں کو۔

"اک کوٹھڑی میں لوہے کی زنجیر سے باندھو۔

"بیگم نے رعایا کو میری قتل کیا ہے۔

"اب اس کو کرو قتل یہی اس کی سزا ہے"۔

قلماقنیاں ہوگئیں اس حکم سے لاچار۔

اور جا کے محل میں کیا بیگم کو گرفتار۔

غصّے سے جہاں گیر کے تھرّا گئی بیگم۔

انصاف کے اس رنگ سے گھبرا گئی بیگم۔

بولی۔ کہ "شہنشہ سے کہو جا کے اِسی آن۔

"سرتاج کے فرمان پہ قربان میری جان۔

"غیرت کے تقاضے پہ اُسے قتل کیا تھا۔

"وہ باغ میں بے پردہ مجھے دیکھ رہا تھا۔

"گر شاہ کے نزدیک یہی میری خطا ہے۔

"تو اس کی شریعت میں سزا خون بہا ہے"۔

بیگم کا یہ پیغام جو دربار میں پہنچا۔

پھر عالموں سے شاہ نے اس بات کو پوچھا۔
بولے وہ۔ "اگر بھائی ہو مقتول کا راضی۔
ہو جاتی ہے اس طرح بھی قاتل کی خلاصی"+
مقتول کے بھائی سے جہاں گیر نے پوچھا۔
"کیوں۔ خون بہا لینے میں مرضی ہے تیری کیا"؟
"لیکن تُو کسی رُعب میں یا ڈر میں نہ آنا۔
"جو بات تیرے دل میں ہو۔ وہ بات بتانا+
"باہر قدم انصاف سے۔ ہرگز نہ دھروں گا۔
"انصاف میرا کام ہے۔ انصاف کروں گا"+
مقتول کے بھائی نے کہا۔ "شاہ سلامت۔
"رکھے یہ عدالت تیری اللہ سلامت+
"اب سینے میں کینہ نہیں۔ اب دل ہے میرا صاف
"کسریٰ سے کہیں بڑھ کے ہے شاہا تیرا انصاف
"میں خون بہا لینے پہ راضی ہوں۔ دلا دے۔
"بیگم کو مگر موت کے پنجے سے چھڑا دے"+
القصہ دلائی گئی فوراً اُسے دولت۔
مشہور جہاں گیر کی اب تک ہے عدالت+

پھر اُٹھ کے محل میں گیا جلدی سے جہاں گیر۔
بیٹھی تھی جہاں نور جہاں رنج کی تصویر +
جب دونو مقابل ہوئے آنسو نکل آئے۔
رو رو کے شہنشاہ نے دریا ہی بہائے +
بولا۔ "وہ اگر خوں بہا منظور نہ کرتا۔
سچ مان تیرے ساتھ جہاں گیر بھی مرتا" +

Taj Tahir Foundation

جہانگیر اور نورجہان

Taj Tahir Foundation

Taj Tahir Foundation

شاہ جہاں

شہنشہ جہاں گیر جب مر گیا۔
عدم کی طرف کو سفر کر گیا +

ہوا تخت شاہِ جہاں کو نصیب۔
کئے شاد اس نے امیر و غریب +

بڑی شان والا تھا یہ بادشاہ۔
رعیّت کا تھا ہر طرح خیر خواہ +

ملی اس کو سُلجھی ہوئی سلطنت۔
بڑے امن سے اس نے کی سلطنت +

خُدا نے بہت دی تھی دولت اِسے۔
عمارات سے تھی محبّت اِسے +

کیا اس نے دلّی کو دِلشاد پھر۔

Taj Tahir Foundation

کیا نام سے اپنے آباد پھر،
بنایا یہاں قلعہ بالکل نیا۔
رکھی سُرخ پتھّر سے اس کی بنا،
یہ قائم ابھی مثلِ تصویر ہے۔
کنارے پہ جمنا کے تعمیر ہے،
بنائی بڑی بھاری مسجد بھی ایک۔
کیا بادشاہ نے بڑا کار نیک،
یہ مسجد ہے بے شک بڑی شان دار۔
عجائب میں ہوتا ہے اس کا شمار،
کیا تخت تیار ایسا عجیب۔
کسی کو نہ جو ہو سکا تھا نصیب،
بنا تھا سب اس میں جواہر کا کام۔
تھا اس تخت کا تخت طاؤس نام،
زمرّد کے دو مور بنوائے تھے۔
کہ لاکھوں روپے ان پہ خرچ آئے تھے،
رکھّا تھا یہ دیوان میں اس طرح۔
نگینہ انگوٹھی کا ہو جس طرح،

Taj Tahir Foundation

شاہجہان

Taj Ta... ...ation

Taj Tahir Foundation

جب اس تخت پر آ کے شاہ جہاں۔
ہؤا مثل خورشید طلعت فشاں +
کھڑے دست بستہ تھے دربار دار۔
سبھی سورما اور عالی تبار +
اُٹھائی نظر بادشاہ نے جدھر۔
جھکائے نظر آئے سب اپنا سر +
خُدا سے ڈرا آج شاہ جہاں۔
ہوئے اُس کی آنکھوں سے آنسو رواں +
خیال آتے ہی تخت سے وہ اُٹھا۔
کیا فرش پر ایک سجدہ ادا +
ادا کر کے سجدہ اُٹھا۔ اور کہا۔
امیروں کو اپنے مخاطب کیا +
"کہ اے دوستو آج رہنا گواہ۔
"کہ میں جو کہ ہوں ہند کا بادشاہ +
"نہیں ہے میرے دل میں کوئی غرور۔
"کہ اک بندہ ہوں میں خدا کے حضور +
"تھا فرعون اک مصر کا بادشاہ۔

Taj Tahir Foundation

"اُسے مجھ سی حاصل نہ تھی عزوجاہ،
"مگر بیٹھ کر کاٹھ کے تخت پر۔
"بھرا اُس کے دل میں غرور اس قدر،
"کہ اس نے خدائی کا دعویٰ کیا۔
"زمانے میں وہ رُوسیہ ہو گیا،
"تکبّر عزازیل را خوار کرد۔
"بزندانِ لعنت گرفتار کرد،
"مگر آج کرتا ہوں اقرار میں۔
"کہ ہوں ایک بندہ گنہ گار میں،
"خدائی اسی کو سزاوار ہے۔
"شہنشاہوں کا بھی جو سردار ہے۔
"میں بندہ ہوں اُس کا وہ پروردگار۔
"میں عاجز ہوں اور وہ ہے بااختیار"،
یہ کہہ کر گرا فرش پر بادشاہ،
پھر اللہ کو ایک سجدہ کیا،
دُعا مانگتا اور روتا رہا۔
گناہوں کے داغوں کو دھوتا رہا،

Taj Tahir Foundation

غرض یہ کہ تھا نیک شاہِ جہاں۔
ہوئے ہیں زمانے میں ایسے کہاں +
رعایا کو دیتا تھا آرام یہ۔
عدالت کے کرتا رہا کام یہ +
ہُوا دَور میں اس کے ہندوستاں۔
حقیقت کے معنوں میں جنّت نشاں +
تھی بیوی سے اس کو محبّت بڑی۔
ہوئی اس کے مرنے سے کُلفت بڑی +
کیا اس کا تیّار اِک مقبرہ۔
رکھی سنگِ مرمر سے جس کی بِنا +
کہ وہ آگرے میں ہے موجود آج۔
ہے نام اس کا مشہورِ دُنیا میں تاج +
عمارت یہ ایسی ہے جس کا کہیں۔
زمانے کے پردے پہ ثانی نہیں +

Taj Tahir Foundation

وطن پرست ڈاکٹر بوٹن

ہند کے تخت پر تھا شاہِ جہاں۔
ملک میں ہر جگہ تھا امن و اماں +
دخترِ شاہ ہو گئی بیمار۔
بادشہ نے کیئے علاج ہزار +
سینکڑوں ہی طبیب بُلوائے۔
وید بھی دُور دُور سے آئے +
کارگر کوئی بھی دوا نہ ہوئی۔
سب جتن کر لئے۔ شِفا نہ ہوئی +
بادشہ کو بہت ہی فکر لگی۔
کیونکہ دختر بہت ہی پیاری تھی +
ان دنوں چند آئے تھے انگریز۔
اُن میں اک ڈاکٹر کی عقل تھی تیز +
اس کی تعریف بادشاہ نے سُنی۔
بھیجا فرماں۔ بُلایا اس کو بھی +

Taj Tahir Foundation

اب یہ سُنئے کرشمۂ تقدیر۔
لڑ گئی ڈاکٹر کی کچھ تدبیر+
شہ کی دُختر کو ہو گیا آرام۔
ہو گیا کام قابلِ اِنعام+
شاہ نے ڈاکٹر کو بُلوایا۔
اور بُلا کر یہ اُس کو فرمایا+
کہ دواؤں سے تیری اے دانا۔
"میری دُختر کو ہو گئی ہے شفا+
"مانگ کیا مانگتا ہے تو انعام
"عہدہ۔ جاگیر۔ عزت و اِکرام؟"
ڈاکٹر نے یہ دست بستہ کہا۔
"اے جہاں پروا۔ شہنشاہا!
"مال و زر کی نہیں ہوس مجھ کو۔
"مہربانی ہے تیری بس مجھ کو+
"آرزو ایک ہے میری شاہا۔
"جستجو ایک ہے میری شاہا+
"ہے وطن میرا جو کہ انگلستاں۔

Taj Tahir Foundation

"اُس کو مل جائیں کچھ حقوق یہاں+
"اس کو مل جائے کوئی بندر گاہ۔
"جس میں پائیں جہاز آکے پناہ+
"ہم وطن میرے جو یہاں آئیں۔
"اور تجارت کا مال جو لائیں+
"اُس کا سارا معاف ہو محصول۔
بس یہ اک عرض ہے اگر ہو قبول+
"اَور بھی تیری مملکت ہو وسیع۔
"اور تیری شان اَور بھی ہو رفیع"+
بادشہ نے یہ سُن کے فرمایا۔
"ہم کو منظور ہے جو تو نے کہا"+
مال و زر بھی دیا اُسے شہ نے۔
اور رخصت کیا اُسے شہ نے+
پھر تجارت کا بہرِ انگلستان۔
بس اُسی دن سے ہو گیا فرمان۔
کہ جہاں چاہیں آکے اُتریں وہ۔
مال جو چاہیں لاکے بیچیں وہ+

Taj Tahir Foundation

ان کو محصول کر دیا ہے معاف۔
کوئی اس حکم کے کرے نہ خلاف+
اب تو انگریزوں کے اُسی دن سے۔
جم گئے ہند میں قدم ایسے+
ہند پر یہ حکمراں ہیں اب۔
اِک وطن دوست کا طفیل ہے اب+
نام تھا اس کا ڈاکٹر بوٹن۔
فخر کرتا ہے اس پہ سارا وطن+

چاندنی میں روضۂ تاج محل

دن بیت چکا۔ رات آئی ہے۔ ہر سُو خاموشی چھائی ہے+
تاروں نے بساط بچھائی ہے
دیکھو تو فلک کے نظارے۔ چھٹکے ہیں تارے ہی تارے+
لاکھوں قندیلیں ہیں روشن۔ اور بیچ میں چاند ہے ضَو افگن+
لیکن یہ سارے کے سارے۔ نورانی مہ اور مہ پارے+

Taj Tahir Foundation

چُپ چاپ ہیں کیوں کیا دیکھتے ہیں۔
کس شے کا تماشا دیکھتے ہیں،

دھرتی پہ تو کوئی چیز نہیں۔ تاروں سے زیادہ ہو جو حسیں۔
لیکن دیکھو تو۔ وہ کیا ہے؟ وہ نور کا بُقعہ کیسا ہے؟
کیا پیاری پیاری عمارت ہے۔ ساری دُنیا کی زینت ہے +
یہ رات کے راج دلارے سب۔ حیرت سے چاند اور تارے سب +
تکتے ہیں اسی کی صُورت کو۔ پیاری من موہنی مُورت کو +
صنعت کے نظارے کرتے ہیں۔ آپس ہیں اشارے کرتے ہیں +

یہ تاج محل کا روضہ ہے
یہ تاج محل کا روضہ ہے +

اس کاری گری پر حیرت ہے۔ بے شک یہ نرالی صنعت ہے +
یہ روضہ ہے یا جنّت ہے
دیواریں سنگِ مرمر کی۔ رُوکاریں لعل و گوہر کی +
اور اس نورانی گُنبد پر۔ خیرہ ہے فرشتوں کی بھی نظر +
اور فرش پہ ہے اندر باہر۔ اک چاندنی کی سیمیں چادر +
اس وقت سکوں کا راز ہے یہ۔

رُوحوں کی جائے نماز ہے یہ۔

اس گھر میں فرشتے آتے ہیں۔ تقدیس کے نغمے گاتے ہیں۔
انسان کی صنعت دیکھتے ہیں۔ اللہ کی قدرت دیکھتے ہیں۔
گلشن میں ہیں سرو چنار کھڑے۔ گویا ہیں پہرہ دار کھڑے۔
دیکھو تو روانی نہروں کی۔ ہلکی جولانی نہروں کی۔
اک جانب دریا بھی ہے رواں۔ ہے جس سے عیاں عبرت کا سماں۔
یاد آئی کہانی اُلفت کی۔ انسانی فانی شوکت کی۔
پانی نہیں۔ آنسو بہتے ہیں۔ جو چُپکے چُپکے کہتے ہیں۔

یہ تاج محل کا روضہ ہے۔
یہ تاج محل کا روضہ ہے۔

یہ آصف جاہ کی دلاری تھی۔ یہ شاہِ جہاں کی پیاری تھی۔
تصویرِ نیکو کاری تھی۔
ممتاز محل تھا نام اس کا۔ تھا پہلوئے شاہ مقام اس کا۔
یہ مہر و وفا کی پُتلی تھی۔ یہ شرم و حیا کی پُتلی تھی۔
حُسن اس کا دید سے باہر ہے۔ بس روضے ہی سے ظاہر ہے۔
اس خاک کے اندر سوتی ہے۔

Taj Tahir Foundation

مٹی میں دفن اک موتی ہے،

جنّت کی ہوائیں آتی ہیں۔ خوشبو سے باغ بساتی ہیں،
پھولوں سے مل کر جھومتی ہیں۔ جالی کو آکر چومتی ہیں،
بیتابی سے ان کی ہے عیاں۔ لاتی ہیں پیامِ شاہِ جہاں،
شوہر کے سندیس سناتی ہیں۔ سرتاج کی یاد دلاتی ہیں،
ممتاز محل سن لیتی ہے۔ مرقد میں سر دھن لیتی ہے،
یہ رات کی دلکش خاموشی۔ یہ سرسبزی۔ یہ گل پوشی،
انداز شگفتہ پھولوں کے۔ یہ خوشبو کے ہلکے جھونکے،
پیڑوں پر کوئل کا گانا۔ بیگم کے دل کو بہلانا،
دل سوز آواز پپیہے کی۔ یہ رہ رہ کر کہنا پی پی،
یہ سارے منظر لاثانی۔ ہے عقل کو جس سے حیرانی،
شاعر کو وجد میں لاتے ہیں۔ یوں گانے کو اکساتے ہیں،

یہ تاج محل کا روضہ ہے۔
یہ تاج محل کا روضہ ہے،

اورنگ زیب عالمگیر

اورنگ زیب اور ہاتھیوں کی جنگ

اورنگ زیب واقعی اورنگ زیب تھا۔
جاں باز اور صاحب صبر و شکیب تھا +
اس کی دلاوری کا سنو ایک ماجرا۔
شہزادگی میں تھا۔ یہ ابھی بادشہ نہ تھا +
ہاتھی لڑائے جاتے تھے۔ شاہوں کے روبرو۔
ہوتی تھی جنگ سب کی نگاہوں کے روبرو +
شاہِ جہاں کے سامنے اک بار جنگ تھی۔
اور یہ لڑائی دیکھ کے مخلوق دنگ تھی +
شاہِ جہاں جھروکے میں۔ میداں میں تھی بپا +

Taj Tahir Foundation

شہزادہ بھی یہیں تھا لڑاتے ہوئے نگاہ +
چھوٹی سی عمر اور یہ گھوڑے پہ تھا سوار۔
تھی دائیں بائیں اس کے کھڑی فوج بے شمار +
اب کیا ہوا۔ کہ جنگ میں ہاتھی بگڑ گیا۔
آیا اسی طرف کو وہ چنگھاڑتا ہوا +
ہاتھی کے ڈر سے فوج کا انبوہ ہٹ گیا۔
لیکن یہ جا کے سامنے ہاتھی کے ڈٹ گیا +
تلوار سونت کر کیا ہاتھی پہ ایک وار۔
لیکن گرا کے بھاگ گیا اس کو راہوار +
اورنگ زیب گرتے ہی پھر اٹھ کھڑا ہوا۔
ہاتھی سے اُٹھ کے کرنے لگا پھر مقابلہ +
تلوار مار مار کے اس کو بھگا دیا۔
دُنیا پہ اپنی شان کا سکّہ جما دیا +
شاہِ جہاں دیکھ رہا تھا یہ ماجرا۔
بیٹے کے خوفِ جاں سے بہت بے قرار تھا +
ہاتھی جو بھاگ اُٹھا۔ تو پسر کو بُلا لیا۔
شاباش کہہ کے اپنے گلے سے لگا لیا +

Taj Tahir Foundation

بولا کہ "ایسے وقت پہ ہٹ جانا چاہئے۔
"خطرے کے وقت زد پہ نہیں آنا چاہئے"۔
اورنگ زیب نے یہ ادب سے کیا کلام۔
ہٹنے کے واسطے نہیں پیدا ہُوا غلام۔
بیٹے کی بات سُن کے ہُوا بادشاہ خوش۔
اور اس دلاوری سے ہوئی سب سپاہ خوش۔

اورنگ زیب کی رواداری

Taj Tamir Foundation

لوگ کہتے ہیں نہیں تھا کارداں اورنگ زیب۔
دوسری قوموں پہ تھا نامہرباں اورنگ زیب۔
لیکن ان لوگوں کا یہ الزام ہے یکسر غلط۔
ہیں تعصب سے لگاتے اتہام اس پر غلط۔
بات یہ ہے اصل میں قائم تھا وہ اسلام پر۔
نکتہ چینی کر نہیں سکتے ہم اس کے کام پر۔
شرع پر قائم تھا اس کی بادشاہی کا نظام۔

باغیوں کی اس لئے کرتا تھا پوری روک تھام+
تھا مسلماں اور تھی اسلام سے اُلفت اُسے۔
اس لئے تھی عیش و عشرت سے بہت نفرت اُسے+
چاہتے تھے لوگ۔ گلچھرّے اُڑائیں شوق سے۔
اور غریبوں۔ بے کسوں کا مال کھائیں شوق سے+
لیکن اُس نے کر دئے برخاست سب ایسے امیر۔
پاس اپنے رکھ لئے سب نیک اور لائق مشیر+
اس کی فوجوں کا تھا افسر ایک ہندو راجپوت۔
اور عہدوں پر تھے اکثر نیک ہندو راجپوت+
تیرتھوں اور مندروں کو اس نے جاگیریں بھی دیں۔
اور باغی مفسدوں کو سخت تعزیریں بھی دیں+
اُس نے ہر سُو ہند میں اپنی رعایا کے لئے۔
پُل۔ سرائیں۔ مسجدیں۔ تالاب سب بنوا دئے+
اس کی تعمیروں کو دیکھو آج تک موجود ہیں۔
اس کی تحریروں کو دیکھو آج تک موجود ہیں+
نیک تھا اور نیک لوگوں کو یہ کرتا تھا پسند۔
صرف لائق آدمی اس دور میں تھے سربلند+

Taj Tahir Foundation

اورنگ زیب

Taj Tahir Foundation

Taj Tahir Foundation

ذکر ہے اک مرتبہ کا۔ اس کو اک عرضی ملی۔
افسروں کی جس میں لوگوں نے شکایت تھی لکھی،

تھے ملازم شاہ کے۔ دو پارسی آتش پرست۔
کرتے تھے تنخواہ کی تقسیم کا جو بندوبست،

چاہتے تھے لوگ۔ دونوں کو ہٹا دے بادشاہ۔
دو مسلماں ان کی جگہوں پر لگا دے بادشاہ۔

بادشہ نے لکھ دیا۔ "یہ بات ہے بالکل محال۔
"کیونکہ بے معنی ہے مسلم غیر مسلم کا سوال،

"سلطنت کے کام میں شایاں نہیں ایسی تمیز۔
"مجھ کو ہے اپنی رعایا ساری کی ساری عزیز،

"میرے دل میں بھی اگر آنے لگیں ایسے خیال۔
"ہند میں راجوں مہاراجوں کا رہنا ہے محال،

"پھر کبھی اس طرح کی عرضی نہ آنی چاہیئے۔
"دل سے یہ تفریق لوگوں کو مٹانی چاہیئے"۔

Taj Tahir Foundation

اورنگ زیب کے کارنامے

اورنگ زیب نیک تھا ایمان دار تھا۔
اللہ کا غلام عبادت گزار تھا۔
نیکوں سے پیار تھا اِسے اور بد سے دشمنی۔
مضبوط تھا ارادے کا اور بات کا دھنی۔
اس نے تمام ہند کو تسخیر کر لیا۔
مغلوں کا قبضہ راس کماری تلک ہوا۔
اس خانداں کا سب سے بڑا بادشاہ تھا۔
اہلِ قلم تھا اور یہ اہلِ سپاہ تھا۔
کرتا تھا یہ مدام رعایا کا فائدہ۔
تھا ایک ایک کام رعایا کا فائدہ۔
بچتا رہا یہ عیش و طرب کے وبال سے۔
لیتا نہ تھا چھدام رعایا کے مال سے۔
اسلام کے اصول پہ چلتا رہا مدام۔
کرتا نہ تھا یہ شرع کے باہر کوئی بھی کام۔

Taj Tahir Foundation

دیتا تھا ظالموں کو بڑی سخت یہ سزا۔
اور بے کسوں پہ کرتا تھا دل کھول کر عطا +
عیش اور راگ رنگ کو موقوف کر دیا۔
ہندوستاں کو عدل کی دولت سے بھر دیا +
امن واماں سے رہتے تھے اس کے زمانے میں۔
چڑیا بھی اور باز بھی اک آشیانے میں +
کرتا تھا اپنے ہاتھ سے یہ سلطنت کے کام۔
قانون کے اصول پہ رکھتا تھا انتظام +
لشکر کے ساتھ لڑنے کو جاتا تھا آپ یہ۔
شوکت سپہ گری کی دکھاتا تھا آپ یہ +
اورنگ زیب ہی کی یہ کوشش کا تھا اثر۔
مغلوں کا آفتاب تھا نصف النہار پر +
مغلوں میں اس کے بعد نہ ایسا کوئی ہوا۔
جو اس کی شان دار حکومت سنبھالتا +
اس عقل کا دماغ کسی کو ملا نہ پھر۔
اورنگ زیب سا کوئی پیدا ہوا نہ پھر +
الزام اس کو دینا یہ ہے عقل کا فتور۔

Taj Tahir Foundation

اولاد کے گناہ میں کیا باپ کا قصور۔
مغلوں کی اس کے بعد وہ شوکت نہیں رہی۔
یہ حوصلہ یہ عزم یہ غیرت نہیں رہی،
تقدیر کے مقابلے کی کس کو ہے مجال۔
دُنیا میں ہر کمال کا انجام ہے زوال،

سیواجی

گھر کے الجھیڑوں میں تھا اُلجھا ہوا اورنگ زیب۔
بھائیوں سے جنگ میں مصروف تھا اورنگ زیب،
اُس طرف پُونے کی سمت اک اَور ساماں ہو گیا۔
یعنی اک قطرہ اُٹھا اور اُٹھ کے طوفاں ہو گیا،
اک بہادر مرہٹوں کی قوم میں تھا سیواجی۔
ملک میں پہلے پہل جس کی کوئی ہستی نہ تھی،
رفتہ رفتہ کر لی حاصل اس نے طاقت بے شمار
شاہِ بیجاپور سے پھر سرکشی کی اختیار،

Taj Tahir Foundation

لُوٹ کر اُس کی رعایا کو پریشاں کر دیا۔
شاہِ بیجا پور کو اُس نے ہراساں کر دیا۔
ملک میں ہر سمت ڈاکے ڈالتا پھرتا تھا یہ۔
صاف دھوکے سے نکل جاتا تھا جب گھرتا تھا یہ۔
شاہِ بیجا پور نے بھیجا جو اک سردار کو۔
اس نے دھوکے سے کیا قتل اُس سپہ سالار کو۔
اس طرح قبضہ میں اُس نے کچھ علاقہ کر لیا۔
لوٹ کر لوگوں کا مال اپنا خزانہ بھر لیا۔
کچھ پہاڑی قلعے تھے ان پر بھی قبضہ کر لیا۔
مرہٹوں کا ایک لشکر بھی اکٹھا کر لیا۔
اب تو راجہ بن کے سرداری کا دم بھرنے لگا
شاہِ دہلی کی رعایا کو بھی دِق کرنے لگا۔
اُس طرف تھا تخت پر شاہنشہِ اورنگ زیب۔
چل نہیں سکتا تھا جس کے سامنے کوئی فریب۔
حاکمِ ملکِ دکن تھا ان دنوں شائستہ خاں۔
حکم بھیجا اس کو جاؤ لے کے فوجِ بیکراں۔
چل پڑا وہ سیوا جی کی گوشمالی کے لئے۔

اور فریادی رعایا کی بحالی کے لئے۔
لے کے لشکر موجِ دریا کی طرح بڑھتا گیا۔
فتح کرتا اور لڑتا مُلک میں بڑھتا گیا۔

مرہٹے جاں باز بھی اکثر جگہ جم کر لڑے۔
سامنے شائستہ خاں کے کوہ کی صورت اڑے۔

کی مگر شائستہ خاں نے ایسی پامردی سے جنگ۔
سیواجی گھبرا گیا اور آ گیا لڑنے سے تنگ۔

مارتا اور پیٹتا بڑھتا گیا شائستہ خاں۔
اور سیواجی پہاڑوں میں ہوا جا کر نہاں۔

لے لیا سب ملک۔ پُونے میں کیا جا کر قیام۔
اور اس کے ملک میں پھیلا دیا لشکر تمام۔

سیواجی کے گھر ہی میں جا کر رہا شائستہ خاں۔
یہ وہ گھر تھا جس میں سیواجی ہوا پل کر جواں۔

اس کے چپے چپے کی رکھتا تھا سیواجی خبر۔
بچپنے کے وقت کا اس کے تھا گہوارہ یہ گھر۔

رات کو جب پہرے دار۔ اور سارا لشکر سو گیا۔
سیواجی چُپکے سے آ کر گھر میں داخل ہو گیا۔

Taj Tahir Foundation

اور جس کمرے میں تھا سویا پڑا شائستہ خاں۔
اس نے حملہ کر دیا سوتوں پہ آ کر ناگہاں +

اس اچانک موت سے گھبرا گیا شائستہ خاں۔
کود کر کھڑکی سے فوراً بھاگ اُٹھا شائستہ خاں +

آپ خود تو بچ گئے۔ بیٹے مگر مارے گئے۔
سیواجی کے ہاتھ سے سارے پسر مارے گئے +

پُونے میں یہ کام کر کے لوٹ آیا سیواجی۔
مرہٹوں نے کی بہت اس کارنامے کی خوشی +

Taj Tahir Foundation

سیواجی اورنگ زیب کی قید میں

بچا کر جان کو۔ پُونے میں جب شائستہ خاں بھاگا۔
ہوا اب شیر سیواجی۔ پہاڑوں سے نکل آیا +

بڑھا لشکر کو لے کر مال و زر ہر شہر کا لوٹا۔
ہوا ایسا دلیر اب شہر سُورت کو بھی جا لوٹا +

مسلماں حاجیوں کی کشتیاں بھی لوٹ لیں اُس نے۔

جلایا ان کو زندہ - اور ایذائیں بھی دیں اُس نے +

اِدھر جب شاہِ عالمگیر نے پائی خبر ساری۔

تو اس نے طیش میں آکر دیا پھر حکم تیاری +

سپہ سالار شاہی فوج کا جے سنگھ چڑھ دوڑا۔

کیا پھر سیواجی کا قافیہ فوجوں سے تنگ ایسا +

کہ آکر تنگ اس نے صلح کا پیغام بھجوایا۔

لیا بیٹے کو ساتھ اور فوج شاہی میں چلا آیا +

کہا جے سنگھ نے میری خطائیں بخشوا دیجے۔

مجھے دربار شاہی میں کوئی عہدہ دلا دیجے +

کیا جے سنگھ نے اس کو روانہ جانب دہلی۔

چلا یہ ساتھ لے کر اپنا بیٹا اور کچھ ساتھی +

ہُوا دہلی میں جا کر اُس بڑے دربار میں حاضر۔

کہ راجا اور مہاراجہ تھے جس دربار میں حاضر +

توقع تھی اسے - راجوں سے بڑھ کر پاؤں گا عزت۔

بہادر ہوں - ملے گی راجپوتوں پر بھی فوقیت +

سمجھتا تھا ارادے سب مگر اورنگ زیب اس کے۔

جلا بیٹھا تھا دل میں - دیکھ کر مکر و فریب اس کے +

Taj Tahir Foundation

دکھانا چاہتا تھا شاہ سب کو اس کی کم ذاتی۔
کہ یہ کیڑا حقیقت میں ہے پیدا وارِ برساتی+

ثنا کرتا ہوا جب سیواجی دربار میں آیا۔
شہِ عالی نظر نے آنکھ اُٹھا کر بھی نہیں دیکھا۔

کیا بس تیسرے درجے کے لوگوں میں شمار اس کو۔
ہٹا کر لے گیا اُس صف میں شاہی چوبدار اس کو+

یہ ذلّت دیکھ کر پہلے تو سیواجی نے غش کھایا۔
جب آیا ہوش اُٹھ کر اپنے ڈیرے پر چلا آیا+

چلا آیا یہ ڈیرے میں تو باہر لگ گیا پہرا۔
غرض اب سیواجی دہلی میں قیدی کی طرح ٹھہرا+

بہت چالاک تھا یہ۔ اس نے اپنے دل میں یہ سوچا۔
پھنسا تو ہوں۔ مگر اب چاہیئے مجھ کو نکل جانا+

بہانہ سوچ کر اب پڑ گیا بیمار سیواجی۔
ہوئی شہ کو خبر۔ ہے جان سے لاچار سیواجی+

سُنا جب شاہ نے ناساز ہے بالکل مزاج اس کا۔
طبیب اور وید بھیجے اُس نے کرنے کو علاج اس کا+

مگر انعام کے لالچ سے گانٹھا اس نے ویدوں کو۔

نہ کردیں تاکہ ظاہر اس کی بیماری کے بھیدوں کو۔
مٹھائی بانٹنے کو ٹوکرے باہر سے منگوائے۔
دکھا کر پہرے داروں کو خود اُس کے آدمی لائے۔
ہوئی جب رات تو اک ٹوکرے میں آپ جا بیٹھا۔
ادھر اک دوسرے میں بیٹا بھی چُپ چاپ جا بیٹھا۔
اُٹھایا ٹوکروں کو سیواجی کے جاں نثاروں نے۔
گزر جانے دیا خالی سمجھ کر پہرہ داروں نے۔
غرض اس چال سے یہ باپ اور بیٹا نکل بھاگے۔
پھر اپنے جاں نثاروں سے بھی جا کر مل گئے آگے۔
پہنچ کر شہر متھرا میں کئے سادھو سے بھیس اپنے۔
لگے داڑھی منڈا کر اب یہ سُمرن رام کی جپنے۔
یہاں کچھ دن رہے اور پھر دکن کی سمت چل نکلے
رہائی قید سے پا کر وطن کی سمت چل نکلے۔
وہی یہ تھے وہی اُن کے پُرانے ہتھکنڈے سارے۔
ہوئے پھر تنگ اُن کی لُوٹ سے سب لوگ بیچارے۔

سکھوں کے گرو گوبند سنگھ

پڑھ چکے ہو اس سے پہلے تم گرو نانک کا حال۔
جو بہت ہی صلح کُل تھے۔ اور فقیرِ بے مثال +

ان کے چیلے تھے بہت سے جو کہ کہلاتے تھے سکھ
تھے یہ سارے صلح کُل۔ لڑنے سے کتراتے تھے سکھ

رفتہ رفتہ ملک میں تعداد ان کی بڑھ گئی۔
سکھ بنے کچھ اَور۔ کچھ اولاد ان کی بڑھ گئی +

ہر طرف پنجاب میں یہ پھولتے پھلتے رہے۔
بابا نانک کی مگر تعلیم پر چلتے رہے +

اَور ہوئے اکثر گرو ان کے گرو نانک کے بعد۔
مانتے تھے حکم سکھ جن کے گرو نانک کے بعد +

بس انہیں سکھوں کے تھے دسویں گرو گوبند سنگھ

Taj Tahir Foundation

تھے بڑے عقل اور طاقت میں گرو گوبند سنگھ۔
دل کے سچے۔ بات کے پکے تھے اور جاں باز تھے۔
اپنی ہمت کے سبب دُنیا میں سرافراز تھے۔
مُلک میں پہلے پہل رہتے تھے سکھ آرام سے۔
بادشاہوں کو تعصب تھا نہ ان کے کام سے۔
ہاں گرو گوبند سنگھ جی کے پتا جی دار تھے۔
وہ گرو سکھوں کے تھے۔ وہ پنتھ کے سردار تھے۔
اس بہادر کے ہوئے پنجاب میں چیلے بہت۔
اور چیلوں نے کئے مل کر یہاں میلے بہت۔
ان کی اس کثرت سے کچھ راجے ہراساں ہو گئے۔
اور تدبیریں مٹانے کی انہیں کرنے لگے۔
اس طرف پنجاب کے قاضی بھی تھے اکثر خلاف۔
وہ سمجھتے تھے انہیں اسلام کے یکسر خلاف۔
بس ان ہی لوگوں نے عالمگیر کو بھڑکا دیا۔
جھوٹ سچ سے شاہ با تدبیر کو بھڑکا دیا۔
"شاہ نے بلوا کے دہلی میں گرو جی سے کہا۔
آپ کے چیلوں سے ہے لوگوں کو خطرہ ہو گیا۔

آپ اب سے اس قدر چیلے بنانا چھوڑ دیں۔
"بارہیں دیہات میں۔ شہروں میں آنا چھوڑ دیں"۔
ان گرو صاحب نے شاہنشاہ کی مانی نہ بات۔
کیونکہ ان کے سامنے تھی ایک سی موت اور حیات۔
بادشاہ نے تنگ آکر قید ان کو کر دیا۔
قید ہی میں ان گرو صاحب نے اپنا سر دیا۔

پانچ پیارے

اب ہوئے بعد ان کے سکھوں کے گرو گوبند سنگھ۔
نیک ارادے کے، بڑے پکّے گرو گوبند سنگھ۔
آپ نے دیکھا۔ کہ ہے ہم پر بلاؤں کا نزول۔
دل میں سوچا۔ اس طرح کمزور رہنا ہے فضول۔
پنتھ کو ہر طرح طاقت ور بنانا چاہئے۔
سر بچانے کے لئے تلوار اٹھانا چاہئے۔
آپ نے اک روز سکھوں کو اکھٹا کر لیا۔

اور میداں کے کنارے اک دیا خیمہ لگا +

آئے خیمہ سے نکل کر۔ ہاتھ میں تلوار بھی۔
ہاتھ طاقتور تھا۔ اور تلوار جوہردار تھی +

بولے "ہے کوئی! جو ہو تیار آنے کے لئے؟
پنتھ کی خاطر سے سر اپنا کٹانے کے لئے" +

جب سُنی یہ بات تو ڈر کر کئی چلتے بنے۔
تھُڑدلے تھے۔ اُن پہ دہشت چھا گئی چلتے ہوئے +

لیکن ان میں اک دلاور آ کے حاضر ہو گیا۔
اور ہتھیلی پر لئے سر آکے حاضر ہو گیا +

ساتھ اس کو خیمہ کے اندر گرو جی لے گئے۔
اور پھر کچھ دیر بعد آئے سبھا کے سامنے +

بولے۔ دیکھو خوں آلودہ میری تلوار ہے۔
کوئی نکلے اَور اک سکھ اَور بھی درکار ہے +

اب تو سب کہنے لگے۔ یہ بات دہشتناک ہے۔
دل میں سوچے۔ جو اُٹھا بس اس کا قصہ پاک ہے +

سر کٹانے۔ اَور اِک سرباز پھر بھی آ گیا۔
خیمہ میں اپنے گرو کے ساتھ جو تنہا گیا +

Taj Tamir Foundation

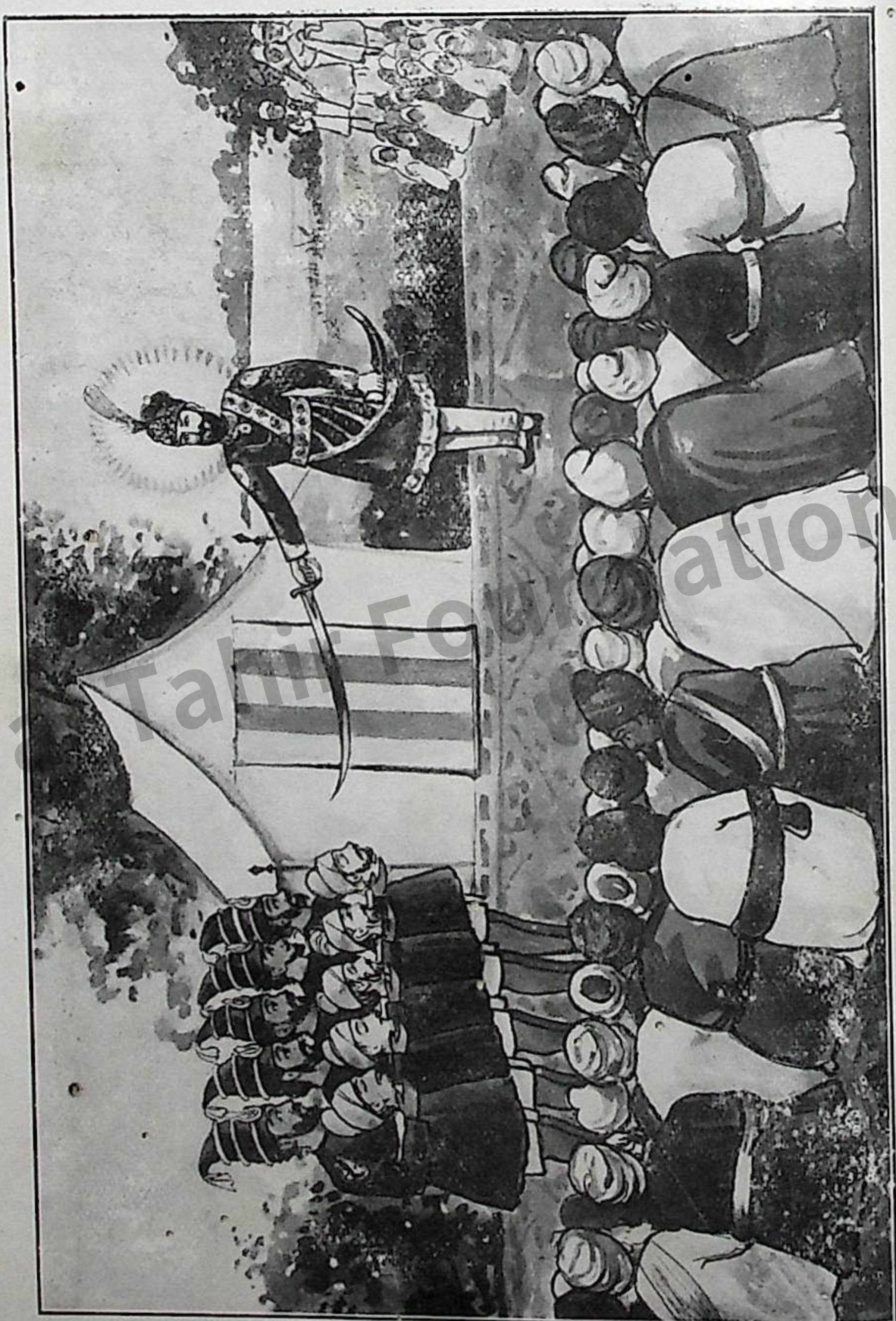

Tahir Foundation

Taj Tahir Foundation

پانچ سکھ اُٹھے یونہی بے جان ہونے کے لئے۔
جان دینے ۔پنتھ پر قربان ہونے کے لئے +

اصل میں پانچوں کے پانچوں خیمہ میں موجود تھے۔
اور تیغ آلودہ تھی بکرے کے تازہ خون سے +

ان کی جُرأت کا گرو جی چاہتے تھے امتحاں۔
تاکہ آڑے وقت پر یہ سکھ چرا جائیں نہ جاں +

ہوگیا معلوم ۔بے شک یہ جیالے لوگ ہیں۔
سر کٹانے والے اور کام آنے والے لوگ ہیں +

پھر گرو بند سنگھ آئے سبھا کے سامنے۔
اور ان پانچوں کو بھی لائے سبھا کے سامنے +

ہاتھ سے اپنے انہیں امرت چھکایا آپ نے۔
اور پھر نیلا لباس ان کو پنہایا آپ نے +

اب سے یہ پانچوں گرو کے پانچ پیارے بن گئے۔
آسمانِ زندگانی کے ستارے بن گئے +

کچھ ۔کڑا ۔کرپان ۔کنگھاں کیس دھارن کرلئے۔
صلح کل تھے پہلے ۔اب جنگی سپاہی بن گئے +

پنتھ کے دل سے مٹایا موت کا ڈر آپ نے۔

Taj Tahir Foundation

اس طرح سے کر لیا تیار لشکر آپ نے۔
اب وہ فرقہ۔ جو کہ پہلے صلح کُل تھا اور خموش۔
اس میں جنگی فوج کا سا آگیا جوش و خروش۔
آپ نے سکھوں میں جوشِ زندگانی بھر دیا۔
آپ نے چڑیوں کو بازوں کے مقابل کر دیا۔

گرو گوبند سنگھ اور شاہِ دہلی

Taj Tahir Foundation

پھر جب گرو بند سنگھ آنند پور میں آ گئے۔
راجے پہاڑوں کے جو تھے۔ اس فوج سے گھبرا گئے۔
چڑھ دوڑا راجہ بھیم چند۔ اور آکے حملہ کر دیا۔
کرپال راجہ نے اُسے ساماں دیا لشکر دیا۔
یہ بل کے دونوں آ گرے سکھوں کی ساری فوج پر۔
طوفاں کی صورت چھا گئے۔ دریا کی اُٹھتی موج پر۔
جانباز سکھ ایسے لڑے لاشوں سے میداں بھر دئے۔
دشمن کی ہمّت توڑ دی۔ راجے پریشاں کر دئے۔

لڑنے سے وہ تنگ آگئے پیغام بھیجا صلح کا۔
تھے رحم کے پتلے گرو جی۔ بخش دی ان کی خطا+
راجے تھے لیکن بے وفا۔ ان کے دلوں میں تھی دغا۔
جب خود نہ کچھ بھی بن سکا۔ تو شاہ دہلی کو لکھا+
لکھا۔ گرو گوبند سنگھ اک مفسدہ پرداز ہیں۔
یہ باغیوں کی فوج کے سردار ہیں دمساز ہیں+
ان کا ارادہ ہے یہی۔ مغلوں کی طاقت توڑ دیں۔
اور شاہ دہلی کے نمک خواروں کی ہمت توڑ دیں+
ہم سلطنت کرنے لگیں ہندوستاں کے تخت پر۔
لازم ہے شاہنساہ کو فوجوں کا رخ پھیریں ادھر+
یوں ہی اگر پنجاب میں سکھ قوم بڑھتی جائے گی۔
سب کو بہالے جائے گی۔ ندی یہ چڑھتی جائے گی+
راجوں نے شاہنشاہ کو جب اس طرح بھڑکا دیا۔
اور کچھ مسلماں قاضیوں نے بھی اسے اکسا دیا+
سکھوں کے اوپر چڑھ گئی دہلی کی شاہی فوج بھی۔
سکھوں کی جمعیت تھی کم۔ آنند پور میں گھر گئی+
لیکن گرو گوبند سنگھ اس فوج سے ایسے لڑے۔

دریا لہو کے بہ گئے - ایسے غضب کے رن پڑے۔
لشکر بہت تھا شاہ کا - سکھ اس لئے گھبرا گئے -
آنند پور کو چھوڑ کر - چمکور میں سب آ گئے۔
لیکن یہاں بھی آ گئی - پیچھا نہ چھوڑا فوج نے -
سکھ قوم کا بڑھتا ہوا سب زور توڑا فوج نے۔
دیکھا گرو جی نے یہاں سکھ ہو گئے بے حوصلہ -
سوچے کہ دینا چاہیئے پیاروں کو اپنے حوصلہ۔
بیٹے گرو جی کے تھے چار - ان میں سے دو بُلوا لئے -
بُلوا کے اپنے سامنے ہتھیار سب سجوا لئے۔
ننھوں سے فرمایا - کہ "ہاں - جا کر لڑو میدان میں -
پیچھے نہ مُڑ کر دیکھنا - ہے جان جب تک جان میں"۔
فرمان اپنے باپ کا جب نونہالوں نے سُنا -
کمسن تھے اور معصوم تھے - دیکھو مگر یہ حوصلہ۔
فی الفور گھوڑوں پر چڑھے - میدان میں جا کر ڈٹ گئے -
ان ننھی تلواروں سے بھی دو چار دشمن کٹ گئے۔
افسوس یہ معصوم بھی میدان میں مارے گئے -
اس طرح سے دو پاک سر سکھ پنتھ پر وارے گئے۔
Taj Tahir Foundation

بیٹوں کو قرباں کر دیا۔ پھر بھی نہ جب کچھ بن سکا۔
چمکور سے نکلے گرو۔ اور مکتسر جانا پڑا۔
رستہ بہت تھا پُر خطر۔ اور تھا گرفتاری کا ڈر۔
راجوں کے جاسوسوں کا ڈر۔ افواج سرکاری کا ڈر۔
لیکن یہاں پر اک پٹھان اس وقت آڑے آگیا۔
گھر میں گرو کو لے گیا۔ نیکی عجب دکھلا گیا۔

مکت سریا نجات کا تالاب

فوج شاہی سے بہت جب سکھ پریشاں ہو گئے۔
پڑ گئے جانوں کے لالے اور ہراساں ہو گئے۔
سلطنت سے جنگ کرنے کا انہیں یارا نہ تھا۔
بھاگ جانے کے سوا اب کوئی بھی چارا نہ تھا۔
ہو کے بیدل اب گرو کا ساتھ چھوڑا پنتھ نے۔
روح کے اور خون کے رشتے کو توڑا پنتھ نے۔
لکھ کے دے دی اب گرو صاحب کو اک فارغ خطی۔

Taj Tahir Foundation

بے وقوفوں نے محبّت کی کوئی پروا نہ کی ۔
دے کے یہ فارغ خطی اپنے گھروں میں آ گئے ۔
ایسے آڑے وقت میں نامردیاں دکھلا گئے ۔
گھر میں لیکن عورتوں کو جب سُنائی بات یہ ۔
اُن دلاور بیبیوں نے جب سُنے حالات یہ ۔
اپنے خاوندوں کو سب نے خوب شرمندہ کیا ۔
کی بہت ہی لعن طعن اور ان کو واپس کر دیا ۔
سارے نادم ہو کے لوٹے پھر گروجی کی طرف ۔
راندۂ درگاہ تھے پھر آئے مکتی کی طرف ۔
فوج شاہی نے مگر رستے میں گھیرا آن کر ۔
ہو گئے یہ بھی مقابل اپنے سینے تان کر ۔
لیکن اک سکھ کے سوا باقی کے سب مارے گئے ۔
جان دے کر سُرگ کی جانب یہ بے چارے گئے ۔
اس لڑائی کی گروجی نے بھی پائی تھی خبر ۔
وہ مدد کے واسطے فوراً چلے آئے ادھر ۔
آ کے دیکھا مر چکے ہیں سارے اک سکھ کے سوا ۔
اور زمیں پر یہ بھی بے چارا سسکتا ہے پڑا ۔

مردمی پر ان کی خوش ہو کر گرو جی نے کہا۔
"مانگ لے اس وقت ہم سے جو تجھے ہو مانگنا"
سکھ یہ بولا "ست گرو جی جوڑ دے ٹوٹی ہوئی۔
"آپ سے ہو کر الگ تقدیر ہے پھوٹی ہوئی"
آپ کو رحم آگیا۔ اور پھاڑ دی فارغ خطی۔
ست گرو کے چرنوں میں اس سکھ نے اپنی جان دی
دل گرو جی کا تو پہلے ہی سے تھا نیک اور صاف۔
بے وفائی کا گنہ بھی کر دیا بالکل معاف
سارے مقتولوں کی لاشوں کو اکھٹا کر لیا۔
لکڑیاں منگوا کے لاشوں کو دیا فوراً جلا
آپ نے پھر اس جگہ کا نام رکھا مکت سر۔
آج کل میلا لگا کرتا ہے اُس تالاب پر
الغرض سکھ اس طرح لڑتے رہے مرتے رہے۔
حکم پر اپنے گرو جی کے عمل کرتے رہے
شاہ دہلی کو بھی یہ معلوم آخر ہو گیا۔
ہیں گرو جی نیک شخص اور کچھ نہیں ان کی خطا
راجے اور قاضی ہوئے ہیں ان کے دشمن خواہ مخواہ۔

Taj Tahir Foundation

جب یہ جانا۔ نوہتالی شاہ نے اپنی سپاہ +
کر دیا فرماں۔ گروجی کو نہ اب ہرگز ستاؤ۔
جس طرح چاہے کریں پرچار۔ مت ان کو ہٹاؤ +
اب گرو گوبند سنگھ آزاد تھے ہر بات میں۔
اپنے مذہب کی اشاعت جس طرح چاہیں کریں +
چونکہ دُنیا میں کسی کو بھی نہیں حاصل بقا۔
اس بہادر کے لئے بھی موت کا دن آ گیا +
ہند میں اس مرد کا ہے نام زندہ آج تک۔
روح زندہ آج تک ہے۔ نام زندہ آج تک +

Taj Tahir Foundation

محمد شاہ رنگیلا

سلطنت کو چھوڑ کر جب مر گیا اورنگ زیب ۔
کوچ اس فانی جہاں سے کر گیا اورنگ زیب +

چونکہ تھا اورنگ زیب اک صاحب دل بادشاہ ۔
اس کے بعد ایسا نہ تھا کوئی بھی قابل بادشاہ +

بعد اس کے تخت پر بیٹھا بہادر شاہ جب ۔
قبضہ میں ہندوستاں کی سلطنت تھی سب کی سب +

امن اور خوبی سے اس نے سلطنت چھ سال کی ۔
ہو گیا بیمار یہ ۔ پھر موت اس کو آ گئی +

وارثوں میں اس کے خانہ جنگیاں ہونے لگیں ۔
یہ نزاعیں ملک ان کے ہاتھ سے کھونے لگیں +

باری باری سے معزالدین اور فرخ سیر ۔

Taj Tahir Foundation

بیٹھے کچھ دن کے لئے ہندوستاں کے تخت پر،
بڑھ گیا دربار میں دو سیّدوں کا اقتدار۔
ہوگئے یہ دونوں بھائی اس قدر با اختیار،
چپکے چپکے کاٹ لیتے تھے یہ شہزادوں کے سر۔
اور بٹھا دیتے تھے جس کو چاہتے تھے تخت پر،
چار شہزادے بٹھائے نام ہی کے بادشاہ۔
اُن کے قبضے میں خزانہ۔ ان کے قبضے میں سپاہ،
پانچواں شہزادہ جس کا روشن اختر نام تھا۔
بن گیا ان کی مدد سے یہ بھی آخر بادشاہ،
یہ بہادر تھا۔ لقب اس کا محمد شاہ تھا۔
سیّدوں کے زور کو اس نے دبا کر گھٹا،
قتل کر ڈالا انہیں۔ اور ہو گیا با اختیار۔
آگیا اب اس کے قبضے میں خزانہ بے شمار،
لیکن آخر یہ بھی دولت کے مزے لینے لگا۔
ہو کے بے خود عیش و عشرت کے مزے لینے لگا،
آپ بھی۔ سردار بھی سارے شرابی بن گئے۔
پہلے ہی گلقند تھے اب آفتابی بن گئے،

Taj Tahir Foundation

حوضِ مے تھا۔ محفلیں تھیں۔ اور دورِ جام تھا۔
بادشاہِ ہند کو دُنیا میں بس یہ کام تھا +

ملک کی حالت کا اب کیا پوچھنا۔ بالکل تباہ۔
اور پھر وہ مُلک جس کا ہو رنگیلا بادشاہ +

چھا گیا ہر سمت بھارت کی زمیں پر راگ رنگ۔
محفلیں کوچہ بکوچہ اور گھر گھر راگ رنگ +

پائے تلوؤں نے میٹھی میٹھی تانوں کے مزے۔
اور تلواریں لگیں لینے میانوں کے مزے +

چھوڑ کر تلوار گنتکے کے ہوئے ماہر بہت۔
تھے سپاہی فوج میں کم اور تھے شاعر بہت +

شہر دہلی میں شرابیں رات دن پیتے تھے لوگ۔
موت حیراں تھی۔ کہ آخر کس طرح جیتے تھے لوگ +

آخر ان خرمستیوں کی مل گئی ان کو سزا۔
ہو گیا ہندوستاں پر حملہ نادر شاہ کا +

Taj Tahir Foundation

نادر شاہ

ہند میں مشہور ہے کیوں نام نادر شاہ کا۔
تھا یہ ایرانی۔ یہاں کیا کام نادر شاہ کا
آؤ ہم اس کی کہانی بھی سناتے ہیں تمہیں۔
خوبیِ تقدیر کا نقشہ دکھاتے ہیں تمہیں +

پہلے نادر اِک گڈریا تھا فقط ایران میں۔
ہے ترقی کی تڑپ پنہاں مگر انسان میں +
اِن دنوں ایران کی حالت بھی تھی ابتر بہت۔
اور اُٹھا رکھا تھا اس میں سرکشوں نے سر بہت +

ڈاکوؤں کا زور تھا۔ اور سرکش افغانوں کا زور۔
سلطنت کی ناؤ تھی کمزور۔ طوفانوں کا زور +
شاہ طہماسپ تھا گدی پر۔ مگر کمزور تھا۔
سلطنت کے پاس تھا لشکر۔ مگر کمزور تھا +

دیکھ کر اس حال کو۔ نادر بھی ڈاکو بن گیا۔
رہزنوں کا ایک جتھا بھی لیا اس نے بنا +

Taj Tahir Foundation

ملک میں ہر سمت اب ڈاکے لگا یہ مارنے۔
سلطنت کے لشکروں کو بھی لگا للکارنے+

موجزن تھا دل میں لیکن جذبۂ حُبِّ وطن۔
اس نے جب دیکھا۔ کہ ہے اُجڑا ہوا سارا چمن+

دل میں سوچا۔ کچھ وطن کا کام کرنا چاہیئے۔
کام کرنا چاہیئے اور نام کرنا چاہیئے+

شاہ طہماسپ کا جاکر اب یہ نوکر ہو گیا۔
اور ترقی کر کے پھر سالارِ لشکر ہو گیا+

اس نے لڑ کر باغیوں سے ملک خالی کر لیا۔
انتظام ایسا کیا زر سے خزانہ بھر لیا+

سرکشوں کی گوشمالی کی۔ کیا چوروں کو پست۔
اس نے افغانوں کو اور ترکیوں کو دی بھاری شکست+

یہ دلاور اور نڈر تھا۔ اس لئے خوش تھی سپاہ۔
مر گیا جب شاہِ ایراں۔ ہو گیا یہ بادشاہ+

بیٹھتے ہی تخت پر تلوار اس نے کھینچ لی۔
فوج اس کی پھر پٹھانوں کو سزا دینے چلی+

جب بڑھی سیلاب کی صورت سے ایرانی سپاہ

Taj Tahir Foundation

لی پٹھانوں نے حدودِ ہند میں آ کر پناہ،
چونکہ تھا ایران کو ہندوستان کا ڈر بہت۔
جانتا تھا اس کو نادر شاہ طاقت ور بہت،
بھیجے یہ تحریر دے کر اُس نے اپنے ایلچی۔
دے پٹھانوں کو سزا دہلی کا شاہنشاہ بھی،
تاکہ ایراں اور ہندوستاں کو ہو راحت نصیب۔
ان کے ہاتھوں ہیں بہت نالاں رعیت کے غریب،
ان دنوں ہندوستاں کا رنگ ہی کچھ اور تھا۔
گلشنِ جنّت نشاں کا رنگ ہی کچھ اور تھا،
ایلچی بیچارے کچھ تو راہ میں مارے گئے۔
اور جو باقی بچے دربار میں رو کے گئے،
آج کل دربارِ دہلی کیا تھا۔ اک میخانہ تھا۔
جس کو دیکھو وہ شہیدِ لغزشِ مستانہ تھا،
کیا ضرورت تھی انہیں دُنیا سے رسم و راہ کی۔
ہوش ہی قائم نہ تھے سُنتے جو نادر شاہ کی،
ایلچی مارے گئے۔ آیا نہ دہلی سے جواب۔
اب تو نادر شاہ اُٹھا کھا کر بہت ہی پیچ و تاب،

لے کے اک جرّار لشکر جانب دہلی چڑھا۔
موج کی صورت اُٹھا۔ سیلاب کی صورت بڑھا۔

نادر شاہ اور محمّد شاہ کی لڑائی

فوج نادر شاہ کی ہندوستاں پر بڑھ چلی۔
موت کا طوفان لے کر ایک ندی چڑھ چلی۔
جلد ہی دہلی کے لوگوں نے بھی پائی یہ خبر۔
اور جھٹ دربار والوں کو سُنائی یہ خبر۔
لیکن اس دربار میں ہُشیار کوئی بھی نہ تھا۔
سب کے سب میخوار تھے غمخوار کوئی بھی نہ تھا۔
سُن کے حملے کی خبر۔ ہنس کر اُڑا دیتے تھے یہ۔
اور مُخبر کو بھی دیوانہ بنا دیتے تھے یہ۔
کہتے تھے اُونچے بہت دہلی میں ہیں لوگوں کے گھر۔
فوجِ نادر ان کو کوٹھوں پر سے آتی ہے نظر۔
حملہ کرنے میں نہ کی کچھ دیر نادر شاہ نے۔
آ کے کابل کو لیا اب گھیر نادر شاہ نے۔

Taj Tahir Foundation

حاکمِ کابل نے دہلی کی طرف اِک خط لکھا۔
کیجئے امداد سارا ملک ہاتھوں سے چلا +
بادشہ بیٹھا ہُوا تھا گلشن مہتاب میں۔
اور درباری تھے سب مشغول سیرِ آب میں +
آئی جب کابل کی عرضی کھِلکھِلا کر ہنس پڑے۔
ایلچی کو ایک دیوانہ بنا کر ہنس پڑے +
بادشہ کہنے لگا یہ ساری باتیں ہیں غلط۔
اور ڈبو یا جام مے میں حاکمِ کابل کا خط +
الغرض یہ لوگ تو اپنے نشوں میں مست تھے۔
اس طرف بھارت کی بربادی کے بندوبست تھے +
فوج نادر شاہ کی پنجاب میں داخل ہوئی۔
اِک تباہی گلشنِ شاداب میں داخل ہوئی +
مُنہ اُٹھائے آگیا لشکر یہ ڈراتا ہُوا۔
لے لیا لاہور۔ اور سرہند کی جانب بڑھا +
اب ہوئی ان کو خبر۔ ہاتھوں کے طوطے اُڑ گئے۔
بیٹھ کر شاہی رنگیلے مشورے کرنے لگے +
باتوں باتوں ہی میں نازک وقت کو کھوتے رہے۔

Taj Talim Foundation

کچھ دنوں تک مشورے ہی مشورے ہوتے رہے۔
پھر کیا کچھ حوصلہ اور اُٹھ کے لڑنے کو چلے۔
کچھ تو تھے اُجڑے ہوئے اب اَور اُجڑنے کو چلے۔

عقل کے اندھے تھے سب اور عیش و عشرت کے غلام
فوج کی شیرازہ بندی تھی نہ کوئی انتظام۔

آئے تھے میدان میں مردانِ غازی اس طرح۔
عید گہ کی سمت جاتے ہیں نمازی جس طرح۔

یہ نظر آتا تھا گویا آئی ہے سج کر برات۔
تھا محمد شاہ دولھا اور یہ لشکر برات۔

دہلی سے کرنال تک دو ماہ میں پہنچی یہ فوج۔
لشکر نادر اُدھر سے آرہا تھا مثلِ موج۔

ایک دن سہ پہر کو آخر لڑائی ٹھن گئی۔
ان رنگیلوں کے لئے یہ جنگ آفت بن گئی۔

آکے نادر کے قزلباشوں نے جب دھاوا کیا۔
ایک ہی حملے میں بس سنھرا دان کا ہو گیا۔

دلّی کے بانکے سجیلے دُم دبا کر بھاگ اُٹھے۔
سب کے سب شاہی رنگیلے دُم دبا کر بھاگ اُٹھے۔

Taj Tahir Foundation

کیونکہ سب خوگیر کی بھرتی تھی کچھ لشکر نہ تھا۔
جنگ کا میدان تھا یہ خالہ جی کا گھر نہ تھا +

خیریت گزری کہ آصف جاہ بھی موجود تھا۔
اُس نے کچھ تدبیر کی اور صلح کی رکھی بنا +

اور ان میں صلح آخر ہو گئی اس شرط پر۔
لے گئے کچھ تاوان نادر شاہ کر دے درگزر +

ایک تھا غدّار ہندی فوج میں بُرہانِ مُلک۔
اُس نے کھنڈت ڈال دی اور کر دیا نقصانِ مُلک +

اُس نے نادر سے کہا۔ "کیا آپ کرتے ہیں حضور!
شہر دہلی پر بھی قبضہ کیجئے چل کر ضرور +

"اس قدر دولت خزانوں میں وہاں موجود ہے۔
"یہ اگر دولت نہ لی تو فتح سب بے سود ہے" +

مل گیا ایرانیوں سے آخر ایرانی تھا یہ۔
اصل میں دہلی کے قتلِ عام کا بانی تھا یہ +

ملک کے غدّار نے نادر کو دی جب یہ صلاح۔
مُنہ میں اس کے پانی بھر آیا سُنی جب یہ صلاح +

چل پڑا اور ساتھ اپنے شاہ دہلی کو لیا۔

Taj Tahir Foundation

پورے اطمینان سے ہر چیز پر قبضہ کیا +

دہلی میں قتل عام

ہُوا دہلی پہ قابض آ کے نادر شاہ کا لشکر۔
خزانوں اور سامانوں پہ قبضہ ہو گیا یکسر +
تو محفل گرم کی آپس میں دونوں بادشاہوں نے۔
کیا ایرانیوں پر سایہ ہندی بارگاہوں نے +
جواں ہمت شہ ایران کی خاطر لگی ہونے۔
زبردستی کے اس مہمان کی خاطر لگی ہونے +
بڑا امن و اماں تھا شہر میں کوئی نہ تھا کھٹکا۔
کہ اتنے میں کسی بھنگڑ نے چھوڑا اک نیا شوشا +
نشے میں مست تھا کمبخت۔ یہ بڑ ہانک دی اس نے۔
کہ "وہ مارا محمد شاہ رنگیلے۔ تیرے کیا کہنے!
"رنگیلے! بادشاہی ہیچ آخر کھیل ہی ڈالا۔
دیا مُغلے کو اک قلماقنی کے ہاتھ سے مروا"+
اُڑی فی الفور دہلی میں خبر نادر کے مرنے کی۔

یہ بڑ بدبخت کی۔ افواہ بن کر شہر میں پھیلی +
پڑے پھرتے تھے نادر کے سپاہی شہر میں ہر سو۔
مزے میں سیر کرتے تھے یہ اپنی لہر میں ہر سو +
بس اب دہلی کے باشندے انہیں لاوارثا سمجھے۔
پڑیں پتھر سمجھ پر ان کی سمجھے بھی تو کیا سمجھے +
ہوئی لوگوں سے نادانی۔ سپاہی قتل کر ڈالے۔
جہاں پائے۔ یہ ایرانی سپاہی۔ قتل کر ڈالے +
خبر پائی جو نادر نے۔ تو اس کا دل بھی گھبرایا۔
خود آیا شہر میں۔ اور آ کے ان لوگوں کو سمجھایا +
مگر لوگ اس کو زندہ دیکھ کر۔ کچھ اَور بھی بپھرے۔
ہوئی اس کی تواضع پتھروں سے اور اینٹوں سے +
یہ گستاخی جو دیکھی۔ بس غضب میں آگیا نادر۔
کرو دہلی میں قتلِ عام! فرماں کر دیا صادر +
قزلباشوں نے سنتے ہی یہ فرماں کھینچ لیں تیغیں۔
گلے مل کر رعایا کا لہو پینے لگیں تیغیں +
نہ پوچھو۔ توبہ توبہ اب نہ پوچھو حال دہلی کا۔
ہوا بارانِ خوں سے ذرہ ذرہ لال دہلی کا +

گلی کوچوں میں خوں بہتا تھا دریائے رواں ہو کر۔
رعایا کے سر اُس میں تیرتے تھے مچھلیاں ہو کر+
معافی کا ہُوا در بند جھوٹے اور سچے پر۔
نہ بوڑھے پر کسی کو رحم آیا اور نہ بچے پر+
مکانوں کو لگا دی آگ نادر شہ کے لشکر نے۔
بچے تلوار سے جو لوگ وہ جل کر لگے مرنے+
محمد شاہ چُپ تھا۔ اور سرداروں کو سکتہ تھا۔
مگر اس وقت نادر سے کوئی کچھ کہہ نہ سکتا تھا+
الگ بیٹھے تھے سب۔ آنکھوں سے ان کی اشک بہتے تھے۔
رنگیلے بادشاہ صاحب بھی رو رو کر یہ کہتے تھے+
"خدا نے آج اپنے قہر کی صُورت دکھائی ہے"۔
"میرے اعمال کی شامت ہی نادر بن کے آئی ہے"+
گلے میں ڈال کر تلوار آصف جاہ پھر نکلا۔
نکل کر قلعہ سے نادر کے یوں ہی سامنے آیا+
خدائے پاک نے کچھ رحم ڈالا دل میں نادر کے۔
خطائیں بخش دیں لشکر کو روکا قتل کرنے سے+
ہُوا ہندوستاں برباد لیکن اس تباہی سے۔

پھر ایران کو نادر نہایت شان شاہی سے۔
مگر مغلوں کی شوکت سب اُٹھا کر لے گیا نادر۔
خزانے مال و دولت لعل و گوہر لے گیا نادر۔

Taj Tahir Foundation

احمد شاہ ابدالی

ہو گیا نادر کا جب ایراں میں جا کر انتقال۔
اس کے اک سردار نے ساری حکومت لی سنبھال +

تھا یہ ابدالی پٹھان اور نام احمد شاہ تھا۔
مال دولت۔ لشکر اس کے پاس خاطر خواہ تھا +

لیکن اس نے آ کے پھر پنجاب پر حملہ کیا۔
آفتیں برسانے والی پھر اُٹھی کالی گھٹا +

سلطنت دہلی کی اچھی طرح سے سنبھلی نہ تھی۔
یاد تازہ تھی ابھی دہلی کے قتلِ عام کی +

اور محمد شاہ رنگیلا تھا ابھی تک تخت پر۔
فوج کا جرنیل احمد شاہ تھا اس کا پسر +

تھا ابھی نو عمر۔ فنِّ جنگ میں بھی خام تھا۔

لیکن احمد شاہ ابدالی کا یہ ہمنام تھا،
اس لئے لشکر کو لے کر یہ بھی دہلی سے بڑھا۔
ہو گیا سرہند پر دونوں کا آخر سامنا،
اس نے احمد شاہ ابدالی کو دی بھاری شکست۔
ہند نے پھر کر دیا اک مرتبہ ایراں کو پست،
آہ مغلوں کی مگر اک آخری جرأت تھی یہ۔
آخری شوکت تھی یہ اور آخری ہمّت تھی یہ،
جب یہ شہزادہ ہوا ہندوستاں کا بادشاہ۔
عیش و عشرت کی طرف اُٹھنے لگی اس کی نگاہ،
ہند کی تقدیر جاگ اٹھی تھی۔ لیکن سو گئی۔
سلطنت مغلوں کی اب کمزور بالکل ہو گئی،
دُور کے جتنے تھے صوبہ دار باغی ہو گئے۔
ہو گئے آمادہ پیکار۔ باغی ہو گئے،
سلطنت کی کوششیں سب رائیگاں ہونے لگیں۔
ملک میں ہر سمت خانہ جنگیاں ہونے لگیں،
مرہٹوں نے سر نکالا اور پنڈارے اُٹھے۔
لُوٹنے کے واسطے لوگوں کو یہ سارے اُٹھے،

Taj Tahir Foundation

آگیا اب شاہ دہلی مرہٹوں کے ہاتھ میں۔
اور تھی ساری رعایا ڈاکوؤں کے ہاتھ میں +
آ کے احمد شاہ ابدالی نے پھر حملہ کیا۔
اور زورِ تیغ سے پنجاب سارا لے لیا +
مرہٹے یہ چاہتے تھے۔ حکمراں بن جائیں گے۔
ہر طرح شاہنشہِ ہندوستاں بن جائیں گے ،
یہ بہادر تھے۔ بڑے چالاک تھے عیار تھے۔
یہ جنوبی ہند کی تقدیر کے مختار تھے +
ملک گیری کی ہوس میں آپڑے پنجاب پر۔
ان دنوں پنجاب کا مالک تھا ابدالی مگر +
مرہٹوں کا حال سُن کر وہ بھی کابُل سے چلا۔
آگیا دو منزلہ سہ منزلہ کرتا ہُوا +
سامنا فوجوں کا پانی پت کے اُوپر ہو گیا۔
مرہٹوں کا اس لڑائی میں نصیبہ سو گیا +

Taj Tahir Foundation

پانی پت کی تیسری لڑائی

آج اس میداں میں محشر بپا ہونے کو تھا۔
قسمت ہندوستاں کا فیصلہ ہونے کو تھا۔

مرہٹوں کی فوج تھی۔ دو لاکھ اور اسّی ہزار۔
ساتھ پنڈارے بھی تھے جن کا نہ تھا کوئی شمار۔

اور ابدالی کا لشکر تھا فقط پچپن ہزار۔
جس نے آخر لوٹ لی بھارت کے گلشن کی بہار۔

مرہٹوں کی فوج کا جرنیل تھا وشواس راؤ۔
اور اس کے ساتھ اس کا بھائی بھی راؤ بھاؤ۔

صبح جب سورج نے دی تاروں کے لشکر کو شکست
لشکروں میں ہو گیا لڑنے کا پورا بندوبست۔

گونج اٹھا میداں میں جے کاروں کا تکبیروں کا شور
آپڑا ہر سمت شمشیروں پہ شمشیروں کا زور۔

قتل و غارت کے لئے آپس میں انساں گتھ گئے۔
تیغ و خنجر کھینچ کر ہندو مسلماں گتھ گئے۔

مرہٹوں نے جان کی بازی لگا دی جنگ میں

آج ہندو دھرم کی شوکت دکھا دی جنگ میں۔
اُس طرف بپھرے ہوئے تھے ترک بھی افغان بھی۔
اُن کی جرأت پر تھا قرباں دین بھی ایمان بھی۔

بڑھ رہے تھے سورما یوں برچھیاں تانے ہوئے۔
گویا اپنی موت کو تھے زندگی جانے ہوئے۔

ہر طرف تھی تیغ کی جھنکار۔ خنجر کی صدا۔
اور اُن سے بھی بلند اللہ اکبر کی صدا۔

ہو رہی تھی جنگ دیووں کی کہانی کی طرح۔
بہ رہا تھا اس زمیں پر خون پانی کی طرح۔

ایک پل۔ ایک آن میں کشتوں کے پشتے لگ گئے۔
ہر طرف میدان میں کشتوں کے پشتے لگ گئے۔

مرہٹوں نے گرم رکھا دوپہر تک کارزار۔
ہے نصیبوں پر مگر موقوف ساری جیت ہار۔

دوپہر کے وقت جب مارا گیا وشواس راؤ۔
مرہٹے بھاگے۔ شکستہ ہو گئی ہمّت کی ناؤ۔

سر پہ رکھ کر پاؤں سب جنگی دلاور بھاگ اُٹھے۔
اکثر آئے کام اس میداں میں۔ اکثر بھاگ اُٹھے۔

Taj Tahir Foundation

اور ابدالی کے سر اس فتح کا سہرا رہا۔

گونج اٹھی میدان میں اللہ اکبر کی صدا۔

ہند کی شاہنشہی لیکن نہ تھی تقدیر میں۔

بادشہ اس مرتبہ چُوکا بہت تدبیر میں۔

وہ یہ سمجھا دہلی میں اِک بادشاہ موجود ہے۔

قبضہ کرنا ہند پر میرے لئے بے سود ہے۔

جیت کر میدان واپس لاؤ لشکر لے گیا۔

لُوٹ کر اس مُلک کے سب لعل و گوہر لے گیا۔

Taj Tahir Foundation

انگریز

ہو گیا ان آندھیوں سے ملک سارا بے چراغ۔
پھر بہار آئی نہ اس میں۔ اس طرح اُجڑا یہ باغ،

سلطنت کا رُعب لوگوں کے دلوں سے اُٹھ گیا۔
اور خود مختاریوں کی بھر گئی سر میں ہوا،

ڈاکوؤں نے رہزنوں نے سرکشی کی اختیار۔
اور بے چاری رعایا بن گئی ان کا شکار،

آئے تھے جو لوگ یورپ سے تجارت کے لئے۔
پاؤں پھیلانے لگے اب وہ حکومت کے لئے،

کچھ فرانسیسی تھے ان میں اور کچھ انگریز تھے۔
ان کی عقلیں تیز تھیں ان کے نصیبے تیز تھے،

ہند میں دیکھی جو ہر سُو ابتری پھیلی ہوئی۔

Taj Tahir Foundation

فائدہ اس سے اُٹھانے کے لئے ہمّت بڑھی
بڑھ گئے ان سب سے انگلستان کے لائق سپوت۔
آ گئے جھنڈے تلے کیا مغل۔ اور کیا راجپوت +

ان کی چالیں ہر طرح سے کارگر ہونے لگیں۔
ہندیوں کی قوتیں زیر و زبر ہونے لگیں +

یہ بہادر بھی مدبّر بھی تھے اور چالاک بھی۔
من چلے بھی تھے۔ نڈر بھی اور تھے بیباک بھی +

ان کی تدبیروں نے دُنیا بھر کو حیراں کر دیا۔
ان کی شمشیروں نے فوجوں کو پریشاں کر دیا +

الغرض قبضہ میں ان کے آ گیا ہندوستاں۔
کر دیا قسمت نے انگریزوں کو آخر حکمراں +

جو ہوا ان کا مقابل ہو گیا آخر کو پست۔
فتح یابوں کو بھی، حاصل ہو گئی پوری شکست +

Taj Tahir Foundation

حیدر علیؒ

اس بہادر کی ترقی کا بھی قصہ ہے عجیب۔
تھا پدر حیدر علی کا ایک پنجابی غریب +
یہ دکن میں جا بسا تھا چھوڑ کر اپنا وطن۔
ہو گیا شاداب دو بیٹوں سے پھر اس کا چمن +
تھا بڑا عبّاس اور چھوٹا پسر حیدر علی۔
ہو گیا لیکن جہاں میں نامور حیدر علی +
شوق تھا بچپن میں گھوڑے کی سواری کا اسے۔
ہم سنوں سے لڑنا بھڑنا خوب بھاتا تھا اسے +
اس کا بھائی فوج میں جا کر ملازم ہو گیا۔
مدّتوں حیدر علی بیکار و آوارہ رہا +
اک جتھا پھر اس نے اپنے ساتھ اکٹھّا کر لیا۔

Taj Tahir Foundation

اور دکن میں رات دن یہ رہزنی کرنے لگا۔
لوٹ کر اس نے بہت سا زر جمع کر لیا۔
کچھ لگایا فوج پر اور کچھ خزانہ بھر لیا +
راجہ میسور کی اس فوج سے امداد کی۔
اور اس امداد کی تنخواہ بھی کوئی نہ لی +
ان دنوں میسور کا راجہ بہت کمزور تھا۔
مرہٹوں نے آکے اُس کے ملک پر حملہ کیا +
گھبرا گئے جب راجۂ میسور اور اس کا وزیر۔
مرہٹوں کو دے دیا کچھ ملک اپنا بے نظیر +
لشکر اپنا بھی مگر تھا ان دنوں بگڑا ہوا۔
کیونکہ رونا تھا اسے دو سال کی تنخواہ کا +
ایک دن اس فوج نے آکر لیا راجہ کو گھیر۔
قتل کر دینے میں اب باقی نہ تھی کوئی بھی دیر +
دفعتاً کچھ فوج لے کر آ گیا حیدر علی۔
آکر اپنے پاس سے اُس فوج کو تنخواہ دی +
فوج کے ہاتھوں سے راجہ کو لیا اُس نے چھڑا۔
اس طرح سے خوب محسن بن گیا میسور کا +

مرہٹوں نے دوسری بار آ کے جب حملہ کیا۔
اُن سے لڑنے کے لئے حیدر علی فوراً گیا +

مرہٹوں کو بر سر میدان دی اس نے شکست۔
کر دیا اس تیغ زن نے اُن زبردستوں کو پست +

تھا مگر خالی خزانہ راجۂ میسور کا۔
لشکرِ میسور پھر اک بار باغی ہو گیا +

وقت پر حیدر علی نے پھر اُسے تنخواہ دی۔
مل گئی جس کے عوض میں سلطنت میسور کی +

یعنی راجہ کی طرف سے اب اجارا مل گیا۔
اور حکومت کے لئے یہ ملک سارا مل گیا +

حیدر علی اور انگریز

بن گیا حیدر علی جب بادشہ میسور کا۔
اک زمانہ اس کی دانائی سے حیران رہ گیا +

سر بسر جاہل تھا یہ کچھ بھی پڑھا لکھا نہ تھا۔

Taj Tahir Foundation

لیکن اس کا لشکر اس کے نام پر پروانہ تھا +
اس نے فوراً کر لیا اس سلطنت کا انتظام -
سارے حملہ آوروں کی ہوگئی اب روک تھام +
ہر طرح سے اپنی فوجوں کو کیا اس نے درست -
اور گھوڑے بھی مہیّا کر لئے چالاک و چست +
صوبۂ مدراس تھا اس وقت انگریزوں کے پاس
اور یہ میسور لے لینے کی بھی رکھتے تھے آس +
یک بیک بڑھنے لگا حیدر علی کا زور جب -
ہو کے بدظن کر لیا لشکر گورنر نے طلب +
ہوگئے ان کے شریک آکر نظام اور مرہٹے -
چڑھ چلیں حیدر علی پر - مشورے ہونے لگے -
ان ارادوں کی ملی حیدر علی کو جب خبر -
لشکرِ جرّار لے کر آ گیا وہ بے خطر +
چھیڑ دی چاروں طرف اس نے لڑائی بے درنگ -
توپ اور بندوق سے ہونے لگی آپس میں جنگ +
دشمنوں پر ایک آندھی کی طرح آتا تھا یہ -
لُوٹ کر فوجوں کی ہر اک چیز لے جاتا تھا یہ +

ہر جگہ چُٹکی بجاتے میں پہنچ جاتا تھا آپ۔
ہونے دیتا تھا نہ یہ دشمن کی فوجوں کا ملاپ +
گرچہ انگریزوں سے اک دو مرتبہ کھائی شکست۔
حوصلہ اس شیر کا لیکن ہوا ہرگز نہ پست +
برق بن کر آ گرا اک مرتبہ مدراس پر۔
فوج بے پروا تھی۔ انگریزی گورنر بے خبر +
سینکڑوں میلوں سے دھاوا کر کے آیا یہ دلیر۔
آ کے اس نے تین جانب سے لیا قلعے کو گھیر +
وہ گیا حیراں گورنر اُڑ گئے ہوش و حواس۔
کچھ نہ بن آتا تھا اس سے۔ فوج کم تھی اس کے پاس +
کر لی یوں حیدر علی نے صلح انگریزوں کے ساتھ۔
آ گیا کھویا ہُوا سارا علاقہ اس کے ہاتھ +
اس طرح سے گو کہ ظاہر میں صفائی ہو گئی۔
بعد کچھ عرصے کے لیکن پھر لڑائی ہو گئی +
مختصر یہ ہے کہ تھا حیدر علی اک شیر مرد۔
کامیابی سے رہا جو دشمنوں کا ہم نبرد +

Taj Tahir Foundation

سُلطان ٹیپو

بہت ہی دلاور تھا سُلطان ٹیپُو۔
پدر کے برابر تھا سُلطان ٹیپُو +
زمانے سے حیدر علی جب سدھارا۔
تو تھا چار سَو کوس پر یہ بچارا +
پدر کی وزارت میں تھے دو برہمن۔
بڑے نیک دل اور بڑے پاک دامن +
اُنھوں نے اسے جلد پیغام بھیجا۔
اِدھر اپنے آقا کا مَرنا چُھپایا +
کسی پر بھی ظاہر نہ کی موت اس کی۔
رکھی لاش پردے میں حیدر علی کی +
اُدھر جوں ہی ٹیپُو نے پیغام پایا۔

Taj Tahir Foundation

تو جلدی سے اُڑتا ہوا یہ بھی آیا۔
کئے چار سَو کوس طَے اس نے ایسے۔
گھٹاؤں میں بجلی چمک جائے جیسے۔
بہادر پسر تھا یہ حیدر علی کا۔
ہوا تخت میسور پر جلوہ فرما۔
کئے ہر طرف اپنے آئین جاری۔
ہوئی فوج والوں کی مردم شماری۔

اُدھر دشمنوں کی نگاہیں تھیں اس پر۔
کہ لڑکا تو ہے چھین لو تخت و افسر۔
اِدھر یہ بھی مُنہ کا نوالا نہیں تھا۔
کسی بات سے ڈرنے والا نہیں تھا۔
مدبّر تھا۔ ہُشیار و چالاک تھا یہ۔
بہت ہی نڈر اور بیباک تھا یہ۔
لگا جنگ کرنے کے سامان کرنے۔
بڑھا دشمنوں کو پریشان کرنے۔
نظام اور انگریز یہ چاہتے تھے۔

Taj Tahir Foundation

کسی طرح ٹیپو بھی ہاتھ آئے۔
غرض پھر لڑائی کے طوفان جاگے۔
جو سوئے پڑے تھے۔ وہ اوسان جاگے۔
تھا سلطان ٹیپو بھی پُتلا بَلا کا۔
لڑائی کو اک کھیل سمجھا ہوا تھا۔
یہ بن کر سپہدار میداں میں آیا۔
غنیموں کو اکثر جگہ پر ہرایا۔
کیا ناک میں خوب دَم دشمنوں کا۔
مٹایا بہت کچھ بھرم دشمنوں کا۔
مگر اس کی تقدیر نے رنگ بدلا۔
تو آخر میں یوں نقشۂ جنگ بدلا۔
گھرا اپنے دارالخلافے میں آ کر۔
غنیموں کا نرغہ ہوا اس کے اندر۔
ہوا جسم زخموں سے گو پارا پارا۔
مگر یہ بہادر ذرا جی نہ ہارا۔
دکھاتا رہا۔ پائمردی کے جوہر۔
ہوا قتل آخر لڑائی کے اندر۔

Taj Tamir Foundation

ٹیپو سلطان

Taj Tahir Foundation

مہاراجہ رنجیت سنگھ

درخشاں ہے تاریخ کے باب میں۔
ستارہ یہ چمکا تھا پنجاب میں +
یہ سکھوں کا چھوٹا سا سردار تھا۔
مگر راجہ راجگاں بن گیا +
نصیب اس کا یاور تھا۔ ہمت بلند۔
ہوا تختِ شاہی سے بہرہ مند +
کیا ملک اغیار سے اس نے پاک۔
بندھی سارے پنجاب میں اس کی دھاک +
ارادوں میں ہمت تھی۔ بازو میں ست۔
نہایت ہی خوبی سے کی سلطنت +
بڑا نیک تھا نیک کردار تھا۔

Taj Tahir Foundation

گرو کی محبت میں سرشار تھا ۔

یہ راجہ ہوا ہے بڑا شان دار ۔
بہادر ۔ دلاور ۔ جری ۔ شہسوار ۔

جگر اس سے شیروں کا بھی آب تھا ۔
حقیقت میں یہ شیر پنجاب تھا ۔

بڑی شان والا تھا رنجیت سنگھ ۔
دلوں کا اجالا تھا رنجیت سنگھ ۔

ہوا پھر نہ کوئی بھی ایسا دلیر ۔
کرے ملک کے دشمنوں کو جو زیر ۔

ہوا اس کے مرنے سے بھارت تباہ ۔
نہ راجہ رہا کوئی باقی نہ شاہ ۔

"بیک گردشِ چرخِ نیلو فری ۔
نہ قیصر بجا ماند نے قیصری "۔

Taj Tahir Foundation

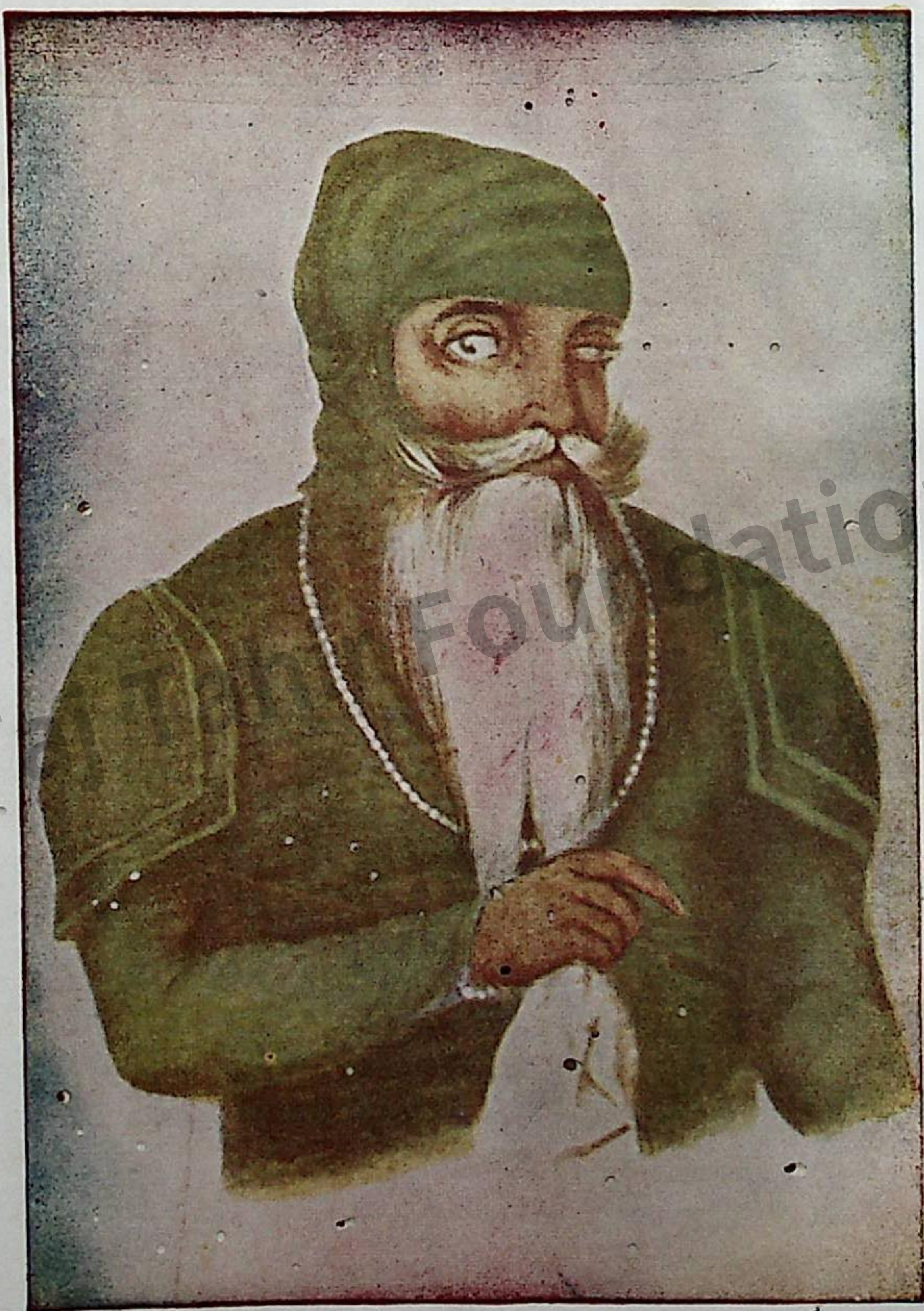

رنجیت سنگھ

Taj Tahir Foundation

بھارت کے نونہالو

عیسائی - پارسی - سکھ - ہندو ہو یا مسلماں +
نیکی ہے دھرم سب کا - نیکی ہے سب کا ایماں +
سب سے کرو بھلائی - مذہب کا ہے یہ فرماں +
حاصل ہیں آج تم کو - ہر اک طرح کے ساماں +
یہ فائدے اُٹھا لو -
بھارت کے نونہالو!
ہندوستان والو!

امن واماں کی دولت - قبضے میں ہے تمہارے +
تم سورما بہادر - تم ہو وطن کے پیارے +
یہ مُلک آسمان ہے - تم اس کے چاند تارے +

Taj Tahir Foundation

اب صُلح و آشتی کے۔ دیکھو ذرا نظارے،
سب رنجشیں مٹا لو۔
بھارت کے نونہالو!
ہندوستان والو!

اے دوستو مٹا دو۔ آپس کی یہ لڑائی،
ہندوستان والے۔ سارے ہیں بھائی بھائی،
تفریق اس طرح کی۔ کس نے تمہیں سکھائی،
آپس میں میل رکھو۔ دل کی کرو صفائی،
یوں تفرقے نہ ڈالو۔
بھارت کے نونہالو!
ہندوستان والو!

تمت

سید حمید علی نے امرت الیکٹرک پریس ریلوے روڈ۔ لاہور میں باہتمام دھرم چند بھارگو بی۔ ایس سی چھپوا کر دار الاشاعت پنجاب لاہور سے شائع کی

Taj Tahir Foundation

Taj Tahir Foundation

Taj Tahir Foundation

Taj Tahir Foundation

Taj Tahir Foundation